

کتابخانه مجلس شورای اسلامی

اسم کتاب: دولت شخصی
مؤلف: سید ابی محمد
موضوع: تاریخ
۲۵ / ۴۵

۱۳۰۴

شماره دفتر

۹۷۳۰

۱۰

۷۷۴

دیوان محقق

کتابستان
الکتاب

تذکرۃ اخواتین

یعنی

ہندستان کی شاعرہ عورتوں کا تذکرہ اس کتاب میں
مصنف نے اس قدر محنت سے کام لیا ہے کہ حد بیان باہر ہو کر مشہور
خواتین کے حالات اور ان کا کلام۔ ان کے متعلق جو جو لطائف ہیں وہ
سب اس میں درج کئے گئے ہیں اس قسم کا کوئی تذکرہ اس وقت تک
شائع نہیں ہوا۔ کلام کا انتخاب نہایت ہی عمدہ کیا گیا ہے۔
مصنفہ مصتورہ دردمولانا عبد الباری صاحب آسی
قیمت ایک روپیہ چار آنہ

تھ

المشا

منیجر نو لکچور بک ڈپو لکھنؤ

فیض صحبت سے محرومی وغیرہ کا بہانہ کر کے اس درخواست کو ٹال دیا۔ مگر چونکہ ضعیف العمر بھی ہو چکے تھے اور وطن کی جدائی میں ایک کافی زمانہ گزر گیا تھا اس واسطے انھوں نے ایک قصیدہ لکھ کر شاہزادی کے پاس بھیجا۔ جسکے بعض شعر یہ ہیں۔ دہلی میں یہ قصیدہ پیش کیا گیا۔

کیا راد وطن نتوان برگرفت دل	در غربت ہم اگرچہ فزونست اعتبار
پیش تو قرب و بعد تفاوت نمی کند	گو خدمت حضور نباشد مرا شعار
نسبت جو باطنی است چہ بلی چہ صفہاں	دل پیش تست من چہ بہ کابل قینہاں

بڑھے استاد کی اس درخواست اور التجا کا شاہزادی پر بڑا اثر پڑا اور انعام و اکرام دے کر ان کو وطن جانے کی اجازت دیجئی۔

زریب النساء ایک آزاد مزاج اور سیاسی باتوں سے بے تعلق زندگی بسر کرنے والی شاہزادی تھی بڑے سے بڑے واقعات سیاسی میں بھی وہ دخل دینا پسند نہ کرتی تھی۔ مگر اسکے حقیقی بھائی شاہزادہ اکبر نے مخالفین کے اغواء سے جب شہنشاہ عالمگیر سے مخالفت کر کے بغاوت پر کمر باندھی۔ تو شاہزادی کے دشمنوں کو ایک موقع ہاتھ آیا۔ اور انھوں نے بادشاہ کے کان بھر کر زریب النساء سے بدگمان کر دیا۔ جس کی وجہ سے چند روز کے لئے اسکی تنخواہ چار لاکھ سالانہ بند کر لی گئی اور تمام مال و متاع ضبط کر لیا گیا۔ اسکے بعد تحقیقات ہوتی رہی ہیں وہ بیگناہ ثابت ہوئی۔ جس کے جلد میں اسکا تمام اعزاز و اکرام بحال اور اسکا ضبط شدہ مال و اسباب واپس دیدیا گیا۔

عالمگیر اگرچہ فطرتاً نہایت خشک مزاج اور سخت واقع ہوا تھا۔ اور اپنی بیدار مغزی کی وجہ سے دشمنی ہی سے کسی کی قابلیت کا قائل ہو کر اس کو قابل عزت تسلیم کرتا تھا۔ ہر وقت اسکی زبان پر یہ فقرے رہتے تھے۔ کہ آدم خوب

پیدائیت بہر دم وہ انسان کی گمیا بی کے غم میں یہ شعر پڑھتا اور افسوس کرتا تھا۔
 انچہ بر جستم کم دیدیم دیباست نیست | نیست جز انسان رین عالم کہ دیباست نیست
 مگر اسی کے ساتھ وہ قابل لوگوں کا قدردان بھی تھا۔ اور انکے مرتبہ کے موافق انکی وقعت کرتا تھا اسی بنا پر وہ زریب النساء کو دل سے عزیز رکھتا تھا اور اسقدر عزت کرتا کہ زریب النساء باہر سے آتی تو اسکے استقبال کے لئے شاہزادوں کو حکماً بھیجتا تھا۔

جیسا کہ بیان کیا گیا زریب النساء نہایت آزادانہ اور شاعرانہ زندگی بسر کرتی تھی کہ عالمگیر دکن کے طول طویل سفر گیا۔ اور زریب النساء دلی ہی میں رہی۔ اسی اثنا میں سنہ ۱۰۳۰ مطابق ۱۶۲۱ء میں باسٹھ سال کی عمر پر شاہزادی مذکورہ نے انتقال کیا اور دہلی میں مدفون ہوئی۔

زریب النساء نہایت ذہین بذلہ سنج تھی تمام تذکرہ نویس بالاتفاق اسکی قابلیت کے قائل ہیں۔ اور اسکے کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مخفی کے متعلق بہت سے ایسے بے سرو پا افسانے مشہور کر دئے گئے ہیں۔ جو کسی طرح اسکی شایان شان نہیں اور کتب تواریخ سے کوئی ان کا ثبوت نہیں ملتا بعض لطائف ایسے ہیں کہ اگر وہ زریب النساء سے سرزد ہوئے ہوں تو کچھ زیادہ بعید نہیں مثلاً

سنہ ۱۰۳۰ء کہ زریب النساء نے ایک مرتبہ کبری کو بچہ دیتے ہوئے دیکھا۔ جو تکلیف کی وجہ سے ٹپ رہی تھی۔ زریب النساء نے یہ شعر پڑھا۔

لے صدق تشنہ میر و سخنے نیسان منکر | بہر یک قطرہ آبے کہ شکم بشکم خند

ایک مرتبہ کسی نے زریب النساء کے سامنے یہ مصرع کہا۔ ۶

اور ابلق کسے کم دیدہ موجود

اُس نے فوراً یہ دوسرا مصرع ہم ہو چکا کر شعر اپنا کر لیا۔

مگر آشک بتان سرسہ لود

ایک مرتبہ کوئی خادمہ آئینہ لارہی تھی اتفاقاً اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر اور پاش پاش ہو گیا۔ وہ غریب خوف سے کانپتی اور ردنی ہوئی آئی۔

زیب النساء نے واقعہ پوچھا اُس نے اس مصرع میں اپنی خطا کی ایک مختصر داستان سنائی

از قضا آئینہ چینی شکست

زیب النساء بچائے اُس کے کہ تھا ہوتی یا اس کو کوئی سرزنش اور تنبیہ کرتی یہ مصرع پڑھ کر ہنس کر خاموش ہو رہی۔ ۶

خوب شد اسباب غیبی شکست

نعمت خان عالی کو ایک مرتبہ کچھ روپیہ کی ضرورت تھی بہت تک دوڑا اور بہت کوشش کی مگر اتفاق سے دستیاب نہ ہو سکا مجبوراً اپنا بیغہ مرقع زیب النساء کے پاس بھیجا۔ اور عرض کیا کہ یہ رہن رکھ لیجئے۔ اور ضرورت نکال دیجئے۔ وہاں نوبی دربار تھا کون سنتا ہے۔ یا سنتا ہے تو یاد کون رکھتا ہے۔ بدیں گزر گئیں کوئی جواب نہ آیا۔ تو عالی نے یہ رباعی لکھ کر بھیجی۔

اے بندگیت سعادت اختر من

در خدمت تو عیان شدہ جو ہر من

گر جیفہ خریدنی است پس کو زدن

وزیت خریدنی بزنی بر سر من

زیب النساء نے رباعی پڑھی ہنسی اور ہانپنچر اور روپیہ بھجوا دئے اور جیفہ بھی واپس دے دیا۔

بہت سے ادیبوں اور شعراء کے لطیفے اُس کے یہاں سے مقرر تھے۔ اور وہ سب کے ساتھ وقت بوقت حسبِ حیثیت سلوک کرتی رہتی تھی۔ مگر سخت نا انصاف اور بظن ہیں وہ لوگ جنہوں نے اُس کے نام کے ساتھ ایسے لطیفے جیسے کہ

ناصر علی کا قصہ جو تیار مخفی حیثیت سے بھی مستبعد ہو منسوب کئے ہیں۔ زیب النساء اول تو خود ہی نہایت نیکدل عابدہ اور زاہدہ تھی۔ دوسرے عالمگیر کا زمانہ کچھ ایسا زمانہ نہ تھا کہ اس میں ہر شخص اور خصوصیت سے اُس کے محل میں آزادی برتی جاتی۔ زیب النساء کا کلام آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اُس سے اُس کے رنگ اور اسکی ذہانت اُسکی جودت طبع کا پتہ لگالیں گے ہم نہیں چاہتے کہ انتخاب کر کے تنقید کریں اور تحصیل حاصل کا منظر آپ کے پیش نظر ہو۔ صرف اتنا بتا دینا لادبی ہے کہ اُس کے معاصرین اُس سے کبھی بازی نہ لیجا سکتے تھے اور سب کو اسکی ذہانت کے سامنے سرسکیم خم کرنا پڑتا تھا۔

اسی طرح متقدمین کی غزلوں پر اُس نے جو غزلیں کہی ہیں اُن میں بھی وہ کسی سے کم نہیں رہی۔ عرفی اور حافظ کے کلام کو وہ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور کلام میں زیادہ تراخیں کا اتباع کرتی تھی چنانچہ اُس کے دیوان میں اکثر غزلیں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں عرفی کی غزل سے بہت کم فرق لکھا گیا ہے۔ اور صرف چند الفاظ سے شعر کو علیحدہ کر لیا گیا ہے۔ ذیل میں نمونہ کچھ اشعار درج کئے جاتے ہیں جنکے دیکھنے سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ مخفی نے عرفی کی غزل دیکھ کر غزل کہی ہو۔

عرفی

کوئی عشق است ہمہ دانہ و دام است ایجا

جلوہ مردم آزاد سلام است ایجا

مخفی

کوئی عشق است ز ناموس سلام است ایجا

صد چہ محمود بہر گوشہ غلام است ایجا

عرفی

نماد نور شرارے چرخ ہستی ما

مخفی

نماد نشہ ذوق شراب مستی ما

مخفی

نماد دامن وصلے دراز دستی ما

مخفی

سر قناد گئی مایہ عرش می ساید	عرفی	کلاہ مخمّر بلندی ربود پستی ما
اگر کج چشم حقیقت نظر کنی - بینی	مخفی	بیام عرش بریں این مقام پستی ما

بر افشاں دست بر ناموس انگار	عرفی	میان محرم و بیگانہ میرقص
اگر مرد رہی مردانہ می رقص	مخفی	پیش محرم و بیگانہ میرقص
مشو عرفی رہن باغ و بلبل	عرفی	بہانگ چمد ویرانہ میرقص
نہ گردد گرترا ویرانہ معمور	مخفی	ہما آ سادین ویرانہ میرقص
مشواز ہر دانہ صید صیاد		چومرغان چین بے دانہ میرقص

دل میر و دزد و دتم لے دوستان خدارا	حافظ	درد اکہ راز پنہان خواہد شد آشکارا
غم میکند فردنی لے دوستان خدارا	مخفی	شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
کشتی شکستگانیم لے باد شرطہ شیر خیز	حافظ	باشد کہ باز بنیم آن یار آشکارا
کشتی غم بے شکست در بحر ناامیدی	مخفی	شکل کہ باز بنیم آن یار آشکارا
در حلقہ گل دل خوش گفت و شن لب لب	حافظ	بات الصبور جویا یا ایہا السکارا
اگر زشت موسم گل شد ناہما بے بلبل	مخفی	آہ کے شراب مستی یا ایہا السکارا
میں اس قسم کے اشعار کا انتخاب کر کے مضمون کو طویل نہیں کرنا چاہتا۔ نوٹ نہ کیے		
مند جب شعر کافی ہیں اور انھیں پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ باوجود		
اس مبالغہ اور تتبع کے مخفی کی بعض غزلیں عرفی سے بھی اچھی ہیں۔ اور اگر اچھی نہیں تو		
اسکی ہم پلہ ہیں۔		
دیوان مخفی کے متعدد نسخے اب بھی بہت سے ملتے ہیں مگر تعجب یہ ہو کہ جملہ		
ہیں وہ سب غلط اور منسوخ ہیں۔ دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب نسخوں کا		

منقول عنہ ایک ہی ہے۔ جسے اغلاط کا مرتبہ کہا جاسکتا ہے۔ غالباً اسی نسخہ کی نقل مطبع نو کشور میں بھی طبع ہوئی تھی۔ اور دوسروں کے موافق اس میں بھی کافی غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ مگر اس مرتبہ حاصل اتمام سے دیکھ کر اور تین چار نسخوں سے مقابلہ کر کے اسکو طبع کرایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک نسخہ نہایت قدیم موجود تھا جس پر سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ مگر ۱۲۱۲ھ میں وہ کسی رئیس فضل علی ابن نجف علی کے کتب خانہ میں داخل ہوا۔ اگرچہ یہ نسخہ کہیں کہیں غلط بھی ہے مگر اس میں مطبوعہ نسخوں سے بہت سا اختلاف ہے۔ اور اکثر جگہ اشعار زائد ہیں۔ دوسرا ایک نسخہ ناتمام بہت قدیم کا لکھا ہوا تھا جو نہایت صحیح تھا۔ مگر ناتمام تھا۔ گو اس نسخہ پر بھی سنہ کتابت غیر واضح نہیں ہے پھر بھی اسکی شان کتابت اور کاغذ وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ نہایت قدیم ہے۔ ایک نسخہ مطبع نظامی کا چھپا ہوا تھا۔ جسکے مقابلہ پر معلوم ہوا کہ کشوری سے بہت کم اختلاف اس میں ہے۔ جو تھا نسخہ فرنگی محل کا مطبوعہ ہے اس میں اور کشوری میں کوئی خاص فرق نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بہر صورت ان سب نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد اختلافی الفاظ پر غور کر کے جس نسخے پر زیادہ رائیں قائم ہوئیں اسی کی مطابق بنایا گیا۔ اور اسی صورت سے پوری کتاب کی تصحیح کی گئی۔ مگر اسل حقیاط پر بھی بہت سی جگہ قدیم اصل کے مطابق ہی چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ یا تو اس غلط اور مختلف فیہ لفظ پر بیاض ہے۔ اور یا پھر اسی غلطی پر سب کا اجماع ہے۔ اس صورت میں اسکے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ کہ کتاب کو بحالہ چھوڑ دیا جاتا۔ اور مجبوراً ہکو بھی یہی کرنا پڑا۔

بہت سے شعر و دوسرے نسخوں میں زائد تھے وہ اسی غزل میں بڑھائے گئے۔

جو اس زمین میں موجود تھے۔ بعض حضرات کا خیال تھا کہ زائد اشعار کو الگ لکھا جائے۔ مگر اس میں بے لطفی اور طوالت کے سوا کچھ اور کوئی نتیجہ نہ تھا۔
زیب النساء کے دیوان کے مختلف نسخے ہندوستان میں موجود ہیں مگر یہ نسخہ مستند نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اہل ذوق حضرات اس دیوان کی قدر افزائی فرما کر ہماری مساعی کی داد خریداری کی صورت میں دینگیں اور کارکنان مطبع کو آئندہ کے لئے دوسری مرتبہ طبع ہونے پر زیادہ تر کاوش و کوشش کا موقع عطا فرمائیں گے۔

عبدالباری آسی
نولکشور پریس لکھنؤ

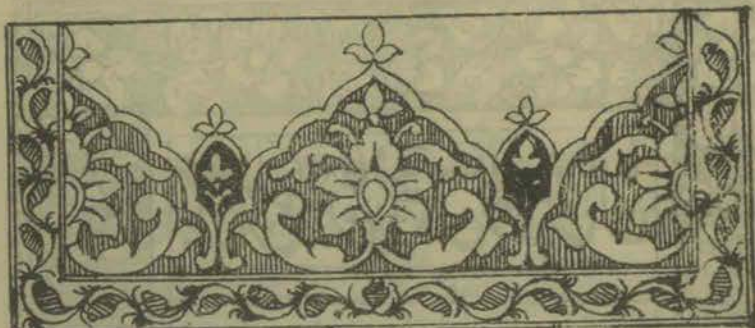
عصنا کا دم کا فضیلت زمین و زمان
بن ریح مبین ن و ل ت مین و زمان

دین ایام ہمایون انجام کلام فصاحت لقیام سر تایا عملوار نشو و نما



کہ از تیر دوستی نقاد سخن سر آمد شعرا و نامی اہل زبان شتی ہست

مطبع نشو و نما لکھنؤ واقعہ لکھنؤ بطبع فرستادہ شد
درین نشو و نما لکھنؤ واقعہ لکھنؤ بطبع فرستادہ شد



بسم الله الرحمن الرحيم

اے زارِ محنت خرم گل وستان ما
موسمِ ما انا الحق گوزشوق دار عشق
معتش گو یان کشتی فنا هر گوشه
مقبول افتد زادر یکدی کیجو نیاز
قطره اشکِ نیابده برده یکدر
در کیمبائی چو نایدل بده و ناله ساز

گر ز ظلمات هوس بیرون نیم مخفی قدم

ره نیابد خضر سوس چشمه حیوان ما

اے بتو قائم وجود اصل هر موجود ما
چون خمیر طینت باز آبِ محبت کرده
خواه در طوفان حرم غواهی بدر کرد ما
نالای دل سحر گاه که غیر دود آه

همته مخفی ز سیل اشک گز سوز جگر

شعله میریزد ز دود آه دود آه دود ما

تا دین جهانگیر تو افراخت علم را
بشگفت ترا غنچه لب تا به تکلم
ماند خط صفحہ رخسار تو نوشت
شادی جهان جمله بیک جونت نام
در راه تو از خون جگر گشت گلستان

مخفی چو ترا اهل حرم راه نه دادند

محراب دل خویش کن ایروے صنم را

اے داغ بر دل از غم بویتم نیم را
دین تو نور ظلمت هر طبع که هست
در کرمیت ست کرم و شفیع خلق
تا پا بفرق عرش نهادی تو کوکبا
مسند نشین مسند اعزاز کو درخت
نومیدم مکن ز شفاعت بر ذرشت

بے روشنی پرده انوار جمع دین

مخفی به نیم جو نه ستانم نیم را

کوی عشق ست بنا مونس سلام هست اینجا
طالبانه درین دام در افتاد مدام
باده درش که درین بزم که حاد نه خیز
زهر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا
موسیلا فزون طاق و دیوارت نیست
در پے مستی هر شام خمار سحرست

تختیای بزم فرحنا که دام هست اینجا

بنفارت دادم از غفلت متاع خانه خود را از سوز دل قناد آتش چو فانی سهم بی پایان ز بس متفرق عشقم نمی جنبد ز جا و قسم گرفت آفت به نهانی چنانم دل که مودم بصد لجان نو دی بر ابرو کن عاشق بخرمن گاه مهر صحرای چرخ دانه چین گشتم تسلسل از بهنیا ران شمارا دوری کا	پرست خودم آتش من آتخانه خود را از آتش منم مشب دل دیوانه خود را که زنجیر کمر دریا دل دیوانه خود را باز بزم جان گویم اگر دیرانه خود را فغان دل خراش و گریه ستانه خود را بغیر از آن اشکی نه دیدم دانه خود را ز بدستی من کرده ام مخفیانه خود را
دو چشم مست بنداری بخواب لوده شد مخفی بیان کوه کمره من این انسانه خود را	برق عشقت بچند از شرر میشه ما اشک ماباده مادیده ما میشه ما شعله بطور بود برق دم تیشه ما خون شود باده زغم در جگر تیشه ما شیر از هره شود آب درین میشه ما واسه گر شعله زند آتش اندیشه ما
مخفی اول به جاده که نیاید هرگز بر سر شرفقت ما شوخ جفا میشه ما	که از دوش گرفتار بخت می دهد جان را پریشان کرده تا چین سرفراش را بکاهش نالام دل را جرات بر جرات بقربان سر سودای آن بیگانه دوش کردم

چو مجنون از سر بهمت قدم در وادی غم نه که بستم تازه مخفی با محبت عهد و پیمان را	رین در ماه جام چو ساقی شراب را نخست جگر گیریه بر آید ز دیده ام حرف و فاف صغوه امید شسته ام
مخفی ز عمر لذت دوستی که ناگهان بر هم زند نسیم بساط حجاب را	خواهم کشم بیک سوازم دمان عنان را فرصت شطرنجیت دیدار دوستان را صد خار بوده باشد در پاچای غبان را سازد زلف سنبل ترتیب سائبان را یک جود عایتی کن بیدرد ناتوان را در فصل نوهاران در رنگ و بو خزان را در درس نکته سخنان در کام کش زبان را نبود کن رسید ادراک بیکران را چون مرغ ناز پرورم کرده آشیان را از ته جام جرعه ساقی می پرست را گرم غضب به سبکی غمره تیز دست را بعت تازه مننه قاعده شکست را سوسه حجازی بریم ز فرم الهی است را یا صبریت در دلدل مخفی است پرست را

دیدیم بے دوستی شادی و غم را گر گشت چو از خاک فنا جام جم که نکشیم بیابان جهان را و گدشتیم تا داد ز بیداد ستا غم بقیامت بر خون شهیدان تو در حشر ویت نیست	از هزاره دوی پاشکسته قسم را آراسته انگار تو این سجد جم بر خاک ملازمی نه نهادیم قدم از کف نه هم دامن بران حکم را لب تشنه نهان تا کی این تیغ ستم را
گر پاسبی در حرم بتکده مخفی آهسته که نام نه دهی مرغ حرم را	
اگر ز نور تجلی شود و لیل مرا علاج تشنگیم که شود از آتش عشق ز بسکه غرق گناه نمی توانم رفت کجاست جذبه عشقه که ز دیار خود چگونه پاسه بدریا نم که وقت عبور فلک ز بخت زبونم بر پنج خدای کن	ز لوح سینه شود موقال و قیل مرا بود بر یک قطره رود نیل مرا اگر به کعبه دلالت کند خلیل مرا کنند برون بیک ایمان زریل مرا ز سوز سینه بود شعله سبیل مرا که چشم هر دو فانیست جز صیل مرا
گناه بخت چه باشد من بگو مخفی چو روزگار شناسد ازین قیل مرا	
یار بوده جذب عشقم بهوش مطلوب مرا یوسف گل پیرین را پیرین بر تن دریا شد چنانم دل قوی با فشانها که عشق بس کند طالعیم باید فزون بر جای خوش شمسه ام صده رقصیان با اعمال خوش	یا قفا فل گشته سدره محبوب مرا کونسی تا کشاید چشم یعقوب مرا کرده قانون محبت طرز سلوب مرا باد اگر خواهد بر دسوی تو مکتوب مرا دوای گر خواهد بجز شربت یا خوب مرا
بمنش این بختی تا خردن و نهایی درد	
بر مخفی از دل من صبر لوب مرا	

صد طعنه بر آتش زده دو نفس ما گر ز فرم ما شود سنگ شود موم کردیم بے از ستم و جور تو فریاد بست گریه نمیدستی تا کن سر همت از دیده شب هجر زین خون جگر رنجیت در راه وفا ما سنگ عشقم کز اول	آه وای اگر سبزه بودی نفس ما آید ز دل در و صدای جرس ما چو گریه نشد یا ورنه یار در س ما بر سفره حاتم نه نشیند مگس ما شدرنگ گلستان ارم شست خس ما کردند ز زنجیر محبت مرس ما
گر آه کشد از جگر سوخته مخفی پ آتش بدل بجز فست از نفس ما پ	
با گرفتار و داغ عشق ما گلزار ما بسکه لذت دارد از درد جراحت مبدم شمع مهرت تار و ن سینه با بر فروخت گر نیا از این بهت کابل قبله دارد در غار	از گل غم دارد این زینت سر و دستار ما سوده الماس خواهد سینه افکار ما طعنه بر خورشید دارد سایه دیوار ما صد شرف بر سجده دارد رشته ز تار ما
همته مخفی درین وادی که از تاثیر عشق در بنجل دارد بهارے چشم گوهر بار ما	
نه رست سبزه شوقی ز خاک هستی ما بهار عمر گرامی جبهه گدشت اگر نه لطف خداست گناه ما بخشد اگر به چشم حقیقت نگه کنی بینی	نه داد نشه شو قی شراب مستی ما نه دیده دامن وصله دار ز دستی ما به پرگاه نیز ز حسد اب رستی ما به بام عرش برین این مقام رستی ما
از همراهم نه دهنال مانده ام مخفی به روزگار نباشد بناست هستی ما	
قطع بغامی کند لبر شوخ مست ما ترک وفا می دهد این دل خود پرست	

ما بخلاف آرزو خیشد دل شکسته ایم	ارنج عبث برد فلک انیمه در شکست ما
بس که زدیم دست دل گیر کنان بفرق سر	رسته چو سبزه موی سزارگ پشت دست ما
ما بهولے عافیت از پی دل نمی رویم	راه گذر بلا بود جا نگه نشست ما
منهم ست مخفیا فوج غمی زبسته صدق تیر دعا اگر جهد وقت سحر ز شست ما	
چند دلا آرزو دیدن گلزار را	صحن نفس گلشن ست مرغ گرفتار را
دل که گره شد عشق از غم جهان چه باک	دعده قیامت بود طالب دیدار را
کمز بر بمن شود در روش عاشقی	کمز گرجان می کند رشته ز تار را
لازمه عاشقی ست بر سر زار آمدن	شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
سلسله در پا چو شد ناله زبونی بود	بند گران ز نیت ست پای گلزار را
کو کین از سیدی میشه بخار از ند	ناله بود مرهمی سینه افکار را
نفس از خون دل مرطوب گار عشق	رشک گلستان کند مکره خار را
آتشه برون نشان از پی جلا عشق	باعث افروزی ست رونق بازار را
مخفی اگر نیستت ره بگلستان چه غم کس نستا ند ز من سایه دیوار را	
نه بودی گز ترک سر کلاه بکلا بان را	ز تارک ریزدی تلخ شاهی بادشا بان را
به پیش شمع پردانه سمن در طینت باید	که تاب آرد شرار شعله آتش نگا بان را
سلسله دای محشر چو دشت کربلا گردد	ز قاتل گرو صخس خواهند خون بگیا بان را
گر غم آنکه از رحمت گناه عاصیان بخشد	بمحشر بس بود دلغ خجالت روسیا بان را
نماید گرد لیل ره محبت که بر دهم	بودی بر سر بخون شب گم کرده را بان را
بر افکن برقع از حنمت باین شهنشاهی	تسل کن بدیداری تمامی دادخوا بان را

مشو نامیدای مخفی که در هنگام نویسی	شود لطف خداوندی بنای بی پنا را
تا بسته شد گلشن وصل تو راه ما	محرم نشد به بزم نگاهت نگاه ما
چندان بیاد گلشن صلیت گریستم	اکامد آب دیده برون برق آه ما
مارا بجا و منصب کس احتیاج نیست	اکثر تاج شاه نباشد کلاه ما
لے گریه بیتی که درین دشت تشنه لب	محرم ز آب دیده نه گردد گیاه ما
مقصود قدسیان ز سوال جواب صیت مخفی چه هست لطف الهی گواه ما	
می دهم آب از سرشک یه باغ خویش را	سازه می دارم بوسه گل دماغ خویش را
باده چون بر لب خم ساقی چه سان بکشم	پیر ز خوناب جگر دارم ایام خویش را
از جزا حتمای دل از بسکه لذت یافتم	پنبه ز ناخن نهم بر زخم دماغ خویش را
در طریق عافیت از خود می یابم نشان	بسکه می دارم درین رهین سرخ خویش را
از پریشانی نیم اندر ده چون زلف بتان	دیده ام از شکسته تپها فراغ خویش را
گر نشد روشن بر بزم شمع کافوری چه باک	بر فروز شعله آهیم چرخ خویش را
دارم از باد صبا مخفی هزاران پیرهن کس کم آلوده بوسه دماغ خویش را	
عشق تازد بدم آتش رسوائی را	برگزیدیم ز همان گوشه تنهایی را
تصد من بهر نگاهی ز مروت دورت	کس گنگار نه کرد دست تماشاگری را
بوا اوس لاف محبت دل خوشی را	دست گر عشق نمی دشت شناسائی را
بر نیاید بلرزد دل من یک نفسم	تا خرد و او بمن منصب دانائی را
بهر ویدار تو آئینه کند صیقل دل	تا حسن تو کند تازه خود آیدائی را

بمحو یعقوب نظر بے نور عالم بستم	چه کنم دور ز دیدار تو بینائی را
مخفیاً عمر عزیزت چو بخود رانی رفت	
ترک کن ترک تو این شیوه خود رانی را	
تا به که دارم نهان در سینه عشق پاک را	چند دارم در جگر این آه آتشناک را
بسکه شد از سوز عشقت آه سرمه شعله ریز	تیره سازد و دوا بهم انجم افلاک را
از غم لبی بصحرای محبت ست شوق	تا قیامت بر سر مجنون فشانده خاک را
مرد عاشق پیشه را دیوانگی تهمت بود	فوری بخش محبت دیده ادراک را
شهوای عشق مخفی به دم از تیغ نگاه	
سرخ میسازد خون عاشقان فترک را	
چو بلبل در فغان آیم چو نیم بوتاناش را	چو گل خندان شوم بهر جا که بهیم باغبانش را
صبا از بوی پیر این نگردد چشم ما روشن	نخیزم از سر این ره بگیرم تا عناناش را
چو بند و پاسبانش در بر و دم رو نگردانم	کشم جار و دبا از شرکان فضائی آتانش را
گرفتم من که مرغ دل گرفتار نفس گردد	چه خواهی کرد آخر شعله آه نهانش را
گر شد عافیت عنقا که از گردن دهن بخت	نشان چند آنکه می جویم غمی یا بزم نشانش را
بزیرباب اگر دشمن چو پاسبان گید	بسوزد شعله آه من آخر آتانش را
به لبس باد از زانی کل گلشن که من مخفی	
بها ز زندگانی دیده ام فصل خزاناش را	
عشق کو از خوشی تنی بیرون آرد مرا	با خرد و بهره بودی جنون آرد مرا
آتش خون خودم عمر بیت خونریزی کجاست	کز مروت برب در پاسب خون آرد مرا
گر چه بهیوشم ز درد عشق بهرامتحان	در تحرک ناهاست از غنون آرد مرا
نیستم ایوب آمار و زگارم هر نفس	بر سر راه بلا بهر شگون آرد مرا

جذب عشقه که چون فراوان از افراط عشق	تیشه در دست سوخته بیستون آرد مرا
بست مخفی اگر بمن جذب محبت را اثر	
بمحو یوسف بر سر بازار چون آرد مرا	
یاده در گلزار خوردن که بوس باشد مرا	نقشه بوس گلستان تو بس باشد مرا
بم کشان معذرا اگر در بزم می کمتر شتم	بوس می پیوسته جا بوس بس باشد مرا
غنچه دل بشکاف مرغ دلم را در چین	من گرفتار غم گلشن نفس باشد مرا
بر تن من بزیبان هر بوسه فریاد کند	گر ز سیراد فلک فریاد رس باشد مرا
بسکه در کج نفس مرغ دلم بی طاقت ست	راضیم گر زندگانی یک نفس باشد مرا
با وجود غمگدستیا از عیالی هستی	شاه با زبخت حاتم کس باشد مرا
کوسه تنهایی گزینم سالها یعقوب دار	صورت دیوار غم گر بمنقش باشد مرا
تر کنم کام دل و لبستان ز آب حیات	بر مراد دل دلم گردد ترس باشد مرا
گر ز بیزاد در دگر دو غم ز پشت زین چه غم	پای من تا آخر منزل فرس باشد مرا
بر نشان پاس محل در ره وادی عشق	
ناهاست زار مخفی چون جرس باشد مرا	
رفت بر باد اگر خدمت دیرینه ما	چند در سینه توان دشت نگه کینه ما
دود آه دل ما تیره کند چشم فلک	واسه گر شعله کشد آتش از سینه ما
بسکه به بهره ز آسایش بزم طرم	نشه امسال دهد باده دیرینه ما
در دستان الم یک نفس از ادنی بیت	روز شنبه بود اندر شب آدینه ما
تیره بختیم بنوعی که بصیقل هر گز	از بگ ظلمت نهد و از رخ آئینه ما
با چنین مفلسی و کوتهی بهمت ما	هر طهرست هنوز این در گنجینه ما
بر کشادید که بخت بصدقه مخفی	
	بر بود ز طلس شمر خرقه پشمینه ما

آگره زکار چه نکشاد ببقاری ما	دگر چه سود دل از فغان زاری ما
بققاری ما سوز دل قرار گرفت	نتیجه عجب داد ببقاری ما
گل مراد باغ امید نشکفت	قرار یافت بر یاس این امیدی ما
چو یار یار شود یار یار ما دیگر	چه احتیاج بود یار را بپاری ما
مکن تلاش خلاصی ز قید غم مخفی که نیست مصلحت کار رستگاری ما	
سالم گذارد لب ساغر به لب ما	افسوده شود شیشه بزم طرب ما
تا رنگ زدای دل با صیقل عشق است	خورشید بر دوزخ مهتاب شب ما
از دامن امید تو کوتاه نه گردد	چندانکه کنی خرد تو دوست طلب ما
تا صبح اندیشه مستی بودش باز	هر کس که کشد جرعه ما لعن ما
چندانکه زدم تیشه چو فرهاد درین کوه	شیرین کشد از شیرت مقصود لب ما
مازاده خالیم چو خالیم تو مخفی ما بیهوده مکن فکر ز اصل و نسب ما	
رخیت بر خاک مذلت بیکه آب روی ما	آبروی خود دنیا بدنگ ما بر روی ما
گر بفرق ما نهد صد کوه محنت روزگار	چین پیشانی نه بیند گوشه آبروی ما
پنجه نغمه ها باشد پیچیده صبرم بتافت	رستم وقت خودست این قوت بازو ما
از برای خاطر آزاری فلانکے توان	اینقدر سرگشته در عالم بحسب نبوی ما
بهر روی پرین خشم نمی باشد سفید	آخراے باد صبا کمره گذر کن بوی ما
دل ضعیف و غم قوی تنها درین عشرت سرا دایه گر مخفی نه بودی صبر بر آنوی ما	
ساقی نفس بخش دل مرده مارا	از سبب مرده آب گل پر مرده مارا

عمر نیست که لبیل کجین نغمه سرایت	ره نیست درین بلغ مگر باد صبارا
باد و کن الفت نفس چند میسرا	بیدر توان بود توان دشت دوارا
اے صبح خدا را نفس پرده نشین باش	تا آه زند بر دفت این تیر دعا را
درد که بامید شفا با دل بیسما	مردیم و ندیدیم درین خانه شفا را
کافیست مرا محبت جرم ز ترحم	گذر ز سر جرم گناه کار خدا را
مخفی بکن اندیشه زبیداد که در حشر از شاه بسے پیش بود قرب گلدرا	
گرم غضب چه میکنی نرگس مست ناز را	ناز و کرشمه بس بود دل شده نیاز را
رشته دل گره گره شد بدرون سینم ام	بسکه بدل گره زدم آه جگر گدا را
اے که بعیش خفته درد و غمی ندیده	از دل درد مند پرس حال شب داز را
بهر ناز هر کجا روی بقلب آورم	طاق دواموت بس ست سجده گناه را
از پس کس چه میروی با بگ بر پس میکنی	با دی ره محبت هست قافله حجاز را
یا به بساط عافیت زان نه نم که عافیت	محرم نکته کنند محرمیان راز را
عنجه صفت شکفت دل از سخن تو مخفیا تقویت سخن ناطع سخن طراز را	
بے روی یار یار نه شود کس چرا	روی ریا بعشق فروشد کس چرا
نه ناله بسینه و نه اشک حسرتی	بر روی بلبان بخروشد کس چرا
بر رگزار باد نهاده چراغ عمر	بر تن لباس فقر نه پوشد کس چرا
روز از دل چو گشته مقدر نصیب کس	چندین بدیگ حرص بخشد کس چرا
مخفی چو راز غیر هفتن ز دانش است راز درون خویش نه پوشد کس چرا	

کاش بیهوده اے خدا و تاجک ریش را	در محبت نیست تاثیر جراحت نیش را
زخمهای دل زمرهم و دلی آرد بهم	سوزن الماس باید زخم پیش از پیش را
بسکه در راه محبت تشنه خون خودم	تازه میسازم بناخن زخمهای خویش را
دل اگر از نا بصوری از کف زلفت رفت	پایان در کار نبود خانه درویش را

عمر شد صرف هوا و وقت رفتن در رسید
پیروی تا چند مخفی نفس کافر کیش را

سخت دشوار است گفتن معنی نا گفته را	سوزن الماس باید گوهر ناسفته را
می کند گزنا لبیل در چمن عیش مکن	سیر گلشن نشکفاند خاطر آشفته را
پنجه همت بگیرد امن یاس و امید	چون زینها گزینجنگ آریم عمر رفته را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای سنجبر	چند چون طفلان نگه داری حساب هفته را

مخفیا اشک ز چشم ترک بی وصل بود
اگر دهر جاربوب مزگان خانقاه رفته را

چون کنی پرده نشین چهره نور افشان را	پنجه در پنجبرم جهان کند مزگان را
دوش بردوش رود وانه اشکم ز نظر	حلقه در حلقه بود سلسله طوفان را
بے مهر و سوره تو روشن نشود خانه دل	بے سر زلف تو ایمان نبود ایمان را
غنچه شیرین نه کند لب ز بسم به چین	پیر زخوناب جگر تان کند امان را

ناله آهسته که جاسوس محبت مخفی
صید صیاد کند لبیل خوش الحان را

آتش عشق تو در دل لبیل دیوانه را	باده شوق تو بر لب شیشه و پیانه را
بشکنج زلف تو حاصل نشد آرام دل	عاقبت کردی پیازنجیر این دیوانه را
دیده را از نحت دل گنجایش شکلی نماند	بایک لبر زخون دارم من این پیانه را

هر نفس فوج غم ملک لم سازد خراب	چون تو غم کردی آبدان من این میرانه را
چند لے دل گفتگو سے محنت و بیدار غم	همایه کے تکرار سازی این کهن افسانه را

بعد ازین مخفی ترا باید در آتش ز بسیتن
اکاتش افشان کرده از راه محقق خانه را

آتش افروخته تار پر وانه ما	روشنائی نه دهد جمع بکاشانه ما
دیده تا چند فشاندر اشکم صدف	مفت رفت از کف ما گوهر کیدانه ما
بسکه افسانه هجر تو ز حد افزون است	عمر شد آخر و آخر نشد افسانه ما
عشرت بحر فغان گدازه ساقی	که زخوناب جگر پر شده پیانه ما
بکش سلسله زلف کز جذبه عشق	غیر زنجیر نباشد دل دیوانه ما
کشتی عمر فرو رشت بطوفان اصل	رفت بر باد فنا عاقبت این خانه ما

مخفیا ساز جگر شعله بر افروخته
گشته بتان ارم گوشه ویرانه ما

اگر پرده برفت در زنگستان دماغ ما	آتش فتد ز رشک گلبه اے دماغ ما
بآ آنکه سر زد از سر ما شعله اے آه	روشن نشد ز باد حادث چرخ ما
مارا بکوه و دشت بیابان قارمیت	سودای عشق کرد پریشان دماغ ما
پرورده غمیم غمیم غم گرفته ایم	باشد محال عقل ز محنت فراغ ما
ادراق عمر ما همه محنت بباد داد	غمهای روزگار همه در سر ما

مخفی مجوز باده مانته نشاط
کز خون دیده گشته لبالب لیاغ را

عاقبت نیست چون اندیشه در مان ما	دماغ روی مننه بیهوده غم بر جان ما
و شب یلدا اگر شمع نباشد گو مباحش	از آتش دل روشن ست این کلید خزان ما

جستجو کنم کن دلاکز دولت دون بهتان که گویا و خرمی روید که در بهنگام گشت مشکل اگر دزد زما اسلام در محشر قبول کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت	نشسته آسودگی عفاست در دوران ما رختیه در خاک ذلت تخم ماد بهقان ما گر نبوده بهنجو کفر شاه ایمان ما بسکه هر لحظه فزون مست موجب طوفان ما
اے خدا کام دے بخش مسلمان را بعد ازین تاب توانی بهجرانم نیست میتوانی که ربانی دهی از قید ستم مجمع اشک من از گریه پریشانی شد و رفت	بیش ازین بارغ منه سینه بریانی را ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را تو که از چاه بر آری مہ کفانی را از کرم جمع غماشت پریشانی را
اشک فغان گل امید تو مخفی به چمن آنکه گلزار کن آتش سوزانی را	
دارغ فغانی نهم جان و دل کباب را خون جگر فشانده ایم در رو جتوبه مرهم زخم سینه ام که خوشی دو دیده ام جان زدم گرفته دل ز کفر بوده	رواق تازه می دهم مملکت خراب را تا که گرفت دست دل دهن آفتاب را گر غم غضب چه یکنی ز کس نیم خواب را بهر خدا بهر فکرن از رخ خود نقاب را
مخفی در دمن تو دل به نیت پیر است صرف دو دیده کرد و رفت قطره خون ناب	
چند گشتی نقاب رخ طره مشک ساسی را گر مر و محبت در ره داوی طلب شب به شب بیا تو مر دیک و دیده ام	بر در کعبه تا بکے قفل کلیسای را مرهم خار و خس نهد آبله های پای را غوطه بخون دل دهاشک گهر نای را

در تن تازه اتم گشت ناخن سعی ام هنوز نفرسم کن ز اشک مردم ضیافت نالہ بهار گسلد از پی ناله دگر نیست عجب اگر شود بنده عشق کامران بر سر دار عاشقی جان بنم تو بافت دل چهره اشک لاله گون میدهم ندل خبر ز منزه مجسم گشت فزون ز بس غم	چون زگره گشت سست نخت گو کشتای را شیوه مرمی بود مردم کد خدا را تا بکند دلیل ره زمره در اسه را سایه جم نشان بود بال و پر های را ره بدلم نیافت کس لذت پایا را شسته بخون دیده ام جام جهان طای را کنج قفس چمن بود مرغ چمن سراسه را
مخفی اگر نه کا ذرا در ره عشق بان بیا از سر صدق سجده کن آن بت دلربای را	
بمن نبود گر بستم ره کو س سلامت را بریزم خون دل چندان بمحشر از پیشانی ز دفتر بای عصیانم نماند نکست باقی نهال دولت دنیا ملت بار می آورد بر ارم گز دل آبه ز روی در در محشر	ز جست وجوی خود پیدا کنم راه سلامت را که رشک حبت المادی کنم دشت قیامت را اگر قدری بود در روز حشر اشک سلامت را بصد ملک شهنشاهی مد کنج قناعت را و دهر بر باد حشرت خاک صحرا قیامت را
به محشر گر گنا همت را به بخش شفقت آیند ز کف آسان مد مخفی تو دامن شفاعت را	
غم میکند فزونی اے دوستان خدا را مارا جو موم بگذاخت این آتش محبت مردیم و گردش چرخ رحمت نکرد بر ما مستی و ننگدستی بدنام خلق سازد کشتی عمر شکست در بحر ناامیدی	شاید نهفته ماند این را از آشکارا تا چند باشد در دل در سینه رنگ غار تا که توان بشمن صا حبلا نمد ارا باطر ز شنه نسبت در ویش بے لوا را مشکل که باز بینم دیدار آشنای را

حاصل نشد چه هرگز این کام دل بتدبیر	تدبیر را گذارم گردن نهم قضا را
بگذشت موسم گل شدن لعلها سبیل	سما که شراب مستی یا ایها الشکار
بر باد رفت در غم یاران ذخیره عمر	باشد که گردش چرخ فرصت دهر شمار
اے خسرو زبانه بکشا و چشم بنگر	در نامه سکندر احوال ملک دارا
اے همدان چون رفیقم بد نام این زمانه	در کوسه یکنامی یاد آورید مارا
یاران دیرم عشرت مخفی دو کوسه محنت	با عافیت چه کارست درویش بنیوارا
تا داد نوید از قدمت ابرچین را	بکشا و بیایوسی تو غنچه دهن را
گر پرده شود دور ز رخساره حسنت	یوسف نکند بار دیگر حب وطن را
بیمار تر نیست علاجی بجز از وصل	بیفانده کاوش کن این داغ کهن را
گر در ره تو سرمه آهوسه خطا شد	زان نسبت زلف تو کند مشک حنن را
مقبول عزیزان شده ابیات تو مخفی	
آخر تو دمی داد درین عرصه سخن را	
تا کرد بنا چشم تو بیداد گری را	آتش بدل افتاد نسیم سحری را
بس خضر که سیلاب شد از چشمه حیوان	چون غنچه کشاوی تو دهاش شکری را
مثل تونه زادست خلعت ماورایم	ازین حسن نه دادست ملک را و پری را
بے واسطه سیلی زدم بر رخ امید	اگویا ز تو آموخت فلک فتنه گری را
جان میرود از دست تو مخفی نگه کن	
مایوس کن از در خود ر بگذری را	
ده بر باد از شاه سبزه زلف پریشان را	کن سرگشته وادی تو اینک و کیشا نرا
نه گل دیدم نه بلبل را ازین بستان سرافتم	دعای من صبا گوئی اگر بینی تو ایشا نرا
ز بس که و فغان کوم زمین بیگانه شد بختم	ز خود بیگانه من گدوم بود دست خوشا نرا

تو میرانی مرا از پیش و من چون بید لرزیم	که بس نازک لبی باشد گروه صبر کشیان را
بر پیش دشت پمیان لب از گفت شنود رسند	
آکن آزاد را س مخفی بر زهر آلودیشا ن را	
خواهم کشم بیدیه آن خاک آستان را	سالم از لب لب این پلایه پاسبان را
پوشیده چند به عشق در من پلاس محنت	سلطان لباس فاخر بخشد ملازمان را
تا که بر غم دشمن در امتحان بست بام	بشاس بهتر که زین یاران جانفشان را
آخر بد بطوفان بنیاد خانه خویش	درغ نظر چه نهد بر آب آستینان را
مفروش دیده از زان گوهر بخاطر دل	یاران روان دارند بر دوستان زبانیان را
در حال زار بلبل رسحه کرشمه گل	خسایان کشیده دارند بهر گدا عیان را
دادت خدا س مخفی در سخن و گرنه	
زین گونه نیست در س در سینه بجز و کان را	
روایت بام	
اے منور از مه حسنت چراغ آفتاب	در س معطر از سبزه زلف داغ آفتاب
لب بودایت صراحی بر لب ساغر نهان	ز آتش دل بخت می را در ایغ آفتاب
پر تو حسنت نه گردد جلوه گر گرد چین	تا قیامت نشکند یک گل باغ آفتاب
زیر پر این نهان از عند لبیان چمن	داغ دارد هر گله بر دل ز داغ آفتاب
مخفی تا که پریشان دامن مقصود کرد	
رفت این عمر گرامی در سرخ آفتاب	
هنگامه دل گرم می کنم امشب	هم صحبتی ناله می می کنم امشب
گرم است مرا صحبت سر بکف دست است	مهمانی صد حاتم طمی می کنم امشب

از دیده روان آنکم و برکت ز میم جام	فریاد بیا دجم و سک می کنم امشب
بس جذبه عشق از کف من برود عنان را	از شوق تو صدم حلقه می کنم امشب
تا چند پله قافله نفس توان رفت	این ناله درین بادیه پی می کنم امشب
با آنکه جنون و رزم و در عین و عایم	فرزانه صفت پشت به جوی کنم امشب
مخفی نفس سر که دل را بشکافد	
اکنون سخت دلی چون شب می کنم امشب	
تا شراب لب لعل تو بجام است امشب	کو کب بخت مرا کار بجام است امشب
آردی جان و دل و دیده نثار با دا	چون تویی مونس جان خوابم است امشب
ابروانت مهر عید است و رخت شمع فلک	هر و هر رخت مقصود بجام است امشب
کو کب بخت سیاهم شده امشب روشن	اگر آری مبین بر لب بام است امشب
جرعه داد بیا و تو بستم ساقی	
زان مرا هر دو مهر چرخ غلام است امشب	
خیال چشم جادو کردم امشب	گل مقصود را بو کردم امشب
زیلاب سرمه شست طوفان	بگریه کار یک رو کردم امشب
بیادش ساغر بر لب نهادم	به آب زندگی خو کردم امشب
به بزم بلبلان از شام تا صبح	بیاض هجر یا هو کردم امشب
اگر فتم خاک کویت را در آغوش	نهادم را به پهلو کردم امشب
بغیر آرزو جان فشان	هواس دل بر یک سو کردم امشب
ای دیده سرشکه که بیاد وطن امشب	خواهم که زلف چاک گریبان به تن امشب
بر دانه پر سوخته بس بر سرمه ریخت	ره نیست ترا شمع درین انجمن امشب
هنگام بجام دل و دلدار در آغوش	بخشای قلع شیشه به رادین امشب

بلکشا و چو یعقوب مرا چشم تمنا	بابا دصبا بود مگر پیه من امشب
گرداد من از ناله بیداد بگیرد	دامان دل غمزه و دست من امشب
بلبل به خبر باش که از ناله مخفی	
گل پاره کند جیب قباد چمن امشب	
گر مهر حسنت مرا گیرد و بروی آفتاب	از خجالت زرد گردد رنگ لای آفتاب
سیر دریا کوه عمره در قنار منور	تر نشد از قطره آب گلوه آفتاب
می چو در مینا بود گوشت در مجلس میاش	روشنی نیست مرا پیش رفته آفتاب
تا که جان باشد به تن پویم ره دیوانی	سایه را پیوسته باشد جستجو آفتاب
گر زدم لاف محبت با عنایت معذردار	ذره حبیبه نباشد آرزو آفتاب
رفت مخفی شعله آه تو بس بر آسمان	
شد نمان در برق آتش موبو آفتاب	
برنگین از شمع حسنت ای مه خوبان نقاب	تا بصورت نهد بر لب تو سر آفتاب
در فراقت زندگانی چون گم یارب کشد	غم قوی محنت فرو نماند آن عالم خراب
انچه حاصل کردم از سودای عشق نیست پس	دل کباب سینه چاک جان خیرین خیم پر آب
نوگر فتم با غم عشق تو یا بدیدم رازین	اگر به بید ناله بید سینه بریان دل کباب
کا مرانی گر کنی غمی تمامی عمر خویش	
هر نفس سالی بد پیش تو در روز حساب	
دل چو غم خو گرفت ترک و فراق طلب	غم چو بشاردی نشست جو و بخار طلب
دل چو دعا خواه شد بر در زندان پاک	دست تمنا بر آرزو و دعا و طلب
چند تا سبغ خوری بهر بقا می و جود	جام فنا نوش کن ذوق بقا و طلب
جان آب حیات خنجر گرت رهبر است	از پی او باز گرد جام فنا و طلب

چند بهستان روی خاریبایت شکست	ار شک گلستان نگر نرو ضیا زو طلب
در چمن آرزو شبنم اشک بریز	مخفی دستان سر نشو و نما زو طلب
نیمست گزانه ترا بادل من را ز امشب	مرغ دل را ز پیرو سس سر پر داز امشب
گشت چون دلغ دلم از حد اندازد برون	کاوش دیده کند گریه من باز امشب
گل زند چاک گریبان و فغان بردارد	عنایب باشنود از بیم آواز امشب
باده بردار مجلس که ز بسیار می ناز	بزم را گرم کند شعله من باز امشب
باده لب بر زین و داد فراغت بستان	گشت مخفی چو ترا کار خدا را از امشب
دلیت تاء	
در طراوت پنج باغی بز باغ گریه نیست	پر تو خورشید روشن چون چراغ گریه نیست
نه کشان اشک نه دامت زانکه نه گام برات	نشسته آسودگی جز در ایام گریه نیست
دیدم لب بر زخو نواب است و از افسردگی	بمحو آید نو بهار نام و مانع گریه نیست
جستجو کردم بے باعد لبیان چین	یک گل خندان گلشن بمحو داغ گریه نیست
دیده چون ابر بهارم پر ز اشک یام را	مخفیا از بے دماغها دماغ گریه نیست
گرچه من لبی لباسم دل چو مجنون در پوست	سر بصر می زخم کیان حیا زنجیر است
۱ در داغ گریه افسردگی نیست زیرا که بوی از ابر بهاران عطران میشود ۱۲ ۲ این غزل در هر دو نسخه نقلی که برای مقابله پیش نظر بودند یافته شد ۱۳ مصحح	

لب لب ارشاد گریه شد بهمنشین گل بیارغ	در محبت کاظم پروانه هم شاگرد است
در نهان خونیم ظاهر گرچه رنگ ناو کم	دگ من در من نهان چمن ملک سرخ است
بسکه با غم برون انداختم بر روزگار	جامه نیکی کو اینک بین که نیت او دوست
دشتر شاهم و سیکن رود بفقیر آورده ام	ازیب و زینت لبس بهنیم نام من بیالک است
ز تاب آتش عشقت شمع بدن می سوخت	از سوز شعله آهیم دل سخن می سوخت
اگر نه آب دم تیغ غمزه ات خوردی	شعله عشق تو تا حشر در گفن می سوخت
بحال زار خرابم تمام شب امشب	ز دیده اشک و آن شمع در لگن می سوخت
از سوز سینه مرا مغز استخوان در پوست	بسان شمع بفاوس انجمن می سوخت
نه شمع بود مجلس نه عشق پروانه	که شمع اهل محبت در نجمن می سوخت
سحاب دیده نمی زد اگر بر آتش آب	از سوز عشق دل دجان مرفون می سوخت
کجا است آتش عشق که از حرارت آن	نیم بادیه اندیشه دطن می سوخت
غلام همت لب لب که دوش تا دم صبح	ز برق شعله آهش گل چمن می سوخت
چه آتش است محبت که روز و شب مخفی	نهان ز محرم و بیگانه کو کین می سوخت
باشیوه نازت بدلم روز غزون است	فکرم همه رسوائی و اندیشه جنون است
ناصح ره خود گیر که مجنون غمش را	در راه طلب حبیب بصد پاره شکون است
بس خون جگر ریخته ام از سهرنگان	دادی فراغت همه آغشته به خون است
چند آنکه رفوس کشش باز شود چاک	این زخم جگر از حد اندازد برون است
بیهوده من سعی که مخفی نه کند سود	آنرا که ز تقدیر ازل نجات نبون است

نوک بیدار چندین غمزه را در کار نیست بسته حریفی که مجنون جان شب لیلی ندید حسن هر جا جمع آید با پریشانی زلفت بهر که در غم محبت با ده بر لب نهاد	کودک کنز یک نگاه خشمگین افکار نیست باورم ناید که عاشق طالب دیدار نیست چشم اگر آئینه باشد طالب دیدار نیست اگر فاطمون زانست تا ابد هشیار نیست
تا بکس در راهی مخفی فریب خود دهی نیستی مومن ترا اگر سجده و زاری نیست	تا بکس در راهی مخفی فریب خود دهی نیستی مومن ترا اگر سجده و زاری نیست
می رسد نایب صد ناز طلبگار کجا است عقل مغلوب جنون غالب پس حوصله تنگ من گرفتم که بر افتاد نقاب از رخ دوست صبدم با و صبا در چمن این گفت گل شنت با خرد باز نگردد دل سودا ز دکان تا لک قافله عمر برد هر نفس	ای فشانده ملک سینه افکار کجا است اگرم شد در امانا حق کشش دار کجا است اگر دل و حوصله و طاقت دیدار کجا است بسیل دل شده در و فتن گلزار کجا است سر کشد بار بدن قوت دستار کجا است یوسف بر سر بار از خسریار کجا است
دل زدم شد و جان نیز بدینا شافت بهر یک جرعه می خانه شمار کجا است	دل زدم شد و جان نیز بدینا شافت بهر یک جرعه می خانه شمار کجا است
بهر که با ملک ملامت همچو مجنون نو گرفت وام کس هرگز نگیرد در میان حش و طیر بر اندرم سر اگر صد خضر آید بر سرم با و شاه حسن آخر شد اسیر قید زلفت آرزوی سایه مای کسند فرجام تا بیج و تاب خورشید جهان تابش شد عاقبت از یوفایهای چرخ کج خرام	پیش از باب نظر چون گوهر آب و گرفت دست اعجاز محبت گردن آهو گرفت بسکه را بهت چشم من از گریه باز نگرفت تیره روزی آفتابی را بدم مو گرفت مرغ دل تا آشیان در سبیل گیسو گرفت رفت چمن زلفت و جادو گوشه پرو گرفت مخفی بچای زلفت و از همان گیسو گرفت

شده اید که ز غم وقت شجاعت آمده است نیست اندیشه انسان و ملک را گذری گرد چاه و قنوت تشنه لب و سوخته جان شربت تشنه لبان جز لب شیرین تو نیست چیت این سوزش من شمع صفت با سحر	باز در خانه جهان شمع حیات آمده است پیش حسن تو پری بس بزرگ آمده است سبزه خط زنی آب حیات آمده است این دمانت زانل حب نبات آمده است شعله را بر جگر گرم برات آمده است
بسکه بر در دولت شرح نوشتم مخفی عاجز از در دولت کلام دوات آمده است	بسکه بر در دولت شرح نوشتم مخفی عاجز از در دولت کلام دوات آمده است
حسرت در جدایی که ز حد بیرون است خوش فریبنده نگاه هست که در شور عشق نگسلد یاد ترا سلسله ناز و نیاز	دیدم لبز شیرین شک و جگرم پر خون است هر گرمی نگرم کو کین و مجنون است آتش عشق من و حسن تو روز افزون است
بخت خونناپ دل از دیده مخفی چندان در بیابان محبت که سر اسر خون است	بخت خونناپ دل از دیده مخفی چندان در بیابان محبت که سر اسر خون است
دیدم که کو که پر از حسرت دیدار تو نیست گر ز خونناپ جگر آب و دآب حیات گر بود پیر حرم ما من ایمان نبود بر تاید ز خجالت ز پس کوه حجاب	سینه کو که دران مرغ گزدار تو نیست رواق گل بجز از گوشه دستار تو نیست رشته سجده گش رشته زار تو نیست آفتابی که پس سایه دیوار تو نیست
جان و دل داده بودای تو مخفی و دلالت آدمی نیست هر کس که خریدار تو نیست	جان و دل داده بودای تو مخفی و دلالت آدمی نیست هر کس که خریدار تو نیست
زدانش نام بردن رنگ عشق است چو حاصل شد مرا کام دل از عشق مزن فراد همیشه بر دل کوه	جنون ز ملیت ده او رنگ عشق است سر صلم کجا با جنگ عشق است که آتش با نهان در رنگ عشق است

زیرنگی مزین دم در محبت	که عالم گوید از رنگ عشق است
قدم فعیده نه مخفی درین راه	جهان یک میل از فرنگ عشق است
روز عشق تو زان گونه دوش تن میخوش	که نفس زلف سینه پیرن می سوخت
حدیث عشق ترا تا نوشت می کردم	سینه دار فقط بر سر سخن می سوخت
دردن سینه چنان در گرفته بود آتش	که آه در جگر و ناله در دهن می سوخت
شهید عشق ترا شب بخواب می دیدم	که همچو شعله فانوس در کفن می سوخت
ز آه نیم شب و ناله بحسره گاهی	ستاره بر فلک و غنچه در چین می سوخت
از سوز سینه مخفی شد این قدر معلوم	که همچو خس تره اش در گریستن میخوش
ایکه در عهد جلال عشق بی مینا و نیست	در جهان یکدل ز قید زلف تو آزاد نیست
میچکد دست جورت در جهان دی دنیا	آری آری در طریق خوبرویان داد نیست
تهمت عشق است بر فرهاد و مجنون بسته اند	دام خودیر بود عشقی که از زان نیست
ما زینان را دلا شاه و گدایکسان بود	در محبت امتیاز خسرو و فرهاد نیست
لب گفت و گو بنداید که از گلزار عشق	ببلبلان را حاصل جز ناله و فریاد نیست
مرد مخفی از عینم هجو و تکریدی یاد او	یاد باد این که هیچ از دوستانت یاد نیست
بگل روی تو یکدم زنده بودن شکل است	پیشیت لای شمع شکر کشته دهن شکل است
سهل باشد شک یزی همچو بار نوهار	خنده بر لب دیده غنبار بودن شکل است
نیست مشکل نه نشینی دلبران پر عتاب	پیش تیغ هجر و جولان نبودن شکل است
بی وصال دوست دشوارست برین زندگی	سوزن الماس را بادیده سوزن شکل است

در طریق عشق روگردن بودی کار نیست	رو بروی غمزه دلدار بودن شکل است
یک نظر دیدم ترا دیوانه و مجنون شدم	پیش چشم مست تو همشیار بودن شکل است
منم که محنت و غم را از من جدائی نیست	به بزم عافیتم هیچ آشنائی نیست
صبا به بلبل شوریده گو که در ره عشق	بحال دم زدن و جای خود نمائی نیست
بجلیله که نباشد شعاع رخسار است	اگر آفتاب بود شمع روشنائی نیست
من و نجات ز دام طامنت همیات	که در طریق محبت گره کشائی نیست
مرد به صومعه مخفی برو به میسکه ده	که نزد ایل حقیقت جو مینوائی نیست
امشب بخیاالت دل من فکر گرد داشت	مانند سمندر همه شب جابشر داشت
پروانه صفت سوختم از آتش شوق	با آنکه ز چشم تر من شعله حذر داشت
امروز نسیم سحری باد سموم است	چون دوش بودی جنون تو گذر داشت
لیقوب صفت دیده به بست از همه عالم	هر کس نفس روی تو در مد نظر داشت
تا حشر خمیر نه شهیدان ز منت تا	آب دم شمشیر تو تا شیر و گداز داشت
دی لطف نمودی که گذشتم ز کنارت	امروز بخونم نکمت بسته کمر داشت
طی کرد بیک چشم زدن عالم هستی	هر کس که بر او طلبت پائین رس داشت
با غمت همواره بر من صحن گلشن است	آری آری بکنده پیش بر من گلشن است
بسکه چون یعقوب گریم از غم و اندوه هجر	از سر شک دیده من جیب و دامن گلشن است

جای هر موبد بدن صد دل می باید ز عشق
ز آنکه دایره عاشقی بر جان و بر تن گلشن است
نیست دل را از زوایای دیر گلشن
طالب دیدار را وادی این گلشن است

باغبان گمراه گلشن بهت مخفی باک نیست
عند لیبان چمن را عکس گلشن گلشن است

بسیج کاره نازنینان را بجز از ناز نیست
پیش فالوس خیالت ره نیابد تا ابد
از طپیدن گرفتار ماند دل نبود عجب
شده وصل تو کار صد میجا کرد و لیک
در فرق توجه گویم می گذارم با کسی
ز آنکه شایان را نکاری چون شکار نیست
هر که چون پروانه باشد غمت مساز نیست
بیل بے بال و پر را طاق و پر از نیست
در زبانت زنده کردن مرده را عجز نیست
غیر دردت نیست بهم جز غمت مساز نیست

مخفیایه بوده است از غیر چندی که چو چیت
دشمنی دیگر ترا چون دیده غماز نیست

باز از درد دل سوخته خراسان فتنه است
ناله برد در دلم محرم بیگانه کنند
ریشکستان از گشت مراد من حبیب
تور پیدا نه کند چشم تمنای نسیم
زشته کفر بریدست و بایان فتنه است
گر گویم که چه بیدار از بجران فتنه است
بسکه خون جگر از دیده بران فتنه است
بوی پیران یوسف سو کفان فتنه است

هر حرفی که من کرد فلک مخفی نیست
چاک باقیست هر که گریه گریان فتنه است

مرغ دل من صید حرم خانه عشق است
خوبان کشاید بجز گره سیر زلفت
ز نهار پنداره که بیگانه عشق است
دست طلب شوق مگر شانه عشق است

ای دایه بر آنکس که لبالب ز درد دست
چندین سخن عشق که گفتند و گذشتند
ای مصلحت بلان دل که نه پروانه عشق است
در نهیب عشاق یک افسانه عشق است
مخفی من و این گوشه ویرانه که در و هر
معموده همین گوشه ویرانه عشق است

هر که در جام تمنا با ده گل رنگ ریخت
ناله را تا شیر و گریه بود باز مشرب مگر
پیش از باب جواهر قیمت جوهر نیست
گرچه خوبان جمله خورند ز ناله غمزه ات
بر سر ابل حد از قصر عشرت سنگ ریخت
قطره از با ده عشق تو بر آئینک ریخت
تا در معنی نگارم از دهان تنگ ریخت
خون صد فرهاد و مجنون را بهر فرنگ ریخت

بس لب گران طلب کردم شکاف کو بهار
در دل خارا ز خون دیده مخفی رنگ ریخت

مرغ دل را گلشنی بهتر ز کوی یاز نیست
هر که در پاس دل ز نخل از زلفت تو نیست
گرچه ستر پاس من در دست اما سینه را
گفتم از عشق تیان ایدل چه حاصل کرده
ناله ز شادی شاد باشم نه ز غم از زده ام
طالب دیدار از دوق گل و گلزار نیست
گرچه آن منصور باشد محرم اسرار نیست
مثل درو بجز از درد و دگر آزار نیست
گفت اما حاصلی جز ناله های زار نیست
پیش ابل دیده فرقه در گل و درخان نیست

چند زری خون دل مخفی بر لبه هوشان
رخسین بر خاک گل را شیوه عطار نیست

در طریق عشق آیین من مجنون کیست
گر خوار از بس غم تا تخم ایام بهر
بسیب مجنون وطن در گوشه ویرانه است
ساقی و زمر و شراب با ده خون ناب جگر
از جنون درد دلم را نشسته و فسون کیست
در دلم ز هر ناب و با ده گلگون کیست
بر گرفتاران قصای خانه و با من کیست
تشنه جام محبت را شراب خون کیست

خواه در صحرا بود خواهی بدریا مسکنست مخفیا اهل جنون را وادی و چون کمینست	یارب این پر تو خورشید ز کاشانه کیست باد و لعل لبست را که به الفت نیست یارب آن ماه رخ و باد و شورش گفت افسانه بسیار و دنا نیست کس دارد امر و زبیر اگر چه بنگاه کرمی چند لیسان به نگاه دل خود باخته اند شمع بهنگامه ما خنده ز زبان گلر زیست شد با میدهن خانه عمرم و دیران
یارب این آفت جان هدم و بختان کیست بزم آری که در باد و پیما کیست دوش بروش که او گوهر کدانه کیست که درین بخت آن باطل افسانه کیست تا گرفتار که او منس جانانه کیست یارب این دبری از کس متنا کیست میهمانی که و هم صحبت پروانه کیست اگر سر سلطنت بر سر می که تو پروانه کیست	گفتش مخفی سودا زده دیوانه تست گفت مخفی چه کس و عاشق و دیوانه کیست محرری کوتا بگویم قصد آن مکاره چیست می را بید جذبه عشق تو دل را از کفست اگر نباشد ذوق مستوفی و عاشق پروری درد دل گل گردار دنا را ببل اثر گر نه ترک ناز اول لب تشنه خون من است مردم از تیغ نکه بیدار آن بیچاره چیست
لب تشنه حامی که شرابش همه خون است اکلش همه بهرست و شرابش همه خون است توشند از آن چشمه که آبش همه خون است	من لاهی آبی که جایش همه خون است هر کس نه برده بسوسه دشت مجرت است خضر تو و چشمه حیوان که اسیران

هر لایا موسی را ز سدا لاف مجت باشم آن گل که گلایش همه خون است	بس ریخته خون دل مخفی تو ز سدا هر جا که رود پای بر کایش همه خون است
صنعت نکی تازه بدخ دل مار خیت زان پیش که روشن شود این شمع مجت مفلس شده ایام ز بس سوده الماس می داد چو ساقی طرب می بحر لیغان هر زهر که در ساغر عنتم بود حثیا	سودا تو شعله بدخ دل مار خیت از عشق تو روغن بخر غلج دل مار خیت بر سینه مجروح بدخ دل مار خیت خونش به حسرت به ایلخ دل مار خیت دوران همه کام فراغ دل مار خیت
مخفی ره وادی چو گلستان ارم شد بس خون جگر غم بسرخ دل مار خیت	دلبر بکام و باد بکف انتظار چیست حیران این مباحش که انجام کار چیست چندین شکایت از ستم روزگار چیست اندیشه باطل این کار و بار چیست سیلاب خون ز دیده مراد کنار چیست چون بیدلان ز درد دلم ناله زار چیست
مخفی لغت در طاعت ما اگر عطا دهند در روز حشر رحمت پروردگار چیست	باده نوشیم و از کف جانانه مست نیست در صحبت دیوانه ره اهل طرب همه افتاده و مخمور خرابات شدیم
نشه خاص و به صحبت بختان مست عافیت می طلبی زویر فرزانه مست بهر کن لے ساقی بهشمار تو پیمان مست	نشه خاص و به صحبت بختان مست عافیت می طلبی زویر فرزانه مست بهر کن لے ساقی بهشمار تو پیمان مست

باغبان منت همتاب کش در شب تار	شمع گلزار بود نرگس مستانه مست
پیش اصحاب خرد تا بکس از بخردی	نقل مجلس کنی ای مست تو فسانه مست
ز طامست سگ بر دل افکار زدم	ایسته شور بود لازم بیگانه مست
مخفی از فیض جنون شیوه بشیار گرفت	تا طهر باز کند صحبت دیوانه مست
دریاست بیکران و سفر غیر موسم مست	کشتی با شکسته و طوفان مسلم است
در جستجوی شادروانی بملک غم	ای دیده بهی که دل از سینه عازم است
سے اشک بهی که ز دروزه عازمیت	مفلس بهیسته منظر خوان معصم است
مخفی فریب گریه مخور دیده باز کن	محرم بنکته ز مقالات محرم است
از شعله های آه مرا خانه روشن است	روشن کن چراغ که کاشانه روشن است
خواهی چراغ باشد و خواهی نه در چین	گلها از عکس نرگس مستانه روشن است
نازم فیض پاده که بهر سائیر دل	دلها از عکس ساغر و پیمان روشن است
افشای راز من کن ای شک نهیار	در دم به پیش محرم و بیگانه روشن است
تا آفتاب حسن بعالم طلوع کرد	مخفی چراغ عاقل دیوانه روشن است
نیست محراب لم لا خرم ایروست دوست	هر کسی را قبله باشد قبله ماری دوست
مطلبی دیگر ندارم ز آمد و شد در چین	میکنم عمر گرامی صرف بهت جوی دوست
گوش کن ایدل زمن حریفی چو در گوش کن	قوت روح آتشیدار کن گفتگوی دوست
در گنج زلف مرغ دل چنان گیر قرار	اگر نسیم غمزه گرداند بر نشان موی دوست
گر بر خیزد خلق و عالم از تو مخفی پاک نیست	باشد که میجو امید لطف اگر از سوی دوست

تا باد صبا را بگلستان گذرے هست	مرغان چمن را بره گل نظرے هست
و میدن باید شدن از گردش ایام	هر شام که آید ز پی آن سحرے هست
بشین نفس بلبل شوریده که امروز	بانا که زارے دل من هم اثرے هست
گر شربت وصلت به لب تشنه نه دادند	بیمار غم عشق ترا چشم ترے هست
چشم برده قافله بوسه وصال مست	در کوئے تو از باد صبا تا خبرے هست
بیداد کن این همه بر جان اسیران	اندیشه ناهم تو هم دادگری هست
آن غنچه که تشنگت بباغ هوس ماست	مرغی که ندیده کنخ گل در قفس ماست
با درویشان ره عشقیم درین راه	آکن ناله که جانسوز بود در جرس ماست
نورے پس گشتن فی فتن پیش است	بگرفت لب و لعل محنت غم پیش و پس ماست
بان جبهقان ما سگ عشقیم که دایم	زنجیر جنون ز نیت طوق مرس ماست
هر شام کو سحر تیر دعا بر دین از حبیبیت	مخفی نه اگر مرغ دعا در قفس ماست
عرو باد آن دل که از جام بقا در پیش است	بسته بر آن لب که بگفت شوق خاموش است
نوع دین عافیت هرگز نگیرد در کسار	دست خواهش هر کرا با سرقه آغوش است
نیست که بچشم اگر گریه سینه بود	فیه غفلت اگر بیرون ترا از گوش است
چند دفعه با غم و محنت بسازد لب میند	بسیج میشی نیست مخفی که بپای آن نوش نیست
رو بادی چون نهادم عشق بکلم ترست	تا هاست زار و آه درد نام بهتر است
دل که در راه محبت پیشه بجنون گرفت	دیده پر از لعلک ندامت سینه چاکم بهتر است
غم قوی محنت فزون دل بغایت ناتوان	ای اجل زین زندگانی بس بکلمم بهتر است

مفکة بیمار شرابم بر لبم شربت چه سود	جای شربت بر لب من آب تا کم بهتر است
گشته ام چون از امید خویش مخفی منقلب	
با هزاران حسرت اندر زیر خاکم بهتر است	
آفتاب عشق شمع مافسود آتش است	سرخ زخما را از آب خورد آتش است
بر تو نور تجلی وادی ایمن بسوخت	عشق هر جا جلوه گر شد آب و آتش است
ساقیا در بزم مستان گری باز از حسرت	انچه در دنیا نشستی از صاف و آتش است
چون سمن در جا با آتش کن که مخفی روز حشر	
هر که رو آورد بجنبت بیم خورد آتش است	
مجنون ترا خانه بوی خانه عشق است	هر جا که وطن ساختن خون خانه عشق است
هر کس به کلیم لب رازے بکشاید	اگر محرم راز است که بیگانه عشق است
گردد هر ملا اهل خورد آن آب حیات است	آنرا که بدل نشسته پیمانه عشق است
نسکین ندید آب حرارت کش می را	این شعله جانسوز ز خجانه عشق است
هر ذره موجود که در ملک وجود است	در پیده همان بلبل و پروانه عشق است
در انجمن شوق نیا بد ره مقصود	دیوانه صفت هر که بوی خانه عشق است
از سینه بدون آرد و خاک بر آنگن	
مخفی دل افسوده که بیگانه عشق است	
کودلی تا تو کنم با ناله پیمانی درست	در چمن یک گل غنایم با گریبانی درست
چاک زد چندان صبا پیرین گل را که	عند لیبان چمن را که و افغانی درست
بس تنور گرم بهت سرد شد در روزگار	نیست ارباب محبت راته نانی درست
دید و محو جلوه خود دل شکیخ دام زلفت	تازه سخنوا کند با کفر ایمانے درست
آغون دل باید ترا نوشید مخفی همچو کوه	تا بر آری گوهر سرباز کانی درست

ببینه ز آتش عشقت چه دانهاست نیست	بدل ز نواک هجرت چه زخمهاست نیست
مر بسوس تو بهر نامه که باید هست	همین نوشته در انحراف دعاست نیست
زهر چه یاد نمایم بعد تو پیدا است	به دور حسن تو پیدا همین فاست نیست
بسی ز محرم و بیگانه با تو شد همراز	ولیک محرم راز تو آشناست نیست
بزر خاک نهانی ره تو خواهم دید	بچشم اهل نظر سرمه حیاست نیست
فسانه غم مجنون بد هر مشهور است	و گرنه در خم زلفت لی کجاست نیست
ز پانال حوادث سگله نشد خندان	
بباغ عیش تو مخفی ره صباست نیست	
چشم بجا نیست که آتش شر او است	خورشید جهان زده از خاک در او است
پروانه باز آتش فانوس بسوزد	افروخته صد شمع نهان زیر پر او است
محل ننگم بر بیابان ره مقصود	تا جذبه سودای مجنون را بر او است
آزده مشوا ز ستم یار که از ناز	بیدار در آیین محبت هنر او است
یک موز میانش به کفم بیش نیاید	عمر نیست که دست هوسم در کمر او است
جز خون نه چکد اشک ز چشم تر مخفی	
تا حشر ز بس زخم بهم در جگر او است	
جستجو کم کن که راه عشق را منزل گم است	لب ببیند از گفتگو کاخا سهر دل گم است
محل لیلی نه تنها بر سر مجنون شناخت	راه عشق است اینجا که در کفم صمد گم است
جان با عجز محبت ده که از تیغ نگاه	رخیت خون عالمی و از نظر قاتل گم است
چشم معنی بر کشا ایدل که مثل آفتاب	زیر هر یک خرقه صدمه شد کامل گم است
لا و دانائی مزن مخفی که در وادی عشق	
زیر هر سنگی چو افلاطون بسی کامل گم است	

در مذہب نامزدن لذت حرام است	بیگانه زاندره شدن شیوہ عام است
در گوشه ویرانه وطن ساخته گانیم	چون چند نایم که معمورہ کدام است
ساقی بده آن باده که از روز نخست	بر نیز خون جگر و ساغر و جام است
ماشینہ ناموس شکستیم حریم آن	کوته نظر است آنکه گرفتار بنام است
دروہر ز قید تو بمناسند لے آزاد	چون یاد تو صیاد و سیر لفت تو دام است
دادیم به سوداے تو مردانه دل خویش	ارباب خرد را از جنون باز سلام است
مخفی بستان کام دل از ساغر و ساقی امشب که تراد بر ایام بکام است	
منم که بر تو حسنت روان جان من است	بجای مغر مجت در استخوان من است
همایه است شو تم چو بال بکشاید	صفای کنگره عرش آشیان من است
مبین چشم حقارت مرا که وقت سخن	حدیث کون مکان رنج از دکان من است
ز بهرام چه جدو بر اے ننگ چه همد	چو غنقریب نہ نام ست فی نشان من است
درون خانہ هستی چو نقش دیوارم	که مہر لا و نعم زینت مکان من است
زبان شکوہ کشودن ز غیر و بخر دلست	مرا که دشمن جانی ہمین زبان من است
مبین رواج ز جنس کساد باراری	که نقد کون و مکان رنج مکان من است
فغان لبیل شوریدہ در چمن مخفی ز روی در و عالم صبح از فغان من است	
باز طوفان سر کمرہ صحرای برداشت	از دلم مشتق جنون نقش تمنا برداشت
کو دکان متکاملت بکفت آرد که باز	عشق ز بجزیر قماریم از پا برداشت
آفتابیت محبت که بدست یاری آن	از تہ زلغ توان بجزیہ میضا برداشت
حسن چون بارغ جنان است که در آن نگاہ	ہر کہ شد بخونکہ فیض تماشا برداشت

سرفرو بردن آبست کہ جز غواصی	چین ابرو نتوان از رخ دریا برداشت
سرگراغم ز خمارے عشقے کہ اجل	از گرافی نتواند سرم از جا برداشت
تکمت عشق نہ پیرا ہن یوسف بدید	پردہ از عصمت ناموس ز لجا برداشت
سایہ افکن ہمایش ز تمنا بر سر	ہر کہ چشم طمع از دیدن غنقا برداشت
رہ بمنزل نیر و تابہ قیامت مخفی ہر کہ امر و نہ زادرہ فردا برداشت	
مغ دل را در محبت قید صیادی بس است	طفل صاحب نعم را تعلیم ستادی بس است
نکند گر غنچہ دگل در چمن گوشت گند	ہل فغان عن لیبان ستر آزادی بس است
گر بود موی تصرف از بر اے شوہری	نوعوس دہر را دیدار دامادی بس است
طرہ حسن بتان را حاجت مشاطہ نیست	خانہ گیسوی بیل جنبش باوی بس است
از دیاد دوستی در نامہ و پیغام نیست	دوستان دوستی از دوستان اوی بس است
ضعف گر غالب باشد از ہجوم غم چہ غم	آشنہ گر باش جہان سیل غور باوی بس است
ناہماے کوہن در میقتون از بید لیست	درد مند عشق را انداز فریادی بس است
چون بنائے طاق کسری رو بوی را نی نہاد	طاق ایوان ہوس طمع بنیادی بس است
گر تہید تم ز اسباب جہان مخفی چہ غم حاصل کون مکان عشق بر نیادی بس است	
شراب جذب محبت بہ محل افتاد است	کہ ذوق دیدہ بخونش در دل افتاد است
آب دیدہ بخون نہان بہر گاہے	ہزار ناکہ درین راہ دگل افتاد است
چرا نہ شعلہ آہم بود ہر سان افروز	بسینہ آتش عشقی مقابل افتاد است
سیان آتش فاکم چو شمع پروانہ	ز روز و گریہ مرا کار شکل افتاد است
نسیم غنچہ کشا را مجال رفتن نیست	بصحن باغ ز بس مرغ بسمل افتاد است

گذاشت فصل بهار و هنوز نرسد ما	باغ مست غرور است و غافل افتاد است
چگونه صحبت مخفی بعلل آید است	که خود پرست و تیر است جاہل افتاد است
اے آنکه ز حسرت برخ شمع شعل است	پروانه سودای تو سرگرم سماع است
چون پنجه زند شانه دران زلف که از ناز	بس گشته مسلسل خط تعلیق و قلاع است
چون تیغ کشد عشق بخونریزی عشاق	هر کس که نهد سر کف دست شجاع است
رومنیه ز گوش و دهن شیشه برون کن	و آنکه بکشای که دهن تشنه صداع است
نقد از لیخا بکف شوق که بسیار	در قافله شوق از یگانه متاع است
نازدم بسر بهمت پروانه که در عشق	جان داده و بر سوخته و گرم سماع است
نور بصیر و قوت پافیت تو مخفی	در فکر سفر باش که بهنگام و دراع است
فرگس اسیر خواب ز نیم نگاه او است	سنبل بیخ و تاب ز زلف سیاه او است
بلبل ز عافیت بگلستان نشان بخواه	باغ نیست باغ عشق که محنت گیاه او است
نازدم بکلم عشق که هر سو را افتخار	بر مرگ سر نهاده شہانزاد کلاه او است
اندیشه را بدر که ناز تو را نه نیست	از بس فدا ده بر سر ہم داد خواه او است
کنعان دهر خانه خراب است کو ستم	چندین هزار لایف مخفی بجاه او است
تا زلف تو بیخ و تاب لبشکست	رنگ از رخ آفتاب لبشکست
حسنت نگلی ز رخم دل ریخت	پیمانه خور و خواب لبشکست
ساقی طرب ز بزم مادوش	صد شیشه ز اضطراب لبشکست
بدست من از تنک شرابی	نغمه ای پر از شراب لبشکست

پای طلبم بگل سر و مانند	پس آید پر آب بشکست
در موج خیال کشتی عمر	مانند دل حباب لبشکست
مخفی به هواے باغ تاکه	بازار گل و گلاب لبشکست
با دوشب آتش شوق تو داغم کرده است	با ده عشق تو از نو دریا غم کرده است
بوسه سودای جنون می آید مرا و از صبا	دوش گویا رگبذر بر طرف غم کرده است
بیم تاریکی نه دارم در شب یلداے غم	کاتش موز درونم چون چراغم کرده است
آشنائی با غم جهان مرا امروز نیست	در عدم این با ده را غم کرده است
بر تنم بیدار غم مخفی سرمه نمائند	آتش غم هر نفس صد بار داغم کرده است
ز آتش عشق تو بر دل تازه داغم آرزوست	در سودای تو از نو دریا غم آرزوست
بسکه در دل شعله عشق تو دارم سمع دار	از بن هر موی روشن بکج غم آرزوست
تا ز در و حجر فریادے بکام دل کنم	دیدہ لبر ز سر شک و صحن با غم آرزوست
زان شراب بخودی خواهم که لا عقل شوم	اگر شر و شور جهان یکدم فر غم آرزوست
نیست مخفی نشئه آسودگی در جامے	پر ز غناب جگر بر لب ای غم آرزوست
زخم است زخم عشق که مرهم پذیر نیست	زخم محبت است بی زخم تیر نیست
ذوق بهار و وصل نیا بد تمام عمر	آن بلبلے که در غم بجران اسیر نیست
بی حاصل است همچو کلوخ کنار کشت	خاکے که از شراب محبت خمیر نیست
اے کو کهن میا به بیابان که نزد عشق	غناب دل بجوی روان کم ز شیر نیست
بستر ز بوریای حقیقت منے سزد	آنکس که در لباس شریعت فقیر نیست

مخفی ز گفتگو حقیقت غموش باش چون غنای لب گلشن عفت صغیر نیست	
بیچ بلبل ز غلبه وفا نشنیده است دیده کشای بجز دیدن آئینه صنع همه تم بین که شد از دست مرا کار و هنوز پیش شد عمر من و عشق تو گردید جوان	بلکه این بوزجین باد صبا نشنیده است که در آن سبکس از رویه یان نشنیده است گوش دل از لب من حرف عاشق نشنیده است در خزان کن بچمن نشو و نما نشنیده است
مخفی جاذبه شوق رساند به مشام بوسه وصل ارچه کس از یاد صبا نشنیده است	
در دیکه در آیین وفا همه جان نیست از بخت سیه شکوه مرا نیست که چونست ای خاک بران سر که بر آتش خاک اگر قدر شناسی در آتشک سحری را باز لعل دل آشوب ز پاسبان گسل تا چند ننی تیرنگه از حسنم ابرو خوش باش دلا با همه غمها که درین دهر رو سوسه تفایده از آتشک نداشت	در دیت کدین قابل پیداد نهان نیست روز طریقه چو شب با منتیان نیست ای دل بران دل که در دیت بفتان نیست ز نیگونه دره در صدون سیند دکان نیست ایکین قاعده در سلسله سیر و جوان نیست مخرج ترا حوصله تیر و کمان نیست شد و گذار از دم مرگ امان نیست آن دیده کد این که بجز تران نیست
نوسید مشو مخفی و مروانه قدم نه هر چند که از منزل مقصود و نشان نیست	
هنوزم ز آب دیده دجله هست سیر هر خار مجنون غزال هست ز پائین که منزل شد نمایان	نهان در دود آهیم شعله هست بوادی تازه آهنگله هست که از تو تا بمنزل پناه هست

تمی شد گزاشتم کاسه چشم نهان از دیده در دل دجله هست	
کمن مخفی طمع در اطلس شاه ترا از دل کمن حله هست	
بر وانه صفت ز آتش دل بال پریم سوخت در بزم وصال دلم از ساغر حیرت بس آتش سودا می تو سر زد بد ما غم بلبل ره خود گیر که در گلشن امید	چون شمع شب بجز پاتما بسم سوخت نوشید شرابی که ز گرمی جگر سوخت در آب روان مردک چشم ترم سوخت اگر بوسه گل تازه ز آه سحر سوخت
مخفی از شر روده گریاده ات مشب کمر شعاع آن مشت خشک و ترم سوخت	
بروز واقعه صبر ز کمال دانائی ست نظر بصیب کسان از کمال بی بصیرت بجستجوره محنت گزین که طالب را در مراد چو بستد بجهت نکشاید	بکهنه کار نظر کردن از شناسائی ست ببیب خویش نظر کن که عین بیانی ست مقیم کوه و بیابان شدن تن آسائی ست اکلیق فصل در آرزو شکیبائی ست
بهر دیار که مخفی از روی استغنا جنون بجلوه در آید خرد تماشائی هست	
باز در سینه من ناله و آوازه هست ای خزان دست ستم باز کش از دلق دل مرغ دل باز مانند زطییدن تقفس دل عشاق بجز ساز و نوای نه رسد	عشق را بادل من خفیه گمرازی هست که بنوشن بچمن زمره پردازی هست نیست گریال و پیری حسرت پردازی هست تا بقانون جرس زمره سازی هست
که نوردان ره عشق جنون را مخفی نیست گریه و دگر دیده غمازی هست	

باز مرغ دل گل آشفته بگردیده است	مردم چشم ز گریه کار بگردیده است
در محبت شربت راحت ملرب چه بود	عاشق آن باشد که باز بر باغ کرده است
ز اخلوت نشین تا طره زلفت تو دید	رشته زار را تسبیح هندو کرده است
وانشد از ناخن معیبه گره از تار بخت	ساکره از کار من آن چنین ابرو کرده است
گاه فرادم بکوه و گاه مجنوم بدشت بیخودم مخفی چنین آن چشم جادو کرده است	
نار آتش غمره آتش روی زیبا آتش است	بوالهوس نشین که آن بنو سلا آتش است
تا نه سوزد خویش را پروانه نه نشیند ز پائ	مرغ آتش غره را آری تنها آتش است
خواه در آتش ببرد پروانه خواهی در آب	از تری مرعاشقان از آتش آتش است
گر بخت طینت است و گریه دماهی مزاج	در سربل هوس از عشق سودا آتش است
که تو اندر چشم موسی تاب دیدار آورد	کز تجلی شعاع کوه سینا آتش است
میندیش شعله در دل آتش سولای عشق	بلبلان را در نظر تصویر گلها آتش است
دل کباب از سوزش او دیده لب بر آب	معجز عشق است کجا آب کجا آتش است
شعله می خیزد ز خاک دادی لبین هنوز	بسکه آنرا در جگر از عشق موسی آتش است
از دجیان مخفی محبت آتش در دل مرا کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است	
گر ز در و حجر چشم مخفی از گریه نیست	ناله در دل اندر سینه کم از گریه نیست
خواه ریزد خون دل از دیده خواهی آب چشم	در دمنده محبت را الم از گریه نیست
بهر شعله از حد فزون ای دیده اشک حسرتی	در چون غالب شود بر مردم غم از گریه نیست
اوسن از ناخن چرا بر باره دل زنده	دوستان گزنا له مرغ حرم از گریه نیست
اشکاف از گیرش زان دل مخفی که هیچ	خنده گل زوایل بدکم از گریه نیست

می روم راهی که هستی ز لولان راه نیست	راه عشق ست این دلا گنجایش همه نیست
از چه در خلق می بندد در بیت الحزن	بیک نفعان گزرا سراسر نهان آگاه نیست
خسرو از خسری دورست بر فریاد تنگ	در محبت امتیاز بی درگد او شاه نیست
هر که سازد از نهان حقیقت آشکار	پیش اهل دانش از اسرار حق آگاه نیست
بر فروز و آه عالم سوز و مخفی شعله کاشته از بهر دشمن همچو برق آه نیست	
دل ز ناله فرو مانده آه من باقی است	بهار رفته و سر سبزی چنین باقیست
به پیش شمع رخت سوخته ز پروانه	هنوز طعنه از باب انجمن باقیست
مقیم کوس تو جانان کجا رود چه کند	که گر بجلد و دلالت وطن باقیست
اگر چه گرگ صفت چرخ یوسف عمرم	روده از کف من بوی پیرن باقیست
از زخم ناوک مرغان منال می مخفی که تیغ غمره جادو صفت کن باقیست	
آفتاب حسن تو ماعصره دوران گرفت	ردق باز از حسن از یوسف کنعان گرفت
بر سر هر خار مرغان دسته گل بسته است	بسکه خوشاب جگر جا بر سر مرغان گرفت
بر قفا از گوشه ابروی جانان تا نقاب	آتش شوق محبت شمع را در جهان گرفت
رخت خون بگینا بان بسکه تیغ غمره است	چشم مست رفته رفته زده بمرغان گرفت
یافت مخفی در بساط زندگی کام خویش هر که کار و بهر را بر خوشن آسان گرفت	
بخت پرستانیم با اسلام مارا کار نیست	غیر از زلفت مارا رشته زان نیست
پیش ازین لعل عقل بر طبع سوانی فرغ	ز آنکه ستان محبت را ملامت عاز نیست
موسی باید که پاسبان دل هند بردار عشق	بوالهوس نشین که راه کوه و بار نیست

همی گز نیست ایدل روز محنت گو مباحش	مونی زندانیان را بهتر از دیوان نیست
آشنایان را چه پیش آمد و ت راجه شد	کز وفا و آشنائی در جهان آثار نیست
لذت در محبت را ز بیدردان میسر	قدر صحت را نداند هر که او بیمار نیست
صبحم با وصباحی گفت با مرغ چین	اگر را تا شیر نبود گردی افکار نیست
زاده در دیم و از خون جگر پرورده ایم	کوه با غم اگر آید جوی آزار نیست
مخفی اگر وصل خواهی با غم بجان بهار	
کاندرین گلزار عالم یک گل بخار نیست	
این دل غمیده را مشب نوسه دیگر است	دین سرشوریده را در سر پوله دیگر است
اخذ راسه فوج از طوفان چشم الحذر	کاندرین دریای ماطر آتش دیگر است
صدمه عا جزیب این دلا دواست در دمن	ز آنکه بیمار محبت را دواست دیگر است
نست آئین شهادت فانی مطلق شدن	کشتگان عشق را هر دم بقا دیگر است
در سر راه محبت بر امید پیرهن	دیدة یعقوب را هر دم ضیاء دیگر است
گرچه دارند عند لیبان فانی و هوای دین	
مخفی مرغ دلت را باست باست دیگر است	
ای حسن تو آرایش صحرای قیامت	وای ناز تو بر همزن غوغای قیامت
گرچه فانی ز پس پرده محشر	هنکامه بود گرم تماشا قیامت
چون وعده دیدار تو افتاد محشر	کار همه افتاد نفردای قیامت
بر سینه هر کس ز غم عشق تو داغ است	سروست بلان آتش گرامی قیامت
هر روز قیامت گذرد بر دل مخفی	
تا چند توان وعده نفردای قیامت	
آتش بسینه مرغ دلم اضطراب داشت	با خود دوریت همه شب بیخ و تاب داشت

بنام جمال و برافکن نقاب خویش	تا که نمیر برده توان آفتاب داشت
تا که توان ز دیده نهان در ضمیر خویش	نحت جگر بر آتش سودا کباب داشت
از اشک دیده شعله آهیم نشان نیافت	آتش زگره بس بودین ثواب داشت
مخفی شد آنکه دل با سید طرب مدام	
در سر هوا گلشن و برکت شراب داشت	
ناقه اهل دلا از در گران در پیش است	که بودی طلب محل شان در پیش است
بیلان فصل بهارست غنیمت شمرد	که پریشانی گله از خزان در پیش است
ره بس منزل مقصود بر دهر که ز عشق	در پس قافله پیدا و نهان در پیش است
سودان جمله زیانست و زلانش همه بود	هرگز فکر و غم سود و زیان در پیش است
جستجو کردی یک بجای نه رسید	
در ره عشق تو مخفی که ز جان در پیش است	
هر دل که نه در سینه عشق تو کباب است	چون آبله برکت پادان که بر آب است
زلفی که بود بر مهر رخسار مسلسل	در گردن خورشید جهان تاب است
دل بند نقاش که این نقش سراسر	چون نقش حباب است که بر چه آب است
گر نقش نوشت است در بخانه مینش	این خانه بیک چشم زدن خانه خراب است
عمریست که در حسرت دیدار تو مخفی	
پوشیده ز دل میوه و افتاده بخواب است	
آن دم که خیال تو مرا پیش نظر نیست	با مردمان دیده من نور نظر نیست
معلوم اگر گوشه دیرینه گزینم	یعقوبم و از یوسف من هیچ خبر نیست
از یاد صبا بوسه وصال نه شنیدم	آن که است جان بخش همایون سحر نیست
بر دیده و آلوده بخون با در لیخت	ای دوست که بادوست در آغوش نیست

خون اگر برون از جگر و بر لب دل ریزد	اے دیده که در عشق بجز خون جگر نیست
تا شمع نگرید دل پر دانه نه سوزد	در عشق تو لیلی بجز از دیده تر نیست
مخفی مشو افسرده دل از محنت و اندوه	
این محنت و اندوه تو میراث پدر نیست	
غیر غلی با وجود افلاک هرگز بر نداشت	مردم نقش مرا از خاک هرگز بر نداشت
سوخته از آتش هجر و دوششم اشک یز	از دل من آه آتشاک هرگز بر نداشت
خون دل افشاندم و تخم محبت کاشتم	حاصل کشتم بجز غاشاک هرگز بر نداشت
عمر شد صرف دعا و طلوع دون همتم	دست آئین در دعا ز مساک هرگز بر نداشت
هر چه کارے پردی مخفی بهنگام درو	
باغبان از نگین تر پاک هرگز بر نداشت	
نه میخواری زمین نموده دوری دشمن است	هم صیوری دشمن هم ناصیوری دشمن است
دوست گر گردد خاک هرگز نگردم کامیاب	بسکه با من از ولادت میخواری دشمن است
دوستی معنوی اے دوستان ناید بکار	بخت بد با هر که در آئین صوری دشمن است
آبرو و ریزم به پیش هر کس در احتیاج	از ضرورت با دلم فکر ضروری دشمن است
دشمنی با ما ندارد چرخ و دشت و روزگار	
مخفی با ما همین رسم کزوری دشمن است	
گر بهار نیست آخر تو بهار خواهد شکست	عشق سودے جنون زخمیر خواهد شکست
در درون کعبه گزندی تو احرام نماز	طاق ابروے بتان محرابها خواهد شکست
چهره گلگون شیشه سے راز خون دل بود	اگر گرد و خون دل تا رنگ خواهد شکست
بشکاف اندر صبا گل را و لیکن عاقبت	رواق این گلستان هم از صبا خواهد شکست
اے بر وزن ضروری یعنی بارگشتن و دگر گردیدن مراد اگر دشمن افلاک ۱۲	

باده لبز نیست و بادست ساقی ز درد ریخ	عاقبت بدستی ماشینها خواهد شکست
بر سر من گر کشد لشکر غم دوران چه غم	شوم و اصر و آهم فوجها خواهد شکست
حسن گر نیست روز افزون لب زلفی سچ تاب	کفر دین هم کعبه و تبحانه با خواهد شکست
مخفی بی طاقی کم کن که اندر در خوش	
شیشه با بر سر نه هم جامها خواهد شکست	
در آبخانه ارباب دل که جای نیجاست	طریق مردم بیگانه آشنا نیجاست
بجستجوی سیمامر و که از سر صدق	هزار در و بود گر ترا دوا نیجاست
شگفتن دل بلبل بیغ ازان باشد	که صبح و شام با مید گل صبا نیجاست
کجاست اهل دلی تا با سمری گوید	مس عیار بیاور که کیمیا نیجاست
بجستجوی وصال دلم بجان چشم	ز راه اشک در آید که نقش پا نیجاست
مجزر با صبا دیده بوسه پیراهن	که گرد قافله مصر تو تیا نیجاست
مشو کعبه روان از سپه دعا مخفی	
بیا بیا که احباب است که دعا نیجاست	
ده چه خوش باشد که نیم بار و گیرد دوست	در وجود آیم مجرب هم ابروے دوست
هنر نفس از شیشه کارم کشاید صد گره	پنج کز یک ده غم چون شانه در گره دوست
دیده یعقوب اگر روشن شود نمود عجب	دیده دل را کند روشن نسیم کوه دوست
غنچه دل شگفت در سینه چون گل در چمن	مژده وصلی که از قاصدے از سینه دوست
باده را لبزین ساقی و صحبت بر شکن	تا بکام دل نشینم ساعتی بهلوه دوست
جوس خون آرد بجای شیر مخفی کو کهن	
نشو در دمیون گر تشنه از بوی دوست	
دوش آهم ناله اے زار در دنبال دشت	بر لب از سوز دل من ناله تنهال دشت

باقیمان چون سستی دوش افک حیرتم	ما سحر در زیر دست و پا ملایمال دشت
گر نگفتم راز دل عیلم کمن بهنگام وصل	خواهش بیدار وصل تو ز بانم لال دشت
ما بجز لال بود پای طالع من در کباب	بخت بود ازین دژ دولت استقبال دشت
چون ز بیم وصل شد یوس مخفی سستی دشت	
نامه نبوشت و از خون جگر ارسال دشت	
با گلشن غم ساز که باغی با زین نیست	لحون خود عوض می که لیاغی با زین نیست
بر وانه تحمل کن و متاب نشین باش	در خانه مفلس که چراغی با زین نیست
بهنگامه کنم گرم من از نشتر صحبت	در دهن سبب جفا باغی با زین نیست
معشوق می و گلشن و جمیعت خاطر	خوش باش که اسباب فراموشی با زین نیست
سوز جگر شعله بفاوس بدن زد	بر سینه عاشق گل دانه با زین نیست
مخفی نه نهنگام بر لب که بود کام	
در راه طلب هیچ سرخی با زین نیست	
منم که داغ غمت باغ و بوستان من است	بجای غم محبت در استخوان من است
منم که درد جدائی و محنت دوری	بهر کجا که دوم یار هم زبان من است
مرزانه وصل تو گر چه دور انداخت	خیال روے تو در دیده میمان من است
نهان ز دیده مردم ز تیر مژگانست	هزار غم برین جان ناتوان من است
ببین بناله زارم که در چمن مخفی	
نواے بلبل شوریده از فغان من است	
مهرم زخم محبت غیر آه و ناله نیست	اے در فغان ناله زار مراد ناله نیست
سوخته پروانه دار از آتش عشقت هنوز	از تب گرم محبت بر لبم تباله نیست
آتش کرم سبی مخفی خود مگرداب بند	نسخه آسودگی بجای خبر بگانه نیست

گر نه درد آلوده این دیده نمناک حسیت	در نه دل آزرده این خاطر نمناک حسیت
گرمی ناله درون سینه دل این ناله حسیت	در نه میوز و جگر این آه آتشناک حسیت
گشتم ز دلبر این چنین ابرویت بس است	اینقدر آتش فراخی باخس خاشاک حسیت
عاشق معشوق با هم با محبت هم بودند	نیست گل را اگر غم بلبل گریان چاک حسیت
ای دل غمیده گراوه مرا تا شیر نیست	هر نماز شام پر خون دامن افلاک حسیت
نیست گر آن نازنین را مخفی تصدیکار	
بسته چندین صید دل با دهن فراق حسیت	
با سیم و گریه که بطوفان مصاحب است	شرکان دیده که هر جان مصاحب است
مجنون صفت ز دوری وصل تو دور نیست	دست نام بچاک گریان مصاحب است
بلبل هزار ناله و زارے که بے نوا	مرغ دلم بزلت پریشان مصاحب است
خواهی حمیرا رسته و یا خواه بوریا	پهلوت بخت با بغیلا مصاحب است
زاد ربه بساز باید براه عشق	عاشق همیشه بر سر سمان مصاحب است
مازم بصبر و حوصله دل که عمر با است	در تنگ ناله سینه با فغان مصاحب است
مخفی ز سوز آتش عشق تو سالهاست	
با من همین دودیده گریان مصاحب است	
ترک نازت بر سر عشاق بر تر آک است	نقش گل از خون مردم بر حسین خاک است
از بر لبه حبه کوب حسن تو عقل	بزرین شد تا صد برگند افلاک است
صد گره از رشته محبت دل غمین کشاد	
خدمت راتا که مخفی ز عشق پاک است	
از خار تو بزم باد گلگون کجاست	تازه میسازم داغ و دیده پر خون کجاست
دل تنگ آرد درون حید از بیطاقتی	گر نیی اختیار دیده پر خون کجاست

باغبان مرغ چمن در پرده می گوید بگل نازیلی دنیا ز خاطر مجنون کجاست		
فروغ جلوه حسنت نه جان آدم سوخت بسوزش پروانه مناز پروانه خفته آتش عشقت بسینه بسوزد بسینه آتش عشق است گر حرارت آن ز سوز سینه بلبل نهان بگلشن دوش کجاست شبنم اشک که شعله بیداد	جهان دهر چه دران بود جمله در هم سوخت که پیش شمع محبت تمام عالم سوخت که کام تشنه لبانت ز آب زهرم سوخت برش دماغ مرا پنبه های مرهم سوخت بروسه سوز و گل قطره های شبنم سوخت بسینه ام نفس در دماغ من هم سوخت	
بنوش باده ز جامی که تیریش مخفی ادای ناز و نشاط که شمع غم سوخت		
آنرا که نه دل در گرداده فروش است امروز نه گرم است ز محو صحبتستان دل بر تنم از میخانه و مستی در مجلس من راه نیاید اثر صبح تا که نه نهد بر لب ساغر لب بینا در راه طلب یک نفس از پانه نشینم	هم دشمن بهوشی هم دشمن بهوش است این سلسله همواره درین جوش فروش است تا قطره میخانه ز آتش بدوش است پروخته پروانه بس دوش بدوش است مجلس همه فتنه و مطرب همه گوش است تا زمره عشق مرا حلقه بگوش است	
مخفی کش از گوش خودی بنی بخت عمر نیست که این پیچ را حلقه بگوش است		
میوم مشب تر بیدار خواهم کرد و رفت بسکه گریه در فراقت بجز آب و نو بهار نشتی دارم نهان در سینه هر ناله	نقد جان را صرف یکت یار خواهم کرد و رفت وادی بجز آن گل و گلزار خواهم کرد و رفت بس دل اهل تمهنگار خواهم کرد و رفت	

دین اگر نیست و ایمان این داهل قبله این مینم لاف انا الحق بر سر بازار عشق چند روزی گرد و فرصت مرا یک اجل باغبان نمیشین درین گلشن بکام دل که من در دل را چون دین باز دران سیت یافت که بزن آید با فسون از سر سودا و عشق تا کنم حال دل روشن ز چشم اشک ریز	رشته تبسم راز نار خواهم کرد و رفت سازه نصوری دیگر بر دار خواهم کرد و رفت فکر بر حال دل بیمار خواهم کرد و رفت همچو بلبل ناله های زار خواهم کرد و رفت در دل از زانین باز خواهم کرد و رفت سر و چمنون سر این کار خواهم کرد و رفت وقت خون گریه بسیار خواهم کرد و رفت	
چون با سانی منی گردد میسر کام دل مخفی بس ترک لین دشوار خواهم کرد و رفت		
بس عشق تبان خاک جنون بر سر مار خیت لب تشنه بس با دیه گشتیم و لیکن بر تربت مار و دشمنی شمع محال است صد غوطه بریا چو زخم پاک نگرود بجوش شدای بخت مرا پهلوا مید تا بلبل عشقی که در عالم پرواز	دل قطره خون گشت ز چشم تر مار خیت بر آتش دل آب دو چشم تر مار خیت پروانه ز بس بر سر خاکستر مار خیت بس گردنخوست بسرا ختر مار خیت تا چند توان خار برین بستر مار خیت اگر فتنه هوای همه بال و پر مار خیت	
ساقی ز تو منگامه که مخفی ز تو میدنا خونابه دل را همه در ساغر مار خیت		
راز نیست مرا که گفتنی نیست زمان پیغم غفلتم بگوش است پزیده چو گشت غنچه دل قصدم چه کنی چو خون ناحق	دین راز کس نهفتنی نیست کان راز نهان نهفتنی نیست آداب و هوا شگفتنی نیست پنهان شدنی نهفتنی نیست	

مخفی جو جرس بنالہ خوکن این درودل ست زلفنی نیست	
دشت پرورد بنوم سرکارم نیست شریت وصل کجائی که ازین پیش مرا بوسف مصر جو پرستم و از بے هنری جمع زلف پریشان کن از بهر دلم در تنه سنگ ملامت شدم از عشق هنوز نخل اندیشام و بار تفکر دارم	از هر اشام فرقم بطن کارم نیست طاقت تشنه لبی با دل سیارم نیست صد عز نیست بهر شهر خریدارم نیست که پریشانی زلفت تو چو دستارم نیست نیست سنگی که درین راه طلبکارم نیست میوه تازه تر از بارگرانبارم نیست
گردم گشته گره راز تو مخفی چه کنم که زبان در دهنم محرم اسرارم نیست	
مستم که بر تو خورشید و دواہ من است قسم کعبه حاجات واحد مرسل رسید کار بجائے که هر گداس طبع در دود خود بکه گویم شکایت که کنم بجز زبونی طالع مرا گناہے نیست ز حادثات جهان یکم رہائی نیست	چرخ شام ابداء صبحگاه من است که بیگناہی من باعث گناہ من است ز روی قدرت بیداد پادشاہ من است که دشمن دل و جانم ہمین نگاه من است درین معاملہ یک جو خدا گواہ من است که حادثات جهان کہلایے کاہ من است
شہ دلایت عشقم وے مرا بر سر بجائے تاج ہمین سایہ کلاہ من است	
عمر کیم نہ بار وے خوش و باد نابہست بیانہ دل پر کن و در جام نگہ ریز غافل نشوی از مزہ عشق کہ در عمر	در مذہب ماخانہ آن عمر شرابہست کین گرمی جنگامہ ز گرمی شرابہست ایام طفولیت و ہنگام شبابہست

بنیاد شش و چار و دو عالم بحقیقت پیرسیت کتابے کہ بود حرف تواریخ کے خانہ نشین میشودم مردک چشم	چون موج حباب ست کہ بر چہ آب است مضمون حرفش ہمہ جزاے کتابہست بے روسے تو این خانہ چہ بود آبہست
تا پیک خیالت نظر آمدہ مخفی ہم دشمن بیخوابی و ہم دشمن خوابہست	
تا باد صبارا بگلستان گذرے بہست ہر شیار سحر کہ بہر مالہ مظلوم تا بہست بہستان چمان فیض سبحانی غم نیست اگر روشنی دیدہ من رفت	گل را نظرے جانب صاحب نظری بہست پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے بہست از شجرہ امید امید ثمرے بہست با چشم ترم شعلہ آہ جگرے بہست
مخفی و ہمین بردل تو بار فراقہست ہر جا پدرے بہست فراق پسرے بہست	
ایکہ سرفے دین چون قدر عنائی تو نیست روشنی دیدہ ہر دیدہ بینا توئی حیف باشد در دون سینہ نہان دشمن پرز خاک یاس با دوزیر خاک کن سرنگون	ایکہ در گلشن گلے چون روی زیبائی تو نیست کو ر باد دیدہ ہر کس کہ بینائی تو نیست مستہ ہر دل کہ بر نقد تمنائی تو نیست کاسہ ہر سر کہ بر از مغر سودائی تو نیست
چون نسیم از بگزم مخفی بر اطراف چین خار محنت و اہم گیر کہ این جائے تو نیست	
کاروان عمر رفت و نقش پایے برخواست قتلہ تنہا دپایے خویش جائے بر زمین روز گام از پی محل گمراہی گذشت شد چنان کو تہ زبان بہت از اہل کرم	از دوراے ناقہ ہستی صدائے برخاست کز برآورد منڈانت بلاے برخاست در بیابان قمت ارہنماے برخاست بر سر خوان مروت با صلاے برخاست

شد خزان فصل بهار عمر و بر شاخ گل تیشه بر سنگی نزد فرهاد بر کسار عشق	آتش از مرغ نشا طمن صدر بر نخواست کز میان سنگ آهه مبتلا بر نخواست
دل که شد هم از جان موی بدن بیگانه است در محبت صادقی از ما و من بیرون خرام	آه مخفی سوخت عالم را و لیکن آشکار در جهان از گریه اش دوی ز جلی بر نخواست
گر ز آیم نیست روشن خانه دل پاک نیست کشته عشق تو ام از خاک غم کن کفن	رازداران را درون جان سخن بیگانه است زانکه در بزم محبت ما و من بیگانه است
حسن بزم آراست شیرین گشت بر عکس مراد نیستم از ده خاطر گر نه کردی یاد ما	و جویم خاص شمع انجمن بیگانه است کجا ندین محرم سر با من کفن بیگانه است
که شود باد صبا محرم جو از نا محرمی	خسرو آنجا محرم است و کون بیگانه است آشنائی غربت از ابل وطن بیگانه است
با خیال دوست مخفی در دل شهابه تار خلوتی دارم که شمع انجمن بیگانه است	بانیسم بوسه یوسف برین بیگانه است
کوته کرد دل مرا آه پریشان بر نخواست گر بدم دست طلب از او آیم کوته نکرد	از دوشم غم نقش الم موج طوفان بر نخواست موج طوفان اشکم تار داما بر نخواست
پایه سی از کار رفت و دست کوته بستی تا عنان اختیارم بده چشم اشک ریز	از بره برگز کس به چشم گریان بر نخواست در درون سینه از مرغ دل افغان بر نخواست
تا نشاز ناتوانی نهاله ام در دل گره دیدم یعقوب کنعان در فراق از کار رفت	لے صبا گری ز راه این بیابان بر نخواست ره نوردی همچو مجنونین بیابان بر نخواست
شد بے سرگشته دای بے پایان عشق تا طلبگار سخن شد نکته سنج معرفت	از دست بدو نیک بهمان چند نکایت مخفی بدل حوصله صبر تو نازم

من بوا لوس عشقم و با من مهنی نیست خورشید جهان تا بم و نشاucht مرا کس	هر که چون مخفی بد شواری بکام دل نشست با غم جانان زجای غمش آسان بر نخواست
روز که ز ندون محیط کرم دوست آغم که در آینه اسرار استی	غم گشته این را هم از من خبر نیست افسوس که صاحب نظر از نظر نیست
بلبل بفغان کوش که در گلشن امید گما به بجز سهره دگا به بغن غم	خجالت زدگان را از معاصی اثر نیست چند آنکه نظر میکنم از من اثر نیست
نومید نباید شدن از گردش افلاک دل در نفس سینه کند سیر گلستان	از داغ درین باغ نخل تازه تر نیست در قافله عشق زمین پیشتر نیست
ای دیده سرشک که بهنگام عشاق افسرده و خنجر مرده چو گلها به خزان باد	شامی بهمان نیست که اورا حشر نیست بان مرغ چمن شوق کم از بال و پر نیست
مخفی به تنگاپوسه هوس چند توان بود حاصل ز بهمان هیچ بجز درد سر نیست	سامان نشاطی مجزا از چشم تر نیست از آتش عشقت که هر کس شر نیست
سودای تو تا بر سر سودا زده جا داشت بخشید به یعقوب پیسته روشنی چشم	خورشید جهان بهمان قبله نماد داشت زان کمت پیر این یوسف که صبا داشت
بر یاد گل روی تو دوش از گل اشکم گر ناله من پرده نشین بود ز تاشیر	در باغ خرد در غم جنون نشو نماد داشت در پرده هر پرده دو صد پرده کشاد داشت
شد جنگ میان غم و شادی بزم دوش از دست بدو نیک بهمان چند نکایت	شادی طرف شادی و غم جانب ماد داشت هر صبح هفتاب چو شامی ز نهاد داشت
مخفی بدل حوصله صبر تو نازم	لین شیوه نه ایوب باین جفا داشت

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست جان دل درین زلف و خط و خال بنزد شد تخریب صد بار که سود تو زیان است بدید ترا پرده عصمت چو ز عصیان	بے کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست اے سحر از خویش دگر دعوی جان چیست ایدل دگر اندیشه این بود و زبان چیست اظهار شده بر خالق و از خلق نهان چیست
مخفی غرض دوست گراظهار کرم نیست مقصود ز پیدایش این کون مکان چیست	
در چمن باز گزگز گس بیارے هست باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل نیست گز زلف ترا سحر اسلام بدست مشو آشفته ز آشفته گل طره زلف عجب مجنون مکن ای دوست که از شوق خون تشنه لب نیست کس در ندین شربت لب دید که کرد ز دیدار تو محروم مرا نیست گز هیچ دگر حاصل روانی عشق	که اسیران چمن را سر گفتاری هست که نهان در کف گل هم چمن خاری هست بر کمر حسن ترا شسته ز ماری هست که نهان با سر هر موس گزفتاری هست عاشق دل شده را گرمی بازاری هست شرتی نیست بهر جاد بل بیماری هست شکر شد که بدل حسرت دیداری هست اگر می معرکه و مجمع بازاری هست
نقد جان چند فروشی به تفاخر مخفی این متاعیست که در هر سر بازاری هست	
ایم و دیده که نظر با دروغم است صبح امید گر نه کشاید نقاب خویش مجنون ز بر ساینه بیدت چه حاصل است تنها براه عشق نه فرما و سر نهاد همچون جرس بیدنه عشاق می رود	در دیده دجله که گم با دروغم است شامم بشام غم که سحر با دروغم است نخل جفا گزین که فرما دروغم است راهیست راه عشق که سر با دروغم است همواره ناله که اثر با دروغم است

داغ عبت زمانه مراد در جگر نهسد مخفی مبین عیب کسان دیده باز کن جگر عیب خود که هنر با دروغم است	
کدامی دل که پراز ریش غم نیست نباشد غنچه در پرده ناز زبان در کام کش بلبل که امروز باید ستمت اے دیده و رنه بر او برزند چین حاقم طے به نزد ره فردان رو عشق چو عهد دوستی بستی وفا کن بر افشان دست همت را که هرگز	و اے آن ریش بریش نام نیست که جیش چاک از خار ستم نیست گل مقصود در باغ ارم نیست به بجز دل کور ناسفته کم نیست بهنگام دیش ز اهل کرم نیست رسته آسان تر از راه عدم نیست که یار بے وفا در دهر کم نیست کف همت بلند ان بیدرم نیست
قدم نمیده مخفی نه درین راه که هر بیگانه را ره در حرم نیست	
دوش در چشم خیال آن قبا گلگون گذشت می چکد خون جگر از دیده مینا را بجام بسکه در او طلب شک نیست رخت خون یگینا بان بس اجل بر خاک راه زه چسان یادم که هرگز نقش پای بر خاک است از سیمختی نشد روشن چراغ من شب	حیرت دارم بروس آب آتش چون گذشت تا بدل آنز خیال آن لب میگون گذشت موجب طوفان شکم از سر چون گذشت از سپهر لاجوردی موجهای خون گذشت در بیابانی که هر سیه صد مجنون گذشت با وجود آنکه برق آهم از گردون گذشت
در سراسر آرزو تا چند با شنی منتظر کاروان عمر مخفی از ره بیرون گذشت	

باز عشقم مرهمی بدمیش از نشت گزشت	در خون تاج شهنشاهی ملر بر سر گزشت
محسن را هر جا محبت برقع از روی فلکند	چشم زش را پسند دیده بر آذر گزشت
ترک سکران بودا هوس و انگه بودی نه قدم	کاندرین ادی بجای پای بید سر گزشت
پیش شمع بزم مایال و پر پروانه دوش	نشان آتش و نه نام خاکستر گزشت
در طریق دهر روی بیگانه است از کفر و دین	هر که در دین پیروی آل پیغمبر گذشت
مرغ فکرت راجه قدرت کاندین ره پر زنده	
بهمجو جبریل امین مخفی درین ره پر گزشت	
دلم بینه ز شوق تو بے طمیدن نیست	نصیب مرغ گرفتار آرمیدن نیست
بچگونه سیر توان دید آفتاب را	که دیده را از شاعش مجال بدین نیست
ز بسکه آتش ما هم بینه داغ نهاد	شگفته گلشن امید و دست چیدن نیست
زبان ناطقه کشا ز در و دل مخفی	
که گفتگو ترا طاق شنیدن نیست	
پیش از آن که گل خزان است بخلاف نیست	جرعه پروردگار سیاقی ترا کرم نیست
عنایب از شوق گل شدن به پرواز چین	باغبان گل چیدیت در باغ از نصاب نیست
سیم خالص را خریدند در بازار عشق	سیم با قلب است مقبول دل صرف نیست
عارف اهل خرد این بس که در آن وجود	نون کن را نسبتی بپستی با کاف نیست
مخفی آئینه مقصود که روشن شود	
گر غبار و دود آن آئینه گر شفاف نیست	
درین عمر عزیزم به مینوائی رفت	شتم بغفلت و روزم بخود ستائی رفت
ز قرب نسبت خویشم ز جمله بیگانه	چما که بر سرم از قرب آشنائی رفت
آشد ز ناخن سیم گره ز رشته بخت	تمام عمر مرا در گره کشائی رفت

بطون کعبه و درش چه حاصل از مخفی	کسیکه بود جانا ن بجهه سائی رفت
هر کجا شیوه باز است طلبگار هست	هر کجا اهل نیاز است تمسکار هست
از ملاحظه چونک بر دل افکار زنی	چشم امید مرا هم دل افکار هست
طوق گردن ز کند سر زلفت باید	ورنه بر هر کمر زشته ز تار هست
ببیل دل شده در خواب نه بیند رخ خواب	تا بر او رنگ چین ز گرسن بیا هست
باز آرایش گلشن کمش اسه باد صبا	که چو بیلن چین مرغ گرفتار هست
شمع گریه نشین شد ز تو پروانه چه غم	شکر شد که آئیم پس دیار هست
مخفی از نقد و عالم بکفر روز جزا	
ایمچ گر نیست دگر حسرت دیدار هست	
دام اسیر و روزگردون دل من است	در بزم غم پایا به پر خون دل من است
از جستجو نشان و صالت نه یافتیم	وصلت مراست یلی و محنون دل من است
خون دم گزشت ز جیون و کم نه شد	از صد محیط قطره افزون دل من است
هر کس شنید ناله زارم ز هوش رفت	فرهاد عشق و باده کلگون دل من است
مخفی دلم بنغمه شوق آشنا نه شد	
بیگانه شکایت و انسون دل من است	
امشب که عنان می وینا بکف تست	مستان ترا جمله نظر بر طرف تست
از شست نگه ناوک نازی لمن انداز	عمریت که در سینه دل من برون تست
بر تهن منگامه مشو صبح که امشب	بایم و نواسه که عنان نش بکف تست
آن در گرا نمایه که در سینه کان است	اگر دیده نهان از تو درون صدق تست
مخفی کش از دامن غم دست طلب را	در عشق جفا و غم جانا ن خزن تست

تا زه سازد گلبن امید را پیغام دوست	بشکافد غنچه دل را نسیم نام دوست
گر غبار خاطری از دوستان بینی مرغ	کز دعای دشمنان بهتر بود دشنام دوست
نه خمار آلوده بدستی و نه درو سوری	نشد آب حیات در سرم از جام دوست
در جفا افزون کن لب دل رحم آیین وفا	کز برای دانه آید مرغ دل در دام دوست
چین اگر افکن در برابر و من باک نیست انتفات محض باشد مخفی ابرام دوست	
بر رخ ماه محبت خط و خال دیگر است	آفتاب عشق را روشن جمال دیگر است
لب بندای بوالهوس از گفتگوی در عشق	در عشق است این جلیبی و سلال دیگر است
چشم هر کوته نظر را در زیاید در نظر	ابروان عشق را نازک بال دیگر است
زخم نامو محبت زان نیارد و رو بهم	کز جفا معشوق را هر دم خیال دیگر است
بر سر سر و چون قمری منال ای مرغ دل	زانکه ستان محبت را نهال دیگر است
از نگاہی که شود دل با غریبان آشنا	در گذرگاه که در هر دم غزال دیگر است
با گل رویت شکفته در بهارستان حسن مخفی دیوانه ات را قیل و قال دیگر است	
این چه حسن است کز آن نق باغ و چمن است	وین چه زلف است که زنجیر سلاهی من است
این چه ابرو و چه چشم است که غایت ناز	بال بل شدگان زیر زبان در سخن است
این چه متاننگا بهیست که از سخی ناز	هر طرف می نگرم سرخ ز خونین کفن است
این چه تابنده عذراست که از آتش او	داغها بر جگر سوخته مردوزن است
این چه خویش است که درم شده باز گلاب	این چه بویست که بزمین مشک خشن است
این چه راز است که کس واقف اسرار نشد	وین چه حرف است که افسانه هر سخن است
بنده تیغ نگا به که بهر معرکه	در پی فرج اسیران جفا صفت شکن است

آن جفا دیده ایام خیالم که مرا	چاکها از ستم بجز بجزیب بدن است
شعله آتش عشق است بفا نوس خیال	که منور ز شمعش شب تاریک من است
مخفی چند بل حسرت دیدار وطن	غنقریب است که در خاک فانی وطن است
آب حیوان نه اگر در تیر چاه ذوق است	طره زلف چو ابر لب آن چه رسن است
هم نشین چون بنیالت نشود مرد و چشم	پر تو شمع رخت روشنی چشم من است
از سرم تا بدم گشته همه جوهر تیغ	بسکه پیکان خندگ تو نهان بدن است
بعد مرگ به یحد خجلت عریانی نیست	کشته عشق ترا جامه خونین کفن است
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان غلام کرد مخفی بر سر مویم که با عضای تن است	
میان یه و دل روز و شب همین جد است	که کار هر دو در افشای راز و دخل است
میان عالم و جا بل برابر سر مو می	تفاوتی نبود تا که علم به عمل است
خیال خام برون کن ز سر بر ویلی	که مستی دل مجنون زباده ازل است
بهار و باده و بزم طرب غنیمت دان	که روز حادث و ایام عمر بے بدل است
ز آه و ناله ترا منع تا بسکه مخفی تسلیل لبیل بصوت با غزل است	
در مندان محبت را نشان دیگر است	اگر کوب کوب شناسا از امکان دیگر است
مغز دانش میگردد از سر دانشوران	پر تو این آفتاب از آسمان دیگر است
گشت سامان ز لیا صنف یک نوا می عشق	ساجران عشق را سود و زیان دیگر است
اگر کن قصه نکار به خطا آرد بچنگ	باز صاحب لبتان از آشیان دیگر است
از محبت دم زدن با کفر خان با رنج نیست	مزد این سود از قلم جهان دیگر است
کشته تیغ محبت را نشان زخم نیست	زور بازو به محبت از کمان دیگر است

در دمندی را نباشد با فراغت الفتی	طالب این راه را بر و نشان دیگر است
خواه خون دیده کن در شیشه خوابی خون دل	نشسته مستی می از ارغوان دیگر است
در محبت دیده باید چو ابر نو هسار	کین چمن را به نفس از نو خزان دیگر است
بوسه خون می آید از گلهای باغ عاشقی	بلبل این باغ را آه و فغان دیگر است
دست بر افتاده را گیر و بر آرد ز خاک	گوهر بالا خداوندان زکان دیگر است
شهره آفاق شد منصور و در نه هر زمان	بر سر داری انا الحق گو جوان دیگر است
عکس آن روشن کند در شب چراغ آفتاب	گوهر لب جانان زکان دیگر است
با سخن تاثیر بر قافون ایامی زند مخفی این بانگ جرس از کزوان دیگر است	
درس عشقت را بیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است
اختر اختر شناسان ترا	با فلک هر دم قران دیگر است
تا بکس سر گرم کار این جهان	این جهان را هم جهان دیگر است
از شراب عشق می سوزد جگر	نقل این می از دکان دیگر است
در میان خلق می جویند نیست	طالب حق را مکان دیگر است
راه و راه طلب را هر قدم	همه راه با کادوان دیگر است
همچو نور شید جهان هر ذره را	با غمت را ز نهان دیگر است
کس نمی داند که منزل در کجاست	هر کس از کاروان دیگر است
در دنیا بدیغ چشم حق شناس	مرد میدان را نشان دیگر است
در دنیا بدیغ هر کس اسرار حق	این معلم را زبان دیگر است
بد تو اقبال صاحب همتان مخفی از آسمان دیگر است	

این عشوه بتان را نه باندازه ناز است	دین رشته سلسل شده ناز و نیاز است
از روی هوس بچیز من شان دران لطف	کاین سلسله هر چند کشانی تو دراز است
چون عشق عنان گیر شود در درو معشوق	محمود غلامی ز غلامان ایاز است
نوسید شو با همه عصیان ز خداوند	کاین خداوند جهان بنده نواز است
مخفی بفغان کوش که در گلشن امید دل مرغ گرفتار و هوس چنگل باز است	
سنبل پروانه آتش طره گیوه تست	فقد در خواب مستی نرس جادو تست
یوسف ما چه یوسف بادشاه ملک حسن	روشنی کشور دل ز آفتاب تست
گل ز سودایت گریبان چاک اردو زمین	غنچه را چشم تنه بر نیم کوسه تست
خواه سوسه کعبه باشد ز غنچه سحر	طاق محراب گرفتار ان غم بر تست
لاف دین تا چند مخفی در لباس کافری شاهد حال تو در محشر سر هر موی تست	
روزگار نیست که مقصود فراموش من است	مهر شنیدن و گفتن لب کوش من است
نسبت با غم بچران تو امر و می نیست	عمر باشد که خیال تو هم آغوش من است
پای دل آبله و ضعف قوی ده چکنم	بار سخت گرانبار برین دوش من است
نشسته مستی می را ز دماغم ببرد	زهر آن میش که نهان بدل خوش من است
مخفی از گوش مرا بید تو بیرون نرود تا بود گوش مرا بید تو در گوش من است	
اگر دل اندر عشق داوانه و فریاد نیست	بادشاه عشق را آئین و رسم دوست
جوسه خون کم پروان ز دل بسوی چشم خویش	در محبت محنت من کمتر از فراموش نیست
تا بکس دستش بچران شکیبانی کنم	بیمروت این دل من ز آه من نوازی نیست

چند ترک عشق را تعلیم غور زیزی کنم	شعله عشق مست اوراجاجت استادت
باله کمتر کن زغم مخفی درین دیر کهن	
شادمانی و غم ایام را بنیاد نیست	
ما اهل جنونیم بیابان وطن ما است	بجنون سرشوریده و دل کو کهن ما است
ریش گل و گلزار شود دشت قیامت	آغشته بخون دل مابین کفن ما است
روشن نشود شمع مرادی شب قدر	جز آتش آن شمع که در انجمن ما است
بوسه که به یعقوب خبر داد زیوسف	پنهان ز صبا در بغل پیرهن ما است
مخفی بجز آن سازه که در راه محبت	
هر جا که بود غار مغیلاں چمن ما است	
گرم غضب گزند چهره چو عناب صیبت	نیست گرت قصد مازلف چو قلاب صیبت
گر تو نه من خورده شب ببولی کس	نرگس مست ترا وقت سحر خواب صیبت
مخفی رسوائی عشق گزند چو مجنون شدی	
دل همه تن غرق خون دیده پر کرب صیبت	
زلفت که اسیر جوج و تاب است	شمرنده ز روی آفتاب است
در سینه دلی هر آنکه دارد	از آتش عشق تو کباب است
مغرو رشو که چشم مست است	از جام غرور مست خواب است
ما مست شراب جام عشقیم	بدستی مانده از شراب است
بر روی تو طره پریشان	چون موج باد روی آب است
دنیا که نشیمن من و قست	بر موج آب چون حباب است
غافل نشوی که خانه عمر	ما چشم کشوده خراب است
مادم زده ز جذب به عشق	مخفی سخن تو را جواب است

دیر سده عشق چو قانون فانیست	خوبان جهان را بجز آئین جفانیست
بر دیده او پر تو دیدار حرام است	هر کاسه چشمی که پر از آب بگانیست
یعقوب صفت دیده منه بر تو امید	کان را کجایوسف همراه صبا نیست
عاشق که نشد کشته تیغ نگره دوست	در مذہب عشاق بران گریه و فانیست
تا گشتی سر زلف پریشان تو بر رو	جمیعت خاطر بدل با صبا نیست
زاهد تو و تسبیح و من و رشت ز نثار	در تیکه دل که دران بے ریانیست
چون گشت پریشان سران زلف پریشان	بر چهره زیبا اگر شمرد و غانیست
جان در کف اندیشه و اندیشه بے جان	آشفته و بے در همه فاق چو مانیست
بر کس منه گشت تعرض که نهانی	بایچ کس نیست که اسرار خدانیست
مخفی نشین بر سرده گوش بر آواز	
در قافله عمر حرس را چو صدا نیست	
عند لیبان وصل گل بے ناله و فریاد نیست	لیک گل خندان گلشن بے جفا نیست
مانا باشد کس ترن شاگرد شاگردان حسن	ما تمام است از محبت هر کرا استاد نیست
از پریشانی ما دشمن پریشان میشود	خون شیرین رخیت خمر خون از فراد نیست
جمع گل را نیم آخر پریشان می کند	زلف را بر تنه خون سایه ثمنشاد نیست
رنج و راحت را از ان مخفی تفاوت نشمر	
این فنا آباد را بنیاد جز بر باد نیست	
شب ز آهیم خرمین انجم همه بر باد رفت	هر چه بود در خاطر گردون بمن از یاد رفت
فهم صورت چون کن مجنون که در دین خون	صد هزاران معنی بکرازدل استاد رفت
دک ظلمت بس گرفت آئینه عدل جهان	روشنی در رنگ ظلمت از دل فولاد رفت
میکشد آخر فلک از هر که باشد انتقام	دید خسرو عاقبت زان انچه بر فراد رفت

از گل این بوستان چشم وفاداری مدار	کانه درین گلشن بس بر بلبلان بیداد رفت
رفت مخفی گزده تم نیمانی باک نیست	چون بهشت جاودانی از کف شداد رفت
بسکه الفت گریه را با چشم خونبار من است	رخسین برخاک ره خون جگر کار من است
یا وجود آنکه آزارم ز سرتاپا هنوز	گوش گردون مدون در فکر آزار من است
ایست در بازار راحت گریه که چو تمیم	شکر شد محنت عالم خریدار من است
یا رنست می نهد بیوده بگلزار ابر	رونق این بوستان از چشم خونبار من است
هفته هر جا برآرد سرز آغوش فلک	جستجو دارد و در فکر آزار من است
کرده ام تا طوق گردن رشته ز تار زلف	عقد به تنج راد دل ز زنا من است
مخفیان ز نهار خود بینی و خود رانی کن	کین بر نشانی من برین زینداز من است
زلف چو بخار رخ دلبر گرفت	دل ز مسلمان وز کافر گرفت
ناز تو با حسن چو شد دست باز	طرز ستم پیشگی از سر گرفت
آتش غم بسکه بدل شعله زد	از سر من تا بقدم در گرفت
عاشقم اما دوسه یاز توام نشست	مست جام عشقم و همشیا ز توام نشست
غم گرانبارست و من بیاد دل جلای دیگر	دوستان معدود اگر بیا ز توام نشست
که سر شک اندیده ز بیم گاه خونبار جگر	در غم هجران دوسه بیکار توام نشست
آفتابم آفتاب کشور دیوانگی	بچو سایه در پس دیوار توام نشست
طایب و تجانه و حاجی و کعبه زانکه من	بعد ازین با صورت دیوار توام نشست
دل سیر دام غم سیر گلستان چون کنم	در حریم کعبه یاز تار توام نشست

این دل افشده را خواهم بگردم از بدن	پیش ازین من بر سر سبزه توام نشست
یا تو خواهی بود با من یا غم جانان قریب	بچو بلبل پیش گل باخار توام نشست
داده ام دل با پر یوسه که مخفی یک نفس	دگلستان بگل رخسار توام نشست
غمکن بگل دلغ که باغ به ازین نیست	غم شوز پسته خود که سر غی به ازین نیست
نور نظر خانه دل شعله آه است	هجران زده را چشم چرخ غی به ازین نیست
مینای گلگون صنم و سبزه باقی	در خانه تاریک فراموش به ازین نیست
لب بر لب پیانده دسر بر سر مینا	مستان تر از هیچ دانه به ازین نیست
گر شیشه می گشت ترا ز می گلگون	خون دل خود خور که یان به ازین نیست
بشکاف بناخن دهن دلغ که مخفی	بر سینه ما پنبه دانه به ازین نیست
در چمن خا و جفایش بهمنی با گل گرفت	آتش حسرت ز غیرت بر دل بلبل گرفت
مخ دیل را پر تو حسنت چنان بیتاب کن	کز حرارت آشیان در سایه سنبل گرفت
قطع باد است بیدردی که از رویه من	که سر زلف پریشان و گس کاکل گرفت
دانش چون غنچه دل در همارستان همد	رفت مرغ روح مخفی گوشه کابل گرفت
نه هر سرتاج و تخت سردری یافت	نه هر اسکندر و سیمیری یافت
نه در هر چشمه آب حیات است	نه هر خضر و درین راه پیری یافت
نه هر جامه جهان جامه هان شد	نه هر آئینه اسکندر ری یافت
دلیف الشار المشله	

چونیت اہل کرم را کرم دعا باعث	عطاے دوست نخواہد بجز خطا باعث
بغیر خواست کرم کن کہ هست از ہمت	بہ پیش اہل کرم نالہ گدا باعث
چہ باک دست مروت اگر زمانہ کشد	بکار سازی مابں بود خدا باعث
وجود ما عدم آراشد و عدم فرسا	در آفریش مابین چہ چیزا باعث
پیاے سعی نیاید بدست چون دولت	محال عقل بود جتوے ما باعث
از روزگار شکایت نہ طرز انصاف است	چو در غبار دلم گشتہ دعا باعث
رواج سکے عشق کہ بر سر بازار	مس وجود مرا نیست کیمیا باعث
بروز واقعہ از ہنگامان مروت خواہ	وصال یوسف بیقوشب صبا باعث

از بار پس قیامت چہ حکم اے مخفی
چو بہر عفو گناہ است مصطفیٰ باعث

ردیف اکیم

توئی در ملک غنی صاحب تاج	ہیا بوس تو بخوان جملہ محتاج
بدست کس نیاید چین زلفت	رسیدہ پایہ حسنت بہ معراج
سیرجن تو با زلف پریشان	متارح کفر و دین را کرد تاراج
اگر غواہی خراج از حسن گیری	بمنت یوسف مصری دہد باج
اگر پابند عشقت دل نمی بود	ز اقلیم بدن سے کردم اخراج
بخون بے گناہان سعی کم کن	مکن روشن چراغ ظلم حجاج

ز طوفان سرشک دیدہ مخفی
شد آغردامن من بجز موج

بے شبنم رویت بچمن تشوہ نہایت	بے پر تو رویت برخ نمس ضیای هیچ
------------------------------	--------------------------------

روزیکہ محیط کرم مت موج بر آرد	بر موجہ ہر موجہ دو صد کویہ خطای هیچ
گر خون جگر در رہمت از دیدہ بریزد	بے حسن قبولت ز سمک تا بسایہ هیچ
بے دوسے تو کوین بیک جوستانیم	بے جلوہ حسن تو مرا ہر دو سراہی هیچ
رفتیم ازین غمکہ و جز غم ایام	در بدر قہ خویش ندیدم بقفای هیچ
آنرا کہ بجز دوسے تو روشن نشود چشم	آوردن بوی و خبر باد صبا بہیچ

مخفی بفغان گوش کہ در گلشن مقصود
بے زخم نہ مرغ چمن ساز و نوای هیچ

ماز و ستم یا خریدار دگر ایچ	ماییم و غم و گوشہ دیوار دگر ایچ
شیرین دی و خسرو عشرت گاہ مقصود	فرہاد و غم و تیشہ و کسار دگر ایچ
فروے قیامت کہت از نقد و عالم	ماییم و ہمین حسرت دیدار دگر ایچ
از انست اند غم عشق تو اگر جان	رسوائی ما و سر بازار دگر ایچ

بلبل بفغان ست کہ زین باغ گل دلغ
مخفی زردہ ام بر سر دستار دگر ایچ

ردیف الحاء المہملہ

مشاطہ صبا چو کشاید نقاب صبح	گرد و جمل بہ پیش رخت آفتاب صبح
ما آبروے خویش نہ ریزیم پیش غیر	مشکل کشایہ ماشہ چشم پر آب صبح
چون خضر کے رود ز پیے آب زندگی	ہر کس کہ یافت نشہ جام شراب صبح

یار و کرشمہ ناز و ادا و غرور حسن
مخفی تہا و در و دل و اضطراب صبح

تازہ میس و گل پر مردہ لانا م صبور	روح می بخشد روان مردہ را جام صبور
-----------------------------------	-----------------------------------

غنیچه تارکے خواب غفلت گوشه خستیم بال باوه را لب برز کن ساقی که بر میخوارگان بهر صید عن لبیان جتیاج دام نیست از فرغ روزه شب نیزان بسان آفتاب بزم مار نیست گر شمع سحر که گو مباح	دیده روشن میکند در باغ پیغام صبح طرفه یعنی بود آغاز و انجام صبح در گلستان برگ گل شد حلقه دام صبح نوری بارد چو باران ببرد بام صبح طعنه بر خورشید دارد باوه جام صبح
کم نه از بلبل مخفی بر آور ناله بر خردندان حرام ست خواب آرام صبح	
دم صبح بود در دم دمیدن صبح سزد که بیلو شوکت بر آفتاب زند	حرام محض بود خواب آمدن صبح شب سیاه ز نور چراغ روشن صبح
شکفته بلبل عشقم مخفی بچمن گل نسیم سحر چمنم از دمیدن صبح	
ردیف انکار المعجز	
چگونه نام تو را نیم بر زبان گستاخ طواف کعبه امید از برون کردم بغیر قوت بازو عشق قدرت نیست شب وصال نگه دار دیده پاس ادب چه حکمت است ندانم که با سپرد و رنگ تو یوسفی و چه یوسف که مصریان میسر	که نام تو نتوان برد بر زبان گستاخ درون خانه من شد چو میهمان گستاخ که مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ که عند لب باشد به گلرخان گستاخ ستارگان همه محبوب آسمان گستاخ نثار حسن تو کردند نقد جان گستاخ
سعال عقل بود عرض حال خود مخفی بدان گوی که در آن نیست پاسبان گستاخ	

بدام زلفت تو زد پنجه صبا گستاخ ادب مجوز اسیران که از نهایت حسن ز چشم زخم خیالت چو بید لرز ام ز افعال شده زرد رنگ گلگونش	سروشک دیده روان شد بر لب گستاخ بدو عشق تو شد دیده صبا گستاخ که بید ریغ در آید بیدیه گستاخ نهاده روزه بیای تو تا صبا گستاخ
ادب از مردم بیکانه کسب کن مخفی که بے ادب نشود با کس آشنا گستاخ	
عکس رفت تو شد چهره گلستان سرخ تو آن گل که به بهتان عشق روز ازل قسم به نور جبینت که دیده خورشید	ز آب روزه تو شد آب روزه مرجان سرخ ز رشک لعل تو شد لاله گریبان سرخ ندیده مثل لبست لعل در بختان سرخ
شانه خون دل از دیده آنقدر مخفی بجستجو تو در ره که شد بیا بان سرخ	
ردیف الدال المعطلة	
باز عشق آمد و آرام و قرار از ما برد دو دو بهم علم افراشت با یوان فلک کشتی دیده ترا کار بطوفان افتاد نیش اندیشه رگ دیده سوز بکشاد	مشق سودای جنونم طرف شود آمد رتبه کار مرا مشق جنون بالا برد مشق این گریه من کار ترا بالا برد سیل خوناب جگر به سوز دریا برد
مخفی شعر دل آویز چون شوره دل تیر گه پای دل از دیده نابینا برد	
یار سودای جنونم برد ماغم می خورد میرود بے اختیار از کف عنان اختیار	باغن آشفتگی بر زخم ماغم می خورد هر کجایا و محبت برد ماغم می خورد

رو بهر سو آورم از مخفیق روزگار	سنگ طفلان همچو مخون برانغم میخورد
تیره بختی بین که اندر خانه دهم و خیال	سیلی با و عادت بر چهره انجم میخورد
بس ضعیفم کرد غم از من نمی ماند نشان	خون دل چندانکه در فکر سر غم می خورد
غنی امید من مخفی حیان خواب گفت	جای آب از دیده چون گهاس باغم میخورد
زلف عشق گردون طناب اگر باشد	چه پاک بر رخ دلبر نقاب اگر باشد
بغیر تو حسنت نمی شود روشن	درون خانه دل آفتاب اگر باشد
مباد دیدن وصلت نصیب یده من	بریده ام شب بجز تو خواب اگر باشد
آه که ز دل بے اثر درد بر آید	گر آنش جان نوز بود بر آید
اگر خواهش پروانه ندارد زهر و شمع	در پیرهن سرخ چین زرد بر آید
گر تخم طرب کاری واز دیده دبی آب	در باغ محبت الم و درد بر آید
گر برده بزل ز رخ زیبات بر افتد	دود از دل غور شد جهان گرد بر آید
مخفی جگر کوه تنگافد دم صبح	آه که نهان از جگر مرد بر آید
غم زمانه ندانم چه مدعا دارد	که روز و شب به تنگای تو تفای ما دارد
ز سینه ناله زارم بلب می آید	شکسته بس کف پای خار ما دارد
دل ز گریه بیدار و از جفا فلک	نهان به دیده خون خنده و جله ما دارد
ز گریه دیده ندارد تفاوتی شب و روز	مرا خرق ز وصل تو تا جدا دارد
ز زخم ناوک نازت نهان به هر سو می	روان ز خون و طم دیده چشمها دارد
دل ز مرده وصلت شکفته می گردد	نیم کوه تو خاصیت صبا دارد

چه مقصد هست ندانم به ترا مخفی	که خفیه سوس تو بر دم نظاره ما دارد
باز مشب ناله زارم پریشان می رود	سیل شکم دست در آغوش طوفان می رود
بسکه در راه محبت لشک حسرت خیم	کشتی غم بر دوی موج طوفان می رود
غصه پیشاپیش محنت از قفا چون عشق	سوی وادی محبت خوش لبان می رود
مهر یوسف کرده مینا دیده یعقوب را	ورنه که از مصر بوسه تاب کنعان می رود
باعث بر سمن جمعیت دل می شود	گفتگو هر جا که از زلف پریشان می رود
جذب عشق است آنکه محل امیان کاوان	بر سر مخون مجروح در سیاهان می رود
بسکه گشتم تا توان از ضعف مخفی زیرب	ناله من بانفس دست و گریبان می رود
من قان نماز شامی که ز بے سحر ندارد	من و آه آه سوس که کی اثر ندارد
ز سر شک دیده هر دم در لاله گون بر کم	چه کنم که بجز دیده به ازین گهر ندارد
تو ز بوستان حسنه که نسیم نه نیاید	من و ناله های زار که لب گذر ندارد
بروای سر شک دیده ز خیال ناله بگذر	که دگر ز ناتوانی هوس سفر ندارد
تو و شیوه تغافل من و زخمهای تیغ	که بر بخت خون خلقه و دوش خبر ندارد
دل من اسیر مخفی به بلا بهیجرتا که	بجز از هوا و وصلت گنه دگر ندارد
من و آن شعله آه که شمع انجمن گردد	من و آن ناله زاری که ز صیح چمن گردد
ز بس که شب بچران من تنها ز تنهایی	ز خون دیده دامانم به زار شک چمن گردد
پریشان خاطر می دادم ز سوسه سوزنی	که چندان مسکنیم جمعی پریشان تر من گردد
توئی آن شمع خساری که هر جا چهره کشائی	چه پروانه بلا گردان دل صد روزن گردد

گلشن عنایان را حکره دفغان آرد	دل غمیده ام هر که که هم از سخن گردد
چو نقطه از خط هستی قدم بیرون است مخفی	دلک کاوش تا که بگرد خوشن گرد
دل تا که چو پروانه بگرد شمع غم گردد	شرار شعله آهیم بفرق سر علم گردد
نیاید شمع تهریز از شرح غم بجران	محرر بر سر انگشت گمشدل قلم گردد
نگردد دست است مخفی نهال قاضی کو غم	بهنگام طفولیت چو باز زلف خم گردد
تو گراز روی مشوقی اندر جام خواهی کرد	جهانی را با عشق پیشی بد نام خواهی کرد
کند زلف گرد امست و آن خال سینه	بسیر مرغ دل و جان را بریدم خواهی کرد
اگر آیین ناز این است و این طریقی تو داری	تو کار صد سحر را بیک نام خواهی کرد
عنایان ناز کمتر کش خدا را جانب وادی	که از جذب محبت و حشیا نزارام خواهی کرد
غم مجوری دوری منی گنجد بصدا نامه	مگر مخفی تو همی صبا پیغام خواهی کرد
برزبان هر که سخن زان جامه بگون میرد	در دواش مرغ دل از سینه بیرون میرود
آن پری از ناز صید مرغ دلها میکند	هر طرف افکنده بر رخ دایم بگون میرود
رخیم خون جگر چند آنکه در وادی عشق	هر طرف مینی چو چون و جله خون میرود
می کشد جذب محبت ناچار بی اختیار	در نه که از ناز لیلی سوسه بمجون میرود
خواه انسون کن تو مخفی خواه دایم لب	
که اینها از سر من عشق بیرون میرود	
من و آن شعله آهی که در جان کباب افتد	من و آن ناله زاری که در دل ضطر افتد
نباشد بوجع گریز عشق مضطرب گره	حرارت آب را در دل ز عکس آفتاب افتد

زهر زنجیره موی لالی چهره بنماید	ز خسارت اگر عکس شبی بروی آب افتد
گره بند به تار سوز زلف پریشانی	بقصد صید مرغ دل چو لایق چو مهاب افتد
زند بر آتش بجران پر امید پروانه	بر روی شمع هر مجلس ریشتر آن نقاب افتد
ز بس آلوده جرم ازین آلودگی ترسم	که هنگام سوال از من ملک اندر عذاب افتد
بدون بزم و نوشان سری از شعله افزاید	بر آتش قطره خونی که از سیخ کباب افتد
شکلبانی شکلبانی که در راه طلب مخفی	کسی کو تیز رو باشد درین وادی نتاب افتد
باز از سودا عشق کار از تدبیر شد	رشته فزانی در پائے دل زنجیر شد
عشق را نازم که هر جا انگ زد بر شیشه	خون دل در شیشه سگ جواش شیر شد
شد حرم دل مرا رشک نگارستان چین	بسکه نقش آرد در خاطر من تصویر شد
کاروان عمر مخفی بار رحلت را به بست	
سر بر آرزو خواب غفلت موم شبگیر شد	
ساز آتش سودا تو را را بسرفتاد	جز نقش خیالت همه چیز از نظر افتاد
شد رشک گلستان ارم وادی بجران	بس خون دل دیده که از چشم ترا افتاد
نازم بخندنگ ستم یار که هرگز	از شست نگرفت درون جگر افتاد
دیگر	
هر که دم در عاشقی از نام و ننگی میزند	هر نفس با نفس کافر کیش حبس میزند
می براید دل ز دست اهل دل هر جا که هست	ناخن آشفته بر تار چسب میزند
گوش گردون دون گریز دست از ارمیت	سنگ ماکامی جراب پای لب میزند
دعوت دانی و از ابلی طرز دگر	هر نفس شیطان نفیست ریو درنگی میزند
نغمه شادی سر آمد نشود گر گوش ما	ز خنده هر جا که غم بر تار چسب میزند

از محیط آرزو آرد برون در سیم	هر که چون غواص خود را برهنه میزند
گر نه تمیر محبت را بدست مخفی چسبدا	عشق پنهان بر دم هر دم خدنگی میزند
مریض عشق و ترسم طیب رنج من گیرد از آن رنج من نمی بیند طیب من که میداند لکن بطایفی چندی تحمل کن تو پروانه از آه می همد برقی از روز سینه می ترسم گوش از تربت مجنون رسد یا حسرت ایلی سر جنگ ست با مجنون از آن ابله سرعین تنک نظری بود ورنه شرار سینه آهیم تو خواهی در فغان باشی خواهی لبه لب لب	از گرمی تنم آتش بدست خوشین گیرد که از سوز جگر آتش مراد بر پیرهن گیرد که شمع از جهره افروزی نشاط انجمن گیرد که چون برقی همد از تیشه اندر کوهن گیرد شهادت عشق که آرام در گور و کفن گیرد که در درس محبت نکشته بر سر سخن گیرد ره آمد شدن نظاره را بر مرد و زن گیرد محال است ای کمال را باغبان اندر سخن گیرد
زبان در کام کش مخفی دپای صبر در دامن	که آخر نیچه شاه ولایت دست من گیرد
بر یاد تو شب بیل سر شکم جگری بود هر طرف که اندیشه من ساخت شکستم از آتش غم گرم نشد این دم سردم بسیخت نفس سلسله آه و گرنه انگشت تاسف بزمیدیم و گدشتیم گردیده مرادیده یعقوب کجارت	در موج خون کشتی چشم سهری بود چون کار مرا عمر بهین شیشه گری بود از بسکه با هم اثر بے اثری بود این سلسله تا ننگره عرش بری بود بر عمر تلف کرده که در بختی بود آن بود که آغوش نسیم سهری بود
مخفی بر خشت برده امید وریدند	از یاس چو کارت همدم پرده دری بود

آن دلی باشد که گرم از نشه هاست شود بر خیزد از زمین افسرده دل کز زنده دل یک قدم از خواهمش دنیا اگر بیرون نهی ره خطر ناک ست و منزل و مقصد ناپدید از بنای عمر یزد نه نفس خسته بریر نشه راحت به بخشندی مثل گردک ببرد	دل بود آمل که گرم از مالهاست می شود درمی و عطش سراپا نعره یاسه شود بر سرست ترک کلاه فقر تاج که شود آه یارب این چنین وادی چگونه طے شود بیخبر این خشت ریزی زین بنای که شود ثانی آئین هوای بوستان که شود
مخفی از مت نشد گرم و گذشت به کام و	بازداری چشم خود را باز فصل دے شود
دردم ز درد کوهن افزون نوشته اند از جود معاز خشم نشان مخواه دیو انگیزست سعی بتدبیر عقل در اے نازم بقدرت که ندانست هیچ کس	لذق مرا بدیده پر خون نوشته اند کین را از سر مهر با فسون نوشته اند آنرا که سر نوشت چو مجنون نوشته اند بر صفحہ زمانه چه مضمون نوشته اند
مخفی بدرد خون در میان جوارس	کین نکته در کتاب فلاطون نوشته اند
ز رویت پر تو نور اگر بر آسمان افتد فروغ حسن اگر نیست و متفنا چنین باشد چو باغیا نشینی بکام خویش از عبرت کشید آخر بر روانی از عشق کاری ترسم	فغانی روز رستاخیز در کون مکان افتد بانگ فرستی آتش بجان انس جان افتد مرا آتش مثال شمع اندر استخوان افتد که آخر از پنهان در زبان مردمان افتد
بصدافنوس و نو میدی ز عمر دفته یاد آرد	چو مخفی را نظر بر چشمه آب روان افتد
باز از گریه مرا کار بطوفان افتاد	دعده وصل به بیداری جبران افتاد

چشم بر راه تو بس گریه کنان برستم گر گرفته ره دادی سلوکست چه عجب	نخست نخت جگر من از سر مرگان افتاد کار مجنون ز غافل به میان افتاد
مخفی از دام غم آزاد نه گردد هرگز هر که در حلقه آن زلف پریشان افتاد	
نه اگر سر عشق سر زلف یار دارد بیکی نباخت نزد سر زلف برده لها	سر سنبل پریشان ز چه تار تار دارد بخدا که داد گیرے نه چنین قرار دارد
شب عیش با ده کم خور بولے کامرانی بچه خوشدلی بخند لب غنچه امیدم	که نماز شام مستی سحر خمار دارد که نه از خار حسرت بدل فگار دارد
بهوای شادمانی نشین شکفته مخفی که هنوز محنت و غم بدل تو کار دارد	
لب لعل تو خون ساغر و پیمان می ریزد ز حال خطم هر یان مباحش المیغ دل غافل	گل روزه تو آتش بر دل پروانه میریزد که صیاد از برای صید پنهان دانه میریزد
بمخض ز آتش دل شمع زان ستانه میوزد نزد و سیه یار میدانم که قصه جان من دارد	که پنهان شعله از بال و پر پروانه میریزد که زمین ناوک بیدار مستانه میریزد
نماند بعد از این رونق بدریا بر نیسان درین دیر که من مخفی ز مجنون ست این امین	برایان صدق ز آتشک بس روانه میریزد
در وفا آئین و رسم دوستداران را چه شد وز تو میدی نمی پسند ز حال من کسے	من اگر دیوانه گشتم بهوشیاران را چه شد بهفتینام کجا افتد یاران را چه شد
ظلم و بیدادی این دوران و نازد گذشت در گلستان تنهای گل سیراب نیست	مخفی قحج و طرز سنگ باران را چه شد تازه کار بهای ایام بهاران را چه شد

از زمین دل نمی روید گسپاه خرمی نیست مجنونی که از دوسه رونق باز عشق	ابر رحمت را چه آمد پیش و باران را چه شد طوفان بگون حسن گلزاران را چه شد
از محبت ناله و زاری نمی آید بگوش مخفیا خار و تنگ کاف کو بهاران را چه شد	
کیکه عاشق خود بین و خود نما باشد درید غنچه زبید از صبح سپید آهن	همیشه بر در عشق چون گدا باشد رواست مرغ چمن را که مینوا باشد
ز حسن روز فزون تو دیده می گویم چهار که بر تو کنم ثابت از استمکاری	که گرفتار شود عالمی روا باشد میان من و تو حاکم از ادا باشد
دل گرفتار مخفی شکفته می گردد زمانه که دران حرف آشنای باشد	
بر سینه ز بس درد و غم بهجر جفا کرد شب دیده بدل قطره غمی نه نگاشت	از ناله فروماند دل و ترک وفا کرد ای بهجر چه گویم که مین گریه چها کرد
در راه طلب همزه با کس نتواند بلبل بچین ناله حسرت زده دارد	غم بدرقه و غصه قفا را چه کرد گل بازگردست در آغوش صبا کرد
از درد دلم مرغ هوا را که خبر کرد بخت سیاه بود نهان از نظر خلق	در باغ دلم با صبا را که خبر کرد شب را که نشان داد غدا را که خبر کرد
با جور و جفا بود دلم را سر لطف برسم شدن زلف تو جمعیت دل بود	زین واقعه را باب و فاعل را که خبر کرد با شرم که این گفت و حیا را که خبر کرد
از دوسه رایا که جفا می تو مرا بود من بودم و اندیشه اقلیم قناعت	غمنا که شد دوسه را را که خبر کرد که عرض بشه کرد و گدا را که خبر کرد

مخفی بتو در خواب نمودند و اسے باد در چه کس گفت بلار که خبر کرد	
دل که بهم شد نغم الفت بشادی کم بود بر امید وصل عمری میتوان در هجر است	خاوی غمیدگان در حلقه ماتم بود گر بنای عمر بے بنیاد و نامحکم بود
ناصحا از گریه بسیار منع مکن بے پری روستے نباشد نشه در زم سے	کز سر شکدیده باغ آرزو خرم بود سے اگر آب حیات و جام جام جم بود
مخفی از غمهای هجران فکلبانی مکن کز فکلبانی دل ناشادمان خرم بود	
فکنه عشق بهر خانه درون سے آید خانه دیده ازان ست منور که نهان	یغ بیداد بکف از پئے خون می آید دمدم شمع خیالت به درون می آید
دل که عشق تو ز من برد یقین دانستم بهوای گل روستے تو بهنگام بهار	کز سر زلف بتان پوسے جنون می آید لاله باداغ دل باز خاک برون می آید
مخفی در غم ایام ز اغیار منال هر چه آید بسیر از بخت زبون می آید	
شدم ز دست و دل دلمانی آید لقو در فونی دیده صرفی ل کرم	اسیر در دم و تیر بلا نمی آید هنوز بر سرم آن بیوفانی آید
شدم به کوی محبت ز خویش برگزیده تمام عمر کنعانم از جدائی رفت	بگوش من سخن آشنائی آید ز سوسے مصر نیم صبا نمی آید
از دم دفاتر ایام را بے برهم کشاده نافه زلف تو تا گره از لاف	بچشم من سخن مدعا نمی آید نیم صبح ز سوسے خطا نمی آید
بغزم کعبه جانان سفر گزین مخفی	که فلفل از در شاهان گلانی آید

چه شد که اشک ز چشم برد نمی آید بجیر تم که ز شوکت چه بیب چاک نم	چه شد که ناله من از گلونی آید چه چاک سینه مرا در فونی آید
بس ندر و هجران غاسم پریشان می شود مدعی از چشم گریان دلم غافل مباش	خمار از سرستان نمی رود مخفی بمجلسی که سے اندر سبونی آید
می رود و خون جگر از بس ز راه دیده ام خانه عمر تو می ریزد شب و روز از خاک	هر که بیند ویم از دیدن پشیمان می شود قطره قطره رفته رفته موج طوفان می شود
مخفی از نهار از درد پریشانی منال کز صبوری کار دل آخر لبان می شود	گوشت ویرانه ام هر دم گلستان می شود تا بکے غافل نشینی خانه ویران می شود
روز نو میدی چو آید آشنادشمن شود هر که پیش از وقت دران خواه در دل شود	عزم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود گر حکیمش بوعلی باشد و اد دشمن شود
چون ز لبیل بخت برگردد بر غم باغبان رو بسوسے هر که آرم رو گرداند ز من	حسن گل را جنبش با دصبا دشمن شود بخت چون گردد زبون بر من قباد دشمن شود
بر مرد ما و ز در هم اگر باد مراد در محیط عافیت هم با خدا دشمن شود	
نیمت مخفی در دل با کسی چون دشمنی هر که با دشمن ست او با خدا دشمن شود	
هر کجا موج غم عشق تو شبخون دارد لاف دانش زنی کز غم نادانی خود	پای خود عقل ازان سلسله بیرون دارد دل پر داغ و خاک فلاطون دارد
گشت تکرار بے نامه عشق تو سوسے نافه که کرد غلط راه حرم با کسی نیست	کس ندانست که این نامه چه مضمون دارد فیض صد کعبه ستر سرت مجنون دارد

روز و شب دور فلک سبک آغوش من است	الفت نیست بمن گردش گردون دارد
میرسد دم زدن از عشق کسی را که بدم	دیده اگر گریه مستانه چو جیحون دارد
دیده از اشک تنی زان نشود مخفی راه	که شب در روز نظر بر دل پرخون دارد
باز موج سیل شکم دم ز طوفان میزند	چشمه سار دیده ام پہلوی عیان میزند
این سر شوریده سوداے جفونی میزند	دین دل دیوانه ام دم از سیان میزند
هر کجا خواهم نشینم از پستی برخاستن	خاطر آشفته ام دستے بدامان میزند
جمع جمعیت چه سود از دل که راه عاقبت	فتنه اسے گردش دوران پریشان میزند
بسکه در آوده ام پنهان بزم پیرین	بر تنم هر مو که بینی زخم پیکان می زند
بنده عشقم که هر گه پاک از او بر رکاب	بے محابا غیش را بر قلب ایمان میزند
آتش افروزان حد لا سینه مخفی که باز	آه آتشاک آن آتش بدامان میزند
جانب اهل نظر گر نظری بکشایند	از در عیب بروی تو درے بکشایند
طالبان بر دفت چرخ زنند تیر دعا	از کمان خانه دل گر سحرے بکشایند
شاهبازان تو بر کنگره عرش پرند	بهر پرواز اگر بال و پرے بکشایند
دوش میگفت خبر دار حرم در گوشتم	که در خانه بهر بنجرے بکشایند
گر در کعبه برویم بکشاید مخفی	صبر دارم که بروی دگرے بکشایند
از جفا اهل وفار انقض پیمان کے شود	جان سپار سیخ ہفتنا پشیمان کے شود
عاشقان از خواہشی جز خواہش مشوق میت	تا گلستان شگفتہ بلبل غزلخوان کے شود
تا پریشانی نگیرد در پریشانی کمال	جمع جمعیت بہم دست و گریبان کے شود

نیمستی آمد وجود ہستی اہل وجود	کافر از حرف مسلمان مسلمان کے شود
گریر را داروے غم گوید حرفی بیش نیست	بر جرأت سودن الماس دران کے شود
ملحی نہ شکیبائی کلید قفلهاست	کار میمان و مصیبری بمان کے شود
تا اگر دود شعله افروز آتش دیگ حسد	نخ یوسف بر سر بار از ان کے شود
در ندانی در نیاید تا طعام بے نمک	حاجت دست تناول با بکدان کے شود
لذت دروے اگر یاکم بصد جان میخیزم	جنس نایاب ست لے مخفی فراوان کے شود
چنانکہ در حرم خاص کس نمی گنجد	درون سینہ تنم نفس نمی گنجد
بہر دیار کہ فریاد عشق برخیزند	دگر نشستن فریاد رس نمی گنجد
گرفته تنگ چنانم غم تو در آغوش	کہ مرغ روح مرا در نفس نمی گنجد
بذکر آن لب شیرین لب ادب بکشاد	کہ با حلاوت ایمان نفس نمی گنجد
در از گردن محل بر آور اے لیلی	کہ در طریق محبت جرس نمی گنجد
نہادہ پای خیال تو تا بخائے دل	مرا بدیدہ خیال ہو س نمی گنجد
شراب عشق کشد بر ملا زمان مخفی	کہ در بلاد محبت عس نمی گنجد
شرکت دیدہ ام شب چنان ستانی آید	کہ پیلاری برون از تن دل دیوانہ می آید
بخون آغشته دل چندان بزیخاک پنهان	کہ بوی خون دل از خاک این دیرانی می آید
از ان بر دل مرا ہر دم شکستے شکست آید	کہ تنگ درد و غم بر سینہ دیوانہ می آید
مشو مخر و جاہ ایدل کہ ہو گوش اندازی	صد لے گنج قارون زین کہن میلانی می آید
بیایے شمع شد عمرے غمی بنیم پر و بالے	نہان از دیدہ مردم مگر پروانہ می آید
زین شوق جنون دارد در راہ بخودی ہر دم	بطوف شہید دیوانہ ات فرزانی می آید

گرفتیم آینه‌ان الفت بهم چشم غم مخفی که در چشم خیال عاقبت بیگانه می آید	
بر مراد مانده این گردون دون کم می رود این دل آزاری فلک بامانه تنهامی کند نیستم از دوه خاطر چون بدور روزگار نازنینان یا نه داز ما هر جا بر زمین نیست آن بیدار زخم عشق را لذت بخش شیشه را بکشاد بهن ساقی که اهل فراق را ترک خود را نمی نماید که در درگاه عشق	بر مراد دیگران هم کردن غم می رود همه آیین ست کردوران آدم می رود شادمانی دست در آغوش ماتم می رود همچو بخون صد هزاران رافرا هم می رود کز پئے عیسی مریم بهر مضم می رود جفت می آید بران عمری که با غم می رود هر که می آید ز خود بیگانه محرم می رود
مخفی نزد یک اهل محبت دون بهتی ست هر زمان آنرا که ذکر نام حاتم می رود	
بسکه بیداد و ستم بر من ز گردون می رود خورده ام خون جگر چو آنکه چون مینامی آینه‌ان جاکرد مهرت کردون سینه ام بجراحت نیست یکدل اندرون سینه آب حیوان گر شود دریا و خضرش ناخدا	مرغ روحم از قفس هر خطه بر من می رود جای آب اندیده من اشک گلگون می رود نه بر بند و نه بجور و نه بافسون می رود بسکه در دلهای خیمالت بهر شجون می رود کشتی بخت زبون در موج خون می رود
مطلب از جاه و بزرگی دل پرست دوست در نه مخفی در زمین بهنج وقارون می رود	
آفتاب حسن هر جا آتش افشان میشود گر چشم تربیت بیند فروغ آفتاب بارقربان ترک صحبت کن که در کار عشق	سایه اش طره زلف پریشان میشود هر کجا سنگ بود لعل بدیشان میشود از هجوم عندلیبان گل پریشان میشود

از صبا پیوده گلشن بار منت می کشد شد ز دست گریه آخر خانه چشم خراب حق بخون دست ترک کوسه لیلی گر کند غم که از حدش فرون باشد نشاط خرمی گر بچوش آید تنور دپده غم دیدگان	خون چشم بلبلان ز سبکستان می شود سیل چون آید بنای کعبه بران می شود عشق چون غالب شود مسکن بیابان می شود خارجون بچشم شد باغچه خندان می شود ناخدا اگر نوح باشد غرق طوفان می شود
مخفی چون عندلیبان از پریشانی منال صبر کن کز صبر کار آخر بسا مان میشود	
چنانم دل ز بیم مدعی در سینه می لرزد بوقت عرض اگر دست و دلم لرزید معذورم از باد فتنه و گلشن ز چشم بلبلان پنهان از ضعف ناتوانیها که از بخت زبون دارم ز بس از گردش گردون و دل بهت هر ساله گرفت و گزید و بیلوی بطر ز دشمن دادست	که طفل از روز شنبه در شبک دیر می لرزد که بخود رسته دار از رسته دیر سینه می لرزد دخت بید بخون رادل تنگینه می لرزد مرا امسال دل از محنت پارسینه می لرزد دلم چون عکس آئینه درون سینه می لرزد که مفلس در پلاس خرقه پشمینه می لرزد
زیر خاک اگر مخفی بیاید بیدرم مورس ز عدل روزگار از قنوت بچینه می لرزد	
من و آن سر که صد روز از جاناتان بغل دارد ز دستت گردون خندل کن اندیشه از بلبل ملک را در فلک پنهان بدام عشق اندازد تو بهر حم و جفا و من آزرده می ترسم دو چشم گریه آلود و دلم چون بیدی می لرزد گل هر بوستانی را که بینی زیر پیراهن	من و آن دل که صد ناوک در میان بغل دارد بجای دل امیر عشق افغان در بغل دارد اودا به که آن زلف پریشان بغل دارد که آه سینه مجروح پیکان در بغل دارد که اشک دندان موج طوفان در بغل دارد گلستانی ندای یاس پنهان در بغل دارد

رازهای سر و منطلو مان خد مخفی که هر کسی بزرگ آلوده صد پیکان پنهان در غل دارد	
راز تو کلامیست که تفسیر ندارد بشکست خرد خامه و گرفت و اقم مسجد کو اکشیدن یوسف صنت صد سال دین ده کند مر حله طر از خمیدن معشوق بغیر گنه از ناز سودای سر زلف تو در دینه نهانی در نهیب نام زدن از عشق محرم است یا عدل تو گواش جابت شنو نیست از جنبش باد که ترا خانه خراب است	ناز تو پیا میست که تقریر ندارد در کنه کمال تو که تحریر ندارد روشن شده خوبیت که تعبیر ندارد گر راه عشق تو شب بگی ندارد تقدیر اتمیست که تدبیر ندارد در پای دلی نیست که زنجیر ندارد مرغی که هوا گل کشیده ندارد یا ناله من پیش تو تاثیر ندارد این خانه خراب این همه تعمیر ندارد
مخفی بخزان ساز که بستان تمنا چون نقش خیالیست که تصویر ندارد	
محبت تا بودی جنونم رهنما باشد بریدم از وطن الفت بغیرت زان گرفتار کشاید دیده گل را که بسین زانال لبیل زنا کامی بر دول نه تنها من گرفتارم اکن از نشیه ماضی مشور فکر مستقبل	دل در قید زنجیر سر زلف تو با باشد که در تنهایی غریب خیالت آشنا باشد اگر بوی زپیر این همراه صبا باشد بجام هر کرایه بینی بر دوی مبتلا باشد غنیمت دان همین دم را که ایندم کمیاب باشد
چو تدبیر خلد ندی برون از حد تدبیر است اسیر فکر غم مخفی که چندین چرا باشد	
بوس جان از نفس سوختگان می آید	که نیم سحری مشک فشان می آید

سرمانند همه در دل غم پرور ما نوح را معجزه آنوقت مسلم دارم	
راز شمع است که از دل بزبان می آید که ز طوفان محبت بکمران می آید	
دیگر	
من و آن حلقه زلفی که زنجیر صبا گردد نیاید بوی زپیر این بغیر از جانب یوسف بنازم زلف خوان را که هر سایه انگندن نه با بیکانه بشیند نه دار و الفت خوشایان سپردم دل بسودایت که شاید بانو اگر دم ز تاثیر جنون ششم چنان مشهور در عالم کش داری میانی صبا پیوده در خمیر	و آن پر تو حسن که عالم را ضیا گردد همه عمر اگر یعقوب دنبال صبا گردد گفته سبیل شود بر رو گیسو بانها گردد و آن کو با سر زلف پریشان آشنا گردد چه دایتم کزین سودا دلم هم بینوا گردد رسد با کمیای چون من خودش کمیاب گردد که در چشم گرفتار ان غبار تو تویا گردد
بکام خوشی تن مخفی محال است آنکه نشیند بجنون چنین شو عالم	
کس که ز جنبشین خود بنا کامی جدا گردد	
دلی که محرم درد تو در لریا گردد بهر دیار که گردد بلا بر انگیزد لکن تکبر جاه و مناز بردولت ز داغ درد جدائی دل ملک زرد من و محبت و در سر ملوی خودانی	چسان بگردم بیگانه آشنا گردد مرا بدیده امید تو تیا گردد که از اول مخالف غنی گدا گردد دران زمان که دلی از دلی جدا گردد که سایه اش بسر مسایه بکاو گردد
دیگر	
شب گذشت شمع در روشن نبرم مانده برخار آلوده و آست بدست آتش است ظاهرو پنهان زهر خاطر مده در دنگلا	صبح شد در خواب غفلت چشم نهاندا نشد آب و آتش جز نبرم میکشان میجا نشد فتنه کوکان کره هر زمان پیدا نشد

بوسه یوسف کرد و مینا دیده یعقوب را بے مری چیکس در هیچ جا کارے نساخت نے مرا آرام در شهر و نه در وادی قرار	در نه با باد صبا چشم کسے بنیانشد بے مددکاری ابرے قطره دریا نشد بہچون در عشق مجنون دگر پیدانشد
شد چنان مخفی ز دستم دل که چند آن شب در درون سینه زان نام و نشان پیدانشد	
غنیہ لعل لببت گراز تغافل بشکفت گر صبا آرد شمیم پیرین سوے چمن بر دماغم میخورد از سید باغی بوسے گل غنیہ طبعم نمی خند و بشورتان ہند	بشکفم چون بلبے نزدیدن گل بشکفت غنیہ را دل درون سینه چون گل بشکفت خاطر آشفته ام از نشہ مل بشکفت ہستے یاران کہ از گلزار کابل بشکفت
تخل	پادمان محبت کش کہ مخفی عاقبت در بیابان لاله را دل از تحمل بشکفت
نومید ز دیدار تو تا چند توان بود لب تشنه و دل خسته و سر گشته و حیران گر گفت دشمن و غم هر روز نباشد پس یا نہ امید تو بشکست و لا چند	تا چند امید تو فرسند توان بود با درد و غم سحر تو تا چند توان بود صد سال بزنجیر بلا بند توان بود بہودہ زان دیشہ پیوند توان بود
مخفی قبح تو بہ شکن بر لب دل ریز آشفته چمن چند سو گند توان بود	
در دلم تا کہ خیال جام مینا بگذرد بگذرد ہر گر خیال عاقبت در خاطر بر محبت میفراید بر سوزار عشق شب شود ہر روز بر امید فردا بگذرد	بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد شعلہ آہ دلم از سفت مینا بگذرد بر سر عاشق ز روانی چہ غوغا بگذرد حیف زین عمری کہ بر امید فردا بگذرد

بعد ازین مخفی من و پاس دل فارغ ز غم تا کہ عمر گرامی در منت بگذرد	
ستم از گدشت آہ سحر افروختن دارد تم گاران نیدام کرا غارت کند شب دل آفرہ ام تا کہ درون سینه ام باشد اگر پروانہ را سوزد پردہ با سے عجب بود ببردی داد اول لے فلک از من غاکردی بناسے می نہی ہر روز بقصر امل از نو ترا صرف غم دنیا تا می عمر شد مخفی بکار آخرت ہم ساعتی پرداختن دارد	بزم گزودہ تیرے نالہ انداختن دارد سپاہ نالہ و آہم ہوا سے تا ختن دارد چو گل پشورہ شد از دست خود انداختن دارد درین آتش سراپا شمع جان بگذاختن دارد ز ہر امتحان یکبار دگر باختن دارد ز بہرین محقر خانہ ہم ساختن دارد
ستان شب مستی در میخانہ بہ بندند تلا از نہان سے و ما فاش نکردد در بزم طرب شمع اگر نور نہ بجشد ارباب سخن عمر گرامی بہ عبت رفت	در زامخ محرم و بیگانہ بہ بندند اول دہن شیشہ و پیچانہ بہ بندند خاکستر من بر پر پروانہ بہ بندند تا کہ سخن پوچ چو افسانہ بہ بندند
تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد مخفی تو غم عہد بزگانہ بہ بندند	
دل ز دستم رفت یاران فکر جان دل کنید پیش لایق ز دانش دم زدن تو کمیت دل درون سینه و از دل نمی یابم نشان زندگانی خافلان خواب خیال پیش نیست بسکہ بدل دلم دارم لالہ روید از زمین میکشان ساقہ ستم چہ بود پذیرد ہمد	مخ دل را یا بدست آری یا بسمل کنید گفتگو عقل را با مردم عاقل کنید نکتہ بجان معانی حل این مشکل کنید حیف و قاتی کہ صرف صحبت جاہل کنید بعد مدول گر مراد فون بزیر گل کنید تا ز جام آردیم مست و لایق ل کنید

شد تباہی کشتی عمرم بطوفان بلا دید و دل تابکے اندر نشه ساحل کنید	
من و عشقی کزان آتش شمع جانم گیرد ز بس اشک ندامت رخیم از دیده می ترسم چنان شد روشنی در دهر ناپیدا که در دیده غریب بجز اندوهم باین امید خرم ندانم	من و دستی که غار حشمتش دامن من گیرد که عالم را مباد و موج طوفان من گیرد چرا غم روشنی از ظلمت زندان من گیرد که شاید دست من باز گرد جانان من گیرد
ز سینه شعله آهی پریشان کرده ام مخفی که شاید آتش در خرمن بجران من گیرد	
کدام دل که بے فتنه ننگه نه رود دست که جرمه کش باد و محبت شد آب زمزم و کوثر اگر بشویندش بجز رجز و ستم ملک دل خراب مکن	کدام دیده که آتش بجا که ره نه رود بسیه بنگه و طوفان خافت نه رود ز درخت سیه گونه سینه نه رود که بر ولایت ویران امور شسته نه رود
ز گفتگو رقیبان مروز جا مخفی کسی که محو نگردد ز جا ننگه نه رود	
هیچگاه باد صبار را به بیابان مانده خون دل چندانکه لبیل ریخت بر طوق چین بسکه دارد تیرگی بخت سیاه مانده نشسته سستی چنان باشد که از مینای بخت	تازه از بوس گل هرگز دماغ مانده یک گل خندان گلشن بهجوبار مانده از بر آینه تاج روشن چراغ مانده غیر خون دل شراب در آیان مانده
مخفی از بهر الفت در بساط روزگار کوغم و در دے که اول در سراغ مانده	
بسیه آتش شوق تو تا وطن دارد دل دماغ محبت چمن چمن دارد	

در تیغ غمزه جانان درون سینه نهان ز دست جوهر اودت دلم جو غنچه شگفت بزریر خاک تنم راجه حاجت کفن است چیز زخمها که دل ناتوان من دارد	
دماغ جان سخن تازه می کند مخفی میان زلف سخن با فرسخ خشن دارد	
گرفتارے که دماغ دل به زیر پرین دارد ز خان مان چو گدشتی چه در گشتن چه در کفن کهن نیست این دنیا بکاری که از هر سو سز و صحرای محشر را که رشک گلستان گردد	ز خون دیده دامن را به ز رشک چمن دارد گرفتار محبت هر کجا افسد و طعن دارد نهان در زیر پرستی هزاران کوهن دارد اجل نهان بزریر خاک بخیلین کفن دارد
دل غمزه مخفی ز بار غم آهی نالد فغان از ناتوانیهای جان خوشتن دارد	
سودای عشق گر ز دماغم برون کشند گیر که زخم سینه بر هم شود و علاج نه بهرم به لبیل و نه محرم بگل خواهی ز دروغ خواه ز باغم برون کشند	یار چنان ز گلشن دماغم برون کشند از دل چگونه آتش دماغم برون کشند خواهی ز دروغ خواه ز باغم برون کشند
گشتم چنان ضعیف که از ضعف خوشتن مخفی درون خانه سر غم برون کشند	
در قنای لب مینا اگر ساغر کشد هر که بر یاد تو می نوشد بران باشد حلال بسکه با پروانه دارد کینه در دل باز شمع بوسه خون آید از آن باوایه بوسه خون	تخت بخت دل بیادت از دو چشم بر کشد گر درون کعبه مستی آید و ساغر کشد گر بسوزد انتقام خود را خاکستر کشد سبز و گراز تربت من بعد مردن بر کشد
هر کلب بر لب نهد جام محبت بایش بچو مخفی ز عکس شعله او در کشد	

گر باد صبا صد ره پیغام بگوش آورد گر نرم طرب این مست گنجایش آن دارد من بنده آن نه لطف کز سلسله آزادان ساقی قدحی پر کن زان باده که از کسمش	بهوش محبت را مشکل که بهوش آورد خوشید صراحی را پر کرده بدوش آورد در قید گرفتاری صد حلقه بگوش آورد در سینه زبیدی دل را بخروش آورد
مخفی به درون دل از آتشش مایوسی تا چند تنه را چون دیک بخوش آورد	
فغان بلبلان آتش بهر گلشن اثر دارد بکین من کمر بسته گمراست بخت برگشته گمسه پروانه میوزد گمسه شمع از جدها بجای آن که شود حاصل آب سانی که شد عمره مگر چشم مست تر پای زین جغای پیشه شدم یعقوب بچران دنیا بدو بے پیران جغایا تمکنا را خد را ز راه مظلومان	مگر در دلم آهسته بدنبال سحر دارد که از روزی که هر روز عالم را تیر دارد بجای هر کوا بینی تو داغ بر جگر دارد ستم از دوس قدرت دست با منی که دارد که هر جا میروم این کج نهادم در نظر دارد پس را نیست آن مهری که در خاطر دارد که تیر آه مظلومان نهان در سنگ اثر دارد
بکار کس نمی آید هنر مخفی درین عالم خر عیسی هنر مندست گرد در کسب زردارد	
دیده را بادل کدوش اتفاق افتاده بود بر سر هر خار و ترکان مخفی از دل بسته بود بسکه از درد جدائی بیقراری داشتم دفتر دانشوری را من مرتب ساختم	کز فغانم چرخ گردون در فراق افتاده بود چاشنی درد بجم در فراق افتاده بود ناهامه زار من تا صبح طاق افتاده بود در نه این ادراک عمر بے سیاق افتاده بود
چشم خون آلوده مخفی از دل شب تا سحر آتش از بی طاقتی با طمطراق افتاده بود	

ساز خاکم به خاک نشان خواهد بود بر امید لعل وصل تو بهر شام و سحر نقد جان را بده و جنس محبت بگیر تا بود گردش ایام بهم ناز و نیاز رفت هنگام بهار و گل داغم نشکفت باغبان غره بخوبی گلستان نه شوی عنقریب است که از اشک اسیران ستم بر سر راه فنا باش با مسدودت آخر دور شد و نشه بجایار نه شد	چشم امید بر اهت نگران خواهد بود مرغ روحم به بدن نعره زنان خواهد بود تا بکے فکر و غم سود و زیان خواهد بود بچیز خجیر و فاکش بکشان خواهد بود تا بکے عنقه درین پرده نهان خواهد بود کز بے موسم گل فصل خزان خواهد بود سر بر پشت جهان آب روان خواهد بود که برین راه گزیر پیرو جوان خواهد بود مگر این نشه بدورد گران خواهد بود
تا ز جان هست زرق در ره جانان مخفی بنده بنده عشق از دل و جان خواهد بود	
از غم مرغ دل آتش سوخته گزاری آید مشو آزرده دل مجنون ز رنگ کوکبان آید ز بس فریاد و تیشه که بے ستون عشق سر آسودگی داری سیر ابل ملامت شو چه غم گر بر سر کویت برنجیر جنون آیم زبون تر میت گم هر روز از دوزخ طالع گروه عافیت کیشان خد را ز موج طوفان بطرف کعبه لیلی از آن مجنون سنی آید سر دار محبت را فرسویت و آن میا کن بوقت ناتوانیها ز بالینم کش دامن	که با باد صبا بوسه زلفت یاری آید که ز میان بر سر عاشق بلا بسیاری آید هنوز از بیستون آن ناله های زاری آید که بر سر هر چه آید بر سر دستاری آید بر همین هم بگرد کعبه باز ناری آید چه از چند سمراسال یا داز ناری آید که از دریای چشم بوسه خون بسیاری آید که لیلی هر نفس در دیده اش صد باری آید که منصور و گرانیک بیای داری آید که قوت از عبادت در حق بیجاری آید

منی دامن چه سست اینکه در دیر و حرم مخفی گوش از هر طرف آواز استغفاری آید	
گر سبیل زلفت بخیرد از فروشنده بیگانه عقلند گردیده کس که تاب بردارن قباب از رخ و شوهر بچکان زاد بگسل سحر و زنا بدست آر کوته نظران هست طین ابل بهم را تا چند صفت ساکن بر نه خوشم	صد جان بستانند و یکی بار فروشند در کوچه و بازار بدینا فروشنده کین ابل نظر دیده بدینا فروشنده کین مغیجگان سحر و زنا فروشنده جانی که غم در در بخوار فروشنده گو خلد برین جمله باغیا فروشنده
مخفی بچو خلد برین را نه ستانند آنانکه دل و دیده خو بار فروشنده	
فرام تابی از دیده غوغا بگریزد مروت می کند با من غم هجران که بر زخم به بلبل باد از زانی گل و گلشن که پنهانی خیم میخانه صبرم ز خون دیده لب ز نیست بسینه آتش دارم ز سوز داغ هجران تا شاکی توان کردن گلستان محبت را	سرخم چند چون آتش در از راه نظر یزد فشانند زیره الماس و انگه میشر تر یزد گل حسرت بدامم ز شرکان چشم تر یزد تکلفی کند ساقی اگر جام دگر یزد که از تاثیر مکتوبم شر را ز نامم بر یزد که آتش از زمین روید و شمع از شر یزد
غنودن تابی مخفی سست بردار از بالین که فیض عالم بالاد را غوش سحر یزد	
باز مشب ناله زارم پریشان می رود تخفیه اشک اگر داری بیا ای چشم تر دست قدرت کوته است و پای در زنجیر	دست بصبوری من سوسه گریبان می رود قاصد چاک گریبان سوسه دمان می رود فطرت دون هم دنبال شوخان می رود

تا خدا اگر نوح باشد در محیط عافیت کشتی سخت زبون در موج طوفان می رود	
را از خود افشا مکن مخفی که در راه طلب قاصد زندانیان از خلق پنهان می رود	
خانه غارت شده را شمع و چراغ نبود نشگفته غنچه دل تا نبود فیض چمن نیست آرام دل غمزه ام را بقفان سرگرائی نه رود از سر او تادم صور	مرد ماتم زده را ذوق دماغ نبود باوه زهرست اگر گوشه باغ نبود دیگر تا که مرا سوزش دماغ نبود هر که اوست بدامان ایاسه نبود
نیست بے روی تو در دیده من پر نور بزر و س تو مرا چشم و چراغ نبود	
ز بس طوفان اشک از گریه ام در چشم تر یزد بر آرد دود آهیم سر اگر از سر من غیم رضارا با قضا درده که بس ام حالت این از ان گرد دنیا ز من بنارت پنهان افروز کن صید بے دها چو صیاد حسنت ز هند و بے کفر آید گرد نفس خود را	نفس در دل کند تنگی و آهیم در جگر یزد که بخود عشق بچکان در بهاران سحر یزد که از تدبیر دست ما سوسه دست قدر یزد که صید تازه زیر دام بر خود بسته یزد بقصد صید کیشاید سر زلف کمر یزد باب زندگانی شوید و در شک تر یزد
ز شکم چهره گلگون شد نماز شام را ترسم که مخفی شعله آهیم بنا که در سحر یزد	
نشته کوتا که ریش سینه را مرهم نهد نیست کام دل میسر در و آوارگی در گلستان تمنا هر سحر بر دوسه گل ناله بے تاثیر گرد و چون برون آید دل	شادی و غم ناله دوسه بر هم نهد شاد باشد هر که دل در حلقه ماتم نهد از شرک بلبلان باد صبا شبنم نهد کو دوسه تادیر بجوم درد لب بر هم نهد

دختر	دفتر امید را گیر چو مخفی در کنار هر که بند صبر را برپای دل محکم بند
باز جمع اند کرد تو پریشانے چند تا بکے شمع صفت گرمی بازار کنی بسکه در سحر تو تخت جگر از دیده فشانده تاب جور تو نه دادند خدا را بگذر	لاف عشق تو زنده میسر و سامانے چند محو دیدار تو اند عاجز و حیرانے چند آورم تحفه بگلزار تو دامانے چند باز دیگر سر جرم پشیمانے چند
رفت از دیده مخفی همه اطفال سرشک راه کوسے تو گرفتند پریشانے چند	
خوش آمدل که پابند سر زلف پریشان شد کش ایل ز دامان محبت دست بهت را سرخود گوے میدان محبت کرده ام روزے ز بس خون جگر در سحر تو از دیده می ریزد	چو غنچه دلش پر خون چگل چاکش گریان شد که دست هر که کوته شد ازین دامن پشیمان شد که حسن تو سوار سپ و تار زلف چو گمان شد بیاد کشتی چشم نشین جانان که طوفان شد
گردیدی بخواب مشب جمال دست را مخفی که هر کس دید امر و زنت تعجب کرد و حیران شد	
دوش دو دهم بودم باز سرم بر می شد باز سودای غم تازه بنون ساخته بود با غمت ناله دل دست و گریان شد بود	لبامید من از خون جگر تری شد نغمه شوق تو تا صبح مکرری شد مشق سودای تو بهر دهن و نظری شد
چون جرس رخ دلم ناله پریشان می کرد هر نفس دفتر انفاس من ابرسم شد	
بسکه طفل آرزویم نوک خنجر می مکد حرف عشقت بر زبان فکر هر کس بگذرد	در میان افتم که شاید شیر مادر می مکد از زبان شعله لذت چون سمندر می مکد

از لب شیرین جانان هر که شیرین لب کند در ره کوسے محبت از ملاطفت خار است	تا قیامت از لب خود شیر و شکر می مکد ره نود و عشق نوش از پیش فشتری مکد
مخفی اگر دو بد دولت تهنه سوارے هم کباب کباب رخ از دیده نوزناب جوهر می مکد	
دے کز غم هر سدا و مروت را نمی شاید بخش هر که نبود ز تار زلف ز نارسے نخواند هر که از عشقت سبق و کتب معنی بخون آغشته گرنیو دکن و خاک عاشق را	ندارد ز غم دل هر کس شهادت را نمی شاید بود بیگانه دین و شفاعت را نمی شاید ادام عصر اگر باشد امانت را نمی شاید شهید اکبر را باشد زیارت را نمی شاید
ره عشق است ای مخفی مجربایت نیتن که گریه عینی بود همه رفاقت را نمی شاید	
بناکامی بغیرت رو نهادم تا چه پیش آید بے کرم نگا پوی و نبرد مده مقصودے خریدم درد عالم را به نقد زندگی آخر خدم همچون سرگردان نجات و از گون آخر	عنان دل بهت بجز دادم تا چه پیش آید بگرداب محبت افتادم تا چه پیش آید مستاع دل درین بود نهادم تا چه پیش آید درین لادی بجان نام نهادم تا چه پیش آید
نشد گرتازه کام من بجام عاقبت مخفی بجام غم بے برب نهادم تا چه پیش آید	
هر که دوسے طلب از خاک درت بر گیرد تا بخش بود از بادے شوق بهوش سوزش سینه دلا از اثر آه میسر خواهم از سوز فراق تو نویسم ترسم	خاک گردد به نقش گریه بشل زر گیرد هر که یک جرعه بیا د تو نه ساغر گیرد که بیک خضله آن کون و مکان بر گیرد کا تشه در سخن و نامنه و دفتر گیرد
مخفی ایست و گرتاب توانای غم	دایه گریه چرخ ستم را بمن باز سر گیرد

ز بهشت انگاهای گریه ترا بر ما نمی افتد	منی رخجم چهار سایه چون هر جانمی افتد
خیال عشق از چشم منی آید از آن سیردن	که در عالم در مکنون بجز دریا نمی افتد
بجواز شست گنگه با که کشانی ملوک نازی	در دهن سینۀ ما جو که دیگر جانمی افتد
ز بهر آن شد قد مخفی مثال حلقه قوسی ولی از قوت شوق هنوز از پانی افتد	
ترا هر که گیره از طره طرا بکشد	دل با دصهارا عقد با از کار بکشد
منی دامن چه سحر سامری دارد زلفش	که گر میند بر من رشته ز نار بکشد
بهار از خود چه می نازی که خون چشم فریاد است	که گل با داغ دل در دامن کسار بکشد
نهد بر پای افغانم تسلیم را ببلبل	ز درد عشق اگر مرغ دلم منقار بکشد
تو گلزار لعل بلبل کهستان محبت را	گل مقصود از لعل لب دلدار بکشد
ز لعل دل فرو شود حدیث عشق را مخفی کسی کو نامه درد ترا یکبار بکشد	
تا بگلزار جویان آن گل رعنا سرزد	رونق عشق فزون گشت و تمنا سرزد
در عدم روز ازل طنطنه حسن تو بود	که میدان جهان اینهمه غوغا سرزد
جلوه حسن تو برد من کسار گذشت	آب و آتش ز دل و سینۀ خارا سرزد
نه همین در کف مولی بود عجز عصا	صد چو اعجاز عصا زان پیر بیضا سرزد
پر تو حسن ترا دید چو خورشید از دور	بر در و بام برآمد به تماشا سرزد
غنچه سان تالاب میگون تو خندان گوید	لعل از سنگ زیم لولوی لالا سرزد
تا تو کردی بچمن نغمه سرانی مخفی ز گس و سنبل ترا دل غبار سرزد	
شب مرا ز هر غمت در استخوان جا کرده بود	در دوا سے درد من کار سیجا کرده بود

بجو پروانه دلم برگرد فانوس خیال	اسحری گشت دیدارت تنها کرده بود
از محبت دور باشد در طریق عاشقی	آن ستمهای که یوسف بازینجا کرده بود
در سر کوس ملامت را به طاهر کرده ام	دشت بیانی همین مجنون نه تنها کرده بود
دوش شد هم بزم من آن نازنین مخفی دس فتمنه های تانورا از ناز بر پا کرده بود	
تا چشم تو فتنه جهان شد	تبع ستم تو جان نشان شد
شد سینۀ عاشقان نشانه	تیر نگشت چو در کسان شد
جان گشت اسیر غنچه عشق	دل بند کند مهر و شان شد
بشگفت ترا چو غنچه لب	مرغ دل روح دغان شد
بے روزه تو نو بهار ایام	در دیده آرد و خزان شد
از بسکه ز بهر ناله کردم	هر موس مرا سر زبان شد
گفتی که ز عشم بمیر مخفی المنه شد آینه جان شد	
گردد چو بروی ما نشیند	آتش بدل صبا نشیند
تیرے که ز شست چرخ آید	در دیده بخت ما نشیند
خارے که بدشت دهر وید	در پای امید ما نشیند
هر دل که بدرد آتش نشاند	حیف است ز غم جد ما نشیند
مخفی چو دس اسیر غم شد آزاد و گریه ما نشیند	
بسینه گر غمت را جان باشد	بعالم بهجمن تنها نباشد
چراغ زندگانی از تو روشن	چنین شمع محفلها نباشد



بیاض چشم چون نور جاکن بدر عشق لب شمع جهانوز	که بے تو مردک را جان باشد کس را عقل پیرا جان باشد
ز بس ناالم ز درد و حسرت مخفی چون مرغی بگلشنها نباشد	
گر سحر بوسه ازان زلف دو تا بر خیزد هر که در حلقه دوام سر زلف تو افتاد	دل عشاق چو بلبل به نوا بر خیزد تا قیامت نتواند که زجا بر خیزد
گر برانی نه روم از سر کویت هرگز رفت اگر دیده چو یقوب دل از پاشین	هر که بنشست بمقصود چرا بر خیزد بو که یکبار دیگر با دصبا بر خیزد
خرمن انجم و افلاک بسوزد مخفی آه سر دے که نهان از دل ما بر خیزد	
هر که از عشق رازی گوید نال زار عند سبب چمن	حرف سوز و گدازی گوید از ادا پس نازی گوید
شرح شوق تو میکند تقریر جذب عشق بادل محمود	هر چه در پرده سازی گوید شرح زلف ایازی گوید
دام زلفت نهان مرغ دلم مخفی از عاشقان باشد	قصه کبک و بازی گوید هر چه بانگ نازی گوید
بیایا که مرا تاب انتظار نماند نشست تا کوی بیدار و بزم چنان	عنان دل زلف رفت و پشیمان که چشم اهل قلم را سرشار نماند
صبا بیایا تماشا که در حدیقه ما نشان خون دلم آفت که اندر خاک	که با حادثه اش غنچه و بهار نماند که باغ عیش مرا حاجت بهار نماند

دل از گردش ایام بقرار می چسبیت بود در خسرو شیرین یک قران	
ز کاستان محبت نشان مجو مخفی که غیر داغ دل و سینه نگار نماند	
بیایا که بگل رویت بدیده آب نماند ز بسکه خون جگر خوردم از پیاله چشم	ز سوز آتش هجرت بسینه تاب نماند به بزم عافیت لذت شراب نماند
صبا زلف تو بوسه صبحن باغ آورد نشست بر گل بوسه تو چون عرق زیا	ز شوق بوسه تو یک غنچه ز نقاب نماند بر خیت رنگ گل و رونق کلاب نماند
بیایا که ز بسیداد و هجر مخفی را بسینه طاقت صبر و بدیده خواب نماند	
باد باغی که گلش حلقه ماتم باشد لب چنان در بغل خنده کشایم که دلم	نخل امید ز خون مژه خرم باشد رونق کار من از اشک دمام باشد
نردم از پس دریا و میرم زالم رنج پیوده چو بلبل کش او دل هرگز	گرد و آغوش مرا عیسی مریم باشد بهر آن گل که دران بوی وفا کم باشد
نه کشد منت پر مردگی از غم مخفی هر که را چشم پیر از اشک چو بنم باشد	
ز قانون طرب شب مرا صوتی بگوش آمد نشد ساقی میسر با ده گلگون بر آسانی	که از تاثیر آن مرغ دل من در خوش آمد ز بسخن جگر خوردم کدر آن آتش بوش آمد
نمانان آتش و گلشن زمستی بنیز گرس نگه کند به بود آن سر که ز سودا بود خالی	که با دصیبم شب ز کوی می فروش آمد سرب عشق نزد اسر سربار و دش آمد
ز جام غم چنان ستم که هر کس بنمیدم گوید عجب آیتانه مخفی به کوی می فروش آمد	

مرانده و غم مردم خزون از پیش میگرد ببیند آتش دارم که گریخت مرا بیند کمن آزار من ناصح که مجروح محبت را فلک را با وجود انیقد سامان خدا رانی	زمانه به سبب برنده بساط خویش میگرد طیب مهربان را دست حکمتش میگرد زکا و شهاب هر ساعت بر جنتش میگرد اگر یکدم نه گردد در بدر و پیش میگرد
ندام بعد ازین مخفی چه آرد بر سرم طالع که اکنون نوش بر عکس مردم پیش میگرد	
در بزم درد مندان ذوق طرب نباشد باید نهاد دل داغ غلامی عشق خورشید عشق هر جای که جلوه گر شد لب تشنه تا که ای خضر گشته بیابان	لذت شناس محنت راحت طلب نباشد هر ناصیه که آنجا اصل و نسب نباشد تا روز حشر آنجا تاثیر شب نباشد آب حیات بهتر از آب عنب نباشد
در راه عشق مخفی مجنون صفت قدم نه که آنجا مقام عشق ست جاس ادب نباشد	
ناوک ناز تو گر بر جگر ریش رسد گر شود قسمت محنت زدی بران فلک شکوه ام نیست زدی که بر جان دلم طعنی کنی گر همه عالم ز پی حنمت و جاه رو تا بم بخدا از در غم گر همه عمر اگر کند فلک قضا قسمت روزی از تو	جان غمیده بمقصود دل خویش رسد کو کب بخت مرا از همه کس پیش رسد هر جاس که رسد از طرف خویش رسد نیست ممکن که ز مقصوم ازل پیش رسد جگر ریش مرا کام دل از پیش رسد حقه خوتاب جگر باز بدویش رسد
بهر روزی کمن اندیشه که مخفی آخر رزق مقصوم رسد گر چه پس و پیش رسد	
گر بگلشن بوس آن زلف پریشان بگذرد	گل شود شمرنده و لبیل زبستان بگذرد

هر که بیند شمع روی و سنبل زلف ترا بسکه در حجر تو گرم زار چون ابر بهار بیم رسوائی عشق این عار از دون همی واله و شیدا شود از کفر و ایمان بگذرد جاس شکم خون دل از جیب ایمان بگذرد هر که صید عشق شد باید که از جان بگذرد	مخفیا آه و فغانست چیست چنین لب بند حیف باشد ناله که ز چاک گریان بگذرد
مرا از گلشن دهل تو هر که یاد می آید محبت چون زنده بودل مشاوار حال از غافل بر شست غمره جانان اگر تیر به خون آید نه پنداری که بعد مرگ خاموشم بیا شنو	دلم لبیل صفت در ناله و فریادی آید که قصد صید دارد هر کجا صیادی آید بهتقبال جان دادن اجل چون بادی آید که از سنگ مزارم ناله و فریادی آید
بدانان شکیبایی کشم پائے تحمل را که مخفی بر سرم سلطان عدل و دادی آید	
مرا به تو نظر هر که بر گلزار می افتد بدین خوبی و زیبایی تو هر که در چمن آئی نه گل باشد که می ریزد و گلشن از گلشن مشاواره گرافته گره در رشته زناری افتد	بدل آتش بسرو و ابیده خامی افتد بپا بوس تو گل چون بخود و شراری افتد بود خون دل لبیل که از متقار می افتد چو راهب را گره در رشته زناری افتد
دل مرده است برست آور اگر مردی مخفی که دلهارا بدلهاد حقیقت کار می افتد	
تا هر از نچ در پائے دلی دیوانه شد بسکه با کرد بیدار دے جفاست روزگار تا چو مجنون کار ما آخر به رسوائی کشید جافقشانی کرد و پروانه که با خسار شمع	دوست شد دشمن مرا و آتش ایگانه شد قصه فرهاد و شیرین سر بسره افسانه شد عاقبت ما را وطن در گوشه ویرانه شد شمع را هم عاقبت جان در سر نچانه شد

از رخسار آلودگی مخفی نئے آید برون ہر کہ از روز اول دردی کش بپایند	بسوے دل شدگان گرترا گذر افتد ز بسکہ آتش شوق تو در نظر دارم ز بسکہ از غم ایام خون دل خوردم من آن سمن در عشقم کہ گر بر آرم آہ
ہزار نالہ بر آید ز تربت مخفی نسیم کوے ترا گریبان گذر افتد	آنانکہ بغیر از تو ہم خانہ نسا زند مجنون صفقان جزوہ وادی نشاند ناصح رہ خود گیر کہ مستان محبت دست من و دامان کلا ان بقیامت
در عشق تو آتش بجگر زد دل مخفی عشاق تو با شعلہ جو پروانہ نسا زند	ممشوق اگر ز غمی اندازہ گم نمی کرد ساقی اگر بدای ساغر بدست مستان یابی اگر نبودی خوابان وصل مجنون رفتی ز سینه بیرون مرغ و لم شب ہجر
نادان اگر نبودی در ملک ہند مخفی اجزائے عمر خود را شیرازہ گم نمی کرد	امید وصل اگر باشد ز غم دلریش کے ماند گدا چون آشنا گردد بشہ درویش کے ماند

کے گوشہ گرفتار سر زلف پریشانی جنون ہر جا سخن را ندز سولے سر زلفی تو خواہی سودہ الماس نیر خواہ مرجم نہ	دگر آن را چو مجنون فکر کار خویش کے ماند مجال گفتگو عقل دور اندیش کے ماند جراحت چون شود ناسور ہم زیش کے ماند
چہ کنی تو قصد میکنی کہ تباختن نیر زد لکن آشنائی اسے دل کیسے کہ نزد وانا شود از جہان سحر چو سکندرم سراسر شوم اگر چہ شیخ روشن بر بساط زندگانی	چہ شوی تو گرم وادی کہ تنہا ختن نیر زد دوسہ روز آشنائی بشناختن نیر زد نہم نبات تصرے کہ بسا ختن نیر زد بخدا کہ روشنائی بگدا ختن نیر زد
خیال کلشن و صلت چہا غم در نظر آید سرا پا شادیم ہر شب بہ کلشن ہر سیمہ ندارم آرزو جز این کہ ہنم یک ہے دیگر نظر بر درہ جو یقیوم گرفتہ دامن صحرا	ہمہ گوش شو تو مخفی ز من این ترانہ شنو کہ بغیر از سینه نبوا ختن نیر زد کہ از گرمی در شکم ز خوناب جگر آید کہ شاید بوسے صلت از دم باد سحر آید
من و آن جام ہفتفاکہ در کوثر نمی گنجد مگر بہودہ آزارم نصیحت گوچو میدانی پیش آن قد و زون نہ من تہما شد مجنون ند از دنیا شے دارم نہ پرواے کسی دارم	من دان بادہ عشق کہ در ساغر نمی گنجد کتاب دیدہ عاشق بد بحر و بر نمی گنجد در عشق شعلہ در سینه آذر نمی گنجد وے دارم سر سر غم غم دیگر نمی گنجد

نغم در نفس و انگی از ان بردست گل مخفی که سودای جنون دیگر مراد رسنی گنجید	
مرا به گلشن رویت گل گلشن چکار آید	باز گلشن بود گلشن گریه زیار آید
فروغ دولت دنیا دور زه بشیر نبود	شراب شام را آخر ز پی صبح خمار آید
عنایت دان تو صحت را که بعد از ما وین گلشن بسه گلها شود خندان بسه فصل بهار آید	
گر نه بنغم چو ازوق بنغم داده اند	در محبت گریه چون از حد فروغم داده اند
گر نه افزون ست عشق من ز فریاد از چو	صد نه از ان کوه غم چون می توغم داده اند
نیست تسکین دلم را به نوا بلبلی	نشتر آسودگی از از غنوم داده اند
الف ت و سخا نکی غم را بمن امر در نیست	آن سیه بنجم که جانے شیر غم داده اند
خسوه از بیگانگان و آشنایان چون کنم مخفی از روز ازل سخت ز بوغم داده اند	
گرفتارے که منزل با نگار می متصل دارد	دل اسلوب محبت صد چو بنم از نخل دارد
بدام سامری هرگز نه گردد صید صیادے	کے کاند سر زلف نگارے مرغ دل دارد
هولے غوش گل گوشن با هم با در زانی	که این ویرانه با هم هولے معتدل دارد
ز نخل آرزو مخفی آسید نمره یا شد نهال زندگی تار شته اندراب و گل دارد	
نشتر بادے عشق ز دل آسان نه رود	بلکه این نشتر ز دل تابودم جان نه رود
فکر سودای تو از سر بجفاے نشود	چو هر تیغ بسا این سو بان نه رود
از پریشانی دل جمع نه گردد هرگز	هر که در سلسله عشق پریشان نه رود
از دل غمزه جز ناله ترا دش نکلند	اشک بیواسطه از دیده گریان نه رود

غنچه گلشن یعقوب نگرود خندان	تا نسیم سحر از مصر بکفان نه رود
خط که افتاد پی حسن تو دار و غرضی	خضر بهوده پی شمشیر حیوان نه رود
می برد سیل سر شکم به بیابان مخفی در نه کس به سببی موسی بیابان نه رود	
چند نخل آرزویم خار غم بار آورد	تا سبک این گلستانم جانے گل خار آورد
همچو یوسف روید یو ارم درین نخل غم	نگساری کو که با من روید یو ارم آورد
ماله کے خیزد بغیر از نشتر روز ازل	زخمه مضرب قانون را بگفتار آورد
بسکه کردم ناله اشب زخم دل ناسود	کو میسی تا دواے درد بیمار آورد
در ازل تقدیر یوسف باز بخار نشتر بود	در نه شایه را گدایے کو بیزار آورد
دادی آوارگی مخفی گلستان می کنم بسکه خوزناب جگر چشم گهر بار آورد	
شد بهار و غنچه از گلشن با سر نرود	بلبله جز مرغ دل در گلشن با پر نرود
پیش ازل دانش و پیش چنابینا بود	هر که چشم تمنای طلب نشتر نرود
اشک حسرت رنجیم چند آنکه در باغ امید	غیر خار غم گیسای زین گلستان سر نرود
گشت در زمان غم چشم امید من سفید	هیچ دست آشنائی حلقه بر در نرود
مخفی در روز محشر به نصیب از کثرت آنکه دست دوستی بردامن حیدر نرود	
جذبہ خواهم که بر قلب پریشانم زند	آتش در نیبه داغ دل و جانم زند
سینه بالا مال و دیده لبر ز سر شک	کو جنونی تا که دستی بر گریبانم زند
رو بهر دای که آرم در ره آوارگی	از قفا اندیشه دوستی بدامانم زند
کشتی عمرم رود در موج دریای خون	ما خدای کو که دم از موج طوفانم زند

و چه خوش باشد که برق تیشه فرما عشق جان فدای تو گرس متانه گزیده ناز	آتش در خان و مان کفر و ایمانم زند بر جگر از یک نکه صد زخم پیکانم زند
هر زمان مخفی خدنگ غمزه طناز من در درون سینه بدول زخم پیکانم زند	
کسی که آتش عشق تو اختیار کند بسیار فتن و گل چیدن از مروت نیست بیا و گلشن رویت بسان مرغ چمن بجای غنچه بر آرد سر از زمین بیکان تو با حیا و نکه بے حیا از آن ترسم زبان بوصله بادا بریده آنکس را گذشت آنکه نگاهم ز رشک آنکس را تو میروی و بهر اهی تو می خواهد هزار ناله مراد دل است می ترسم	سزد که خانه در سینه چنار کند مرا که دیده گل اشک در کنار کند در درون سینه دلم ناله های زار کند بهر زمین که خدنگ غمت شکار کند که صحبت تو با و بیا بر آرد کند که پیش غیر شکایت ز روزگار کند بسان قطره سیما ب یقار کند که نور مردیک از دیده ام فرار کند که ناله از میان در دل تو کار کند
علام حلقه بگوش تو گشت تا مخفی بکائنات ازین فخر افتخار کند	
مشق بود لے جو غم باز و دیگر شد قطره خون بود دل در سینه آنم شد بس بخیرانی نهادم روزه بر دیوار غم مژده ده باد صبا از ما بار باب نشاط شد چنان کوتاه عمر عاقبت در دوریا شب گرد بودم با فغان از دل نیکبوس	ارشته دانا نیم دریا سول زخم شد همی یاران که دل را کا زانند بر شد پیکر من ثانی آیین رخ تصویر شد کز رشک ازین زمین من چون کشید شد کز فراق دیدن روی جوانی پیر شد هر که بگوید شست از ناله ام دیگر شد

مخفی امید رانی تا بر وز خشر نیست خاک غربت هر که را در مهد و مشک نشد	
از خون دل جگر را وام کردند دل و جان میگذازد آتش عشق خمار آلودگان باده عشق بقصد صید دلهای نازنینان حلاوت دیدگان خشر عشق محبت چاک ز دوامان یوسف کسان را رسد لاف محبت سر شک یده را با آتش دل	شراب عشق آنرا نام کردند هوسا کان خیال خام کردند بجای باده خون در جام کردند سر زلف پریشان دام کردند از بهر ناب شیرین کام کردند ز لیخا را بخت بد نام کردند که جان تسلیم یک ابرام کردند مرکب کرده بجران نام کردند
دگر مخفی چه فکر رنگ و نام است حریفان چون ترا بد نام کردند	
دوش بر یاد تو بار محبت متانه بود عشق هر جا شمع اسرار محبت بر فروخت ادلامت شهرة آفاق شد مجنون عشق حیرت دادم که حرف عشق مجنون را که گفت شب بامید خیالت خانه خلوت داشتم	پرز خون دیده دل ساغر و پیانه بود قصه لیلی و مجنون پیش آن فسانه بود سنگ طفلان و فتن بازار آن دیوانه بود در حرم خاص لیلی کا شند نابیکانه بود شمع بزم آراست من بال و پر بر دیوانه بود
جاسه حیرت نیست گر زید ز دل نقد سخن نسخ قارون سالها مخفی درین دیوانه بود	
کس حسن چو یار مانده وارو آینه باز عیب پاک است	ز سلفه چو نگار مانده دارد دست آینه دار مانده وارو

پژمرده گلش ز خاک روید بے نور بود گو آفتاب ست بانورد و چشم آفتابیم قاصد که بنام می کند فخر ما بلبس باغ آرزویم رنگ از اثر حیا بگیرد تا آب کینم زهره شیر چون غنچه گل شگفته باشد خوبان ز نظاره برنجند در کشور حسن اعتباری در باغ بهشت عندیبه با این همه زور رستم زال	ایرے که بهار ندارد چشمی که غبار ندارد خورشید عیار ندارد مکتوب دیار ندارد این باغ بهار ندارد دستی که نگار ندارد این همیشه شکار ندارد هر دل که غبار ندارد این ضابطه یار ندارد جز نقش و نگار ندارد صوتی چو هزار ندارد دستی چو چنار ندارد
خاموش ز گفتگو مخفی طالع سرو کار ندارد	
غم طاقت یار ندارد زانه نشین که لیلیه القدر ما نیم و کاسه گدائی ششدر شده زانه ایم ما بهمه گوی و جنگجویم در پانگ جرس اثر ندارد بس شعله آه ما چرخ	عیش تو بکار ندارد نور شب تار ندارد گر شاه بکار ندارد کس تاب قرار ندارد دوران سرکار ندارد چون ناله زار ندارد گر لوح مزار ندارد

شب بوس کنار ما کند اشک در راه وفاز جانه جنبید بس مرغ دلم بسینه نالان در دسری دلم غم آرد دارد همه چیز لیک انصاف	کس بوس و کنار ما ندارد هر پای که خار ما ندارد گر ناله هزار ما ندارد هر می که خار ما ندارد افتوس که یار ما ندارد
مخفی من و گوشه قناعت چون بخت بکار ما ندارد	
دوش آب بر رخ زردم ز چشم ترزند ز اول شب دیده دل با خیال روی دوست مردم از لب تشنگی و تر نکردم کام و لب تا بخوانم خطبه عشق ترا پنهان ز خلق هر که چون مجنون بودی محبت با نهاد هر دل ما در درون سینه از ترکان ناز تا نگردد واقف از محبت یار کس از در و در و حرم از بسکه حاجت خواهم از درون کعبه مقصود نشینده جواب بسکه می ناله دلم در سینه از اهل ستم از فرغ پر توروی پر ز ادان حسن	از گل گلزار عشق دستم بر سر زدند تا طلوع صبح از خون جگر ساغر زدند جام تنهائ من بر زدند و کوه تر زدند در درون کعبه دل بهر من منبر زدند بر سر خار غمیلان بهر آن شتر زدند نازنینان ناوک بر ناولک دیگر زدند شیردان زنجیر بر پای فل زهر زدند قرعه کارم بعکس مومن و کافر زدند در دمنان محبت حلقه با بر زدند داد من دادند و بر عدل من خنجر زدند آتش بی طاقتی در سینه آفر زدند
کوچ کن مخفی ازین وادی که ارباب بهم خیمه دار استکی در وادی دیگر زدند	

ردیف الراء المملہ

ایدل ببادخانه عمرت خراب گیر خسرت غم غنیمت و دانیضین صبح تا که برے دانه عیشی اسیر دام هر دلت که چهره نماید جابان بر کار و بار چکی انگشت ردمنه از گردش زمانه و گردون شولول بر دوسه خوش محنت ایام در بند هر پرده که از رخ مقصود برفتد	بزیاد دکان دوسه جام شرب گیر کلیچین غم بلبل بلبل بخواب گیر این مرغ دل بر آتش حسرت کباب گیر هر محنتی که دلت دهد موج آب گیر هر ذره که هست مه و آفتاب گیر این کشت زار تخم ندامت سر آب گیر هر مشکلی که رو بد بد فتح باب گیر بر چهره مراد خود آفران نقاب گیر
مخفی بیا بر صحنه دیوان ملک هند مردانه هر سوال که داری جواب گیر	دست ز شورت در سرم هر خطه بود لے دگر باشد بهر باز از غم هر روز غوغا لے دگر باید درون چشم من صد چشم میا لے دگر
مخفی بغیر تا که توان برون بزرگک سبک عمر عزیز از دست رفت اینجا شد جالے دگر	لے بزرگست تر از در بزرگس ملک دگر آسان نباشد عاشقی بایل ترا قاتول صفت باصح کن آزاد من پنهان نمائند عاشقی از شوق گلزار خفت باشد بر خان چمن

مخفی چه بیم از محشرت لهرم چو در زندان غم
داری از سحر و دستان انجام و آغاسه دگر

گر طالع شوق سر زنجیر ستم گیر خواهی که غبارے بدلت راه نیابد صبح طرب و شام غم و بهر سادی ست بر هر ورق دفتر مقصودت کلم کش چون باد مر و بر در هر ناکس و بهر کس چون دست در آغوش خزان ست چمن را	بجنون جنون باش دره وادی غم گیر منت کش از شادی و جام زکف غم گیر بر خاسته چون آتش و شبسته چویم گیر اوراق تمنا همه افتاده ز بهم گیر گر مر و در ہی شیوه ارباب هم گیر در گوشه ویرانه خود باغ ارم گیر
مخفی به الم خون و دمان الم گیر مخفی به الم خون و دمان الم گیر	دست دل بردار از لاله امن جابانه گیر پیر آب دیده کن جامی چون پیانه گیر از برے امتحان یک وزیراه خانه گیر نال و سوز جگر را لبس و پروانه گیر خویش را بیگانه دان فرزانه را دیوانه گیر عالمی را در میان دام آب و دانه گیر
فکر آبادی درین ویرانه مخفی تابکے این کهن ویرانه را آخر تو هم ویرانه گیر	که نور عشق را باکوه و با مامون چه کار چون درے کاروان عشق میانیم زار دل جدایی ناله از غم دیده می گردید جدا

چهره ام زاشتگی گریست گلگون بکسیت	مردم آشفته را با چهره گلگون چه کار
عاشق دیوانه ام بیگانه افنون پند	سامری دیوانه را با نشه افنون چه کار
که غنای که خطاب که تغافل کردن است	نازیلی را با زار دل مجنون چه کار
منکه مخفی روز و شب مثل فردر عقریم	طالع نحس مرا با طالع مجنون چه کار
دین در دلم چشم شکبار دگر	که داد خویش ستانم ز گریه بار دگر
بهار عمر گذشته چون نهال حین	مرا همیشه بود چشم پر بهار دگر
بروزگار دلا به جو دیده افت گیر	که فضل عاقبت آید بر دزد کار دگر
نه یار خویش بود آن نه یار بیگانه	که پیش یار شکایت کند زیار دگر
هنر همیشه نمی کرد از هوس مخفی	هنوز در دل من هست خار خار دگر
اے دل بیا و قصه امیدت شراب گیر	دست شراب هر دو جهان را بر آب گیر
ساقی جو بزم باده کشاده خماریت	پیکن ز آب شیشه و بر از شراب گیر
چون در قفای پر تو هر نو ظلمت است	دنبال خویش سایه پر آفتاب گیر
هر شبنمی که سبز نشین شد بهار دان	هر گل دماغ تازه نماید گلاب گیر
بنیاد بهریت چو نیستی کند خراب	نقش وجود خویش چو موج بر آب گیر
اے بیخیز ز عده فردا غنیمت است	امروز را تو عده روز حساب گیر
فصل بهار و باده و مخفی شگفته طبع	مطرب بحکم شرع محبت رباب گیر
مے کشایم نفس از صبر پیوند دگر	بر شکیبانی تغافل میز غم چند دگر
من اگر دیوانه گشتم حاجت زنجیر نیست	هر زبان عظم نهد بر لب من بند دگر

ما قیامت گزینا بدو کشفان بوس مصر	جای یوسف را بگیر هیچ فرزند دگر
خواه خونم را بریز و خواه جرمم را بخشش	کافرم گریانم جز تو خداوند دگر
تو به مخفی نداری با درایو ظاهر شناس	میخورد اینک بخاک پات سوگند دگر
دیوانه عشق سفر شام و سحر گیر	از دایره عقل برون راه و دگر گیر
پا بوس ره دادی عشق آبله پاست	فهمیده قدم در ره این مرحله دگر گیر
بے نیش الم لذت از نوش نیابی	بر بستر غم پانه و مقصود سبگیر
زان پیش که آید تو آن دور مسل	پیمانه خود پر شده از خون جگر گیر
تا دامن لیلی ارادت بکفت آری	مجنون صفت از هستی خود قطع نظر گیر
اجزای وجودت به نسیم است پریشان	اسباب تعلق همه میراث پدر گیر
اقبال چو موقوف هنر نیست چو مخفی	دست طلب خویش در آغوش کمر گیر
میدم رخش جنون را با لاله جویان دگر	می زخم گوشت محبت را بچو گانه دگر
بسکه غالب شد جنون بر من زیر پیرین	دست شوقم چاک می سازد گریبان دگر
جان فدایش کردم و از دل تمنایش فرست	و ده چه خوش بود اگر بودی مرا جان دگر
تا خجل شد آدم از عصیان خود بر روی ما	در غم خجلت می نمود هر روز عصیان دگر
عاشقم عاشق بسان سایه ز دنبال خویش	پر کنم از رنگ در بر کوه دامان دگر
بر نیاید دم برون سر از حوض سحر نوشت	سایه هر روز بودم در دستان دگر
همعنان که گوید گرداند عنان اختیار	از لطف صاحب عنانان سوی میدان دگر
صد غلطون عاجز آید در دوا دگر	جز شکیبانی ندارد هیچ در دمان دگر
قطع باد دست مخفی جز نمکدان لبست	گر ز نداشت خود را بر نمک دانسته دگر

اسے منور از رخسار هر روز یواستے دگر
صبح صادق را نماز شام از دیوان حسن
باقه گر کم کرد راه کعبه سبیل را چه غم
پنج روز دست تمنا باز در زنجیر زلف
آتش لمرودیان را لا احب الا فلیس
با خدا اگر نوح و اگر حضرت در ایست عشق
نحت دل از بس گره گیر و برتر کان من
معجز پیغمبر حسن است که ایمان آورد
کشته شد عهدی که بستم با غم جانان نیست
تا نشان از مصر سستی هست اخوان حسد

بردم مخفی سبک شد با غم از آه سرد
کاش می بودی مرا آه بر نشانی دگر

اسے مہر حسن ترا طرہ شامی دگر
خلق جهان را نظر برد و بام فلک
قبلہ اہل نظر طاق دو بروے تست
نام ترا تادم در زبان کرده است
بر سر دریائے اشک از پے صید نگہ
نیست اگر زنجیر از خود و از غیر حسیت
کام طلب نیستم زانکہ نہان در طلب
رو بدم دارم و با تو مرا از دوست
مخفی اگر بستی بوالوس راہ عشق

و سے می عشق ترا ساغر و جام دگر
حسن ترا جلوہ گاہ برد و بامی دگر
نیست بدیر و حرم جز تو ایامی دگر
نگذر دم بر زبان حرف زنای دگر
چشمہ ہر موجد است حلقہ واسی دگر
سحقیت عشق را طرز کلاسی دگر
در پے ہر کام ماست لمحی کامی دگر
در سفر واپسین یک دوسہ کامی دگر
از سر خامی مرو چہیے خلسہ دگر

ردیف الزام المعجم

ردیے بنما و جهان را بول تلخ ساز
چرخ گر حیف کن از جملہ احسان شمار
زہ نورد وادی عشقے مجر و از دو کون
مفلک منعم ز جان فرمان بر حکم تواند
جز حرم کعبہ دل بیچ جا جائے تو نیست
از ادب دورست گفتن با تو از بیداریت
سخت دشمن و ز کام مدعی مرو اند دل
مسکے بگذرتم ز جان خود در گ جان مرا
مجتہدی لغت از دے لضان امیر خرد

در محبت دیدہ و دل را بہم بکنگ ساز
بخت اگر نامت برد ستور نام بکنگ ساز
بالہ را مثل جرس در راہ پیش آہنگ ساز
بادشاہ ملک حسنی تکیہ بر اورنگ ساز
خانہ ابراہیم خواہ از خشت فلک از سنگ ساز
گفتہ شد با بخت خود کا نہیں از رنگ ساز
بر تن از دماغ شکیبائی لباس جنگ ساز
خواہ گردون رشتہ گردان خواہ از چنگ ساز
ابجد عشق تیان بر دفتر فرہنگ ساز

در دل اہل دے شاید کند مخفی اثر
در نشا پورک نولے رست را آہنگ ساز

شد ہمارا بیل ز سے کام یا غت تازہ ساز
بلبل شوریدہ تاکے منت ابرہہ ساز
گر کیہ ہیودہ تاکے دیدہ از کم فطرتی
تا نہ بینی بیخ خود بینی و بینی خویش را

با حریفان سیکشن کن باغت تازہ ساز
از شکر لگن گلہاے باغت تازہ ساز
ناخن بہت بر آرد زخم داغت تازہ ساز
در زہ افکنہ گی ہر دم سراغت تازہ ساز

مخفی شب خبر بر آرزو شیشہ شکر آفتاب
روشنی مجلس و شمع چراغت تازہ ساز

سو ختم چون شمع شمع خام می گیر دہنوز
شد و ناغم در سر سودا و تر طیب دماغ

در تن بجان دلم آرامی گیر دہنوز
در کلاستان روغن بادامی گیر دہنوز

من بنا کامی گرفتار و بر غم بخت بد	بر من این را در حساب کام میگير هنوز
سو ختم در عشق چون پروانه و مخفی مرا	
شمع و فانوس محبت نام می گیر و هنوز	
رفته از گلشن بهار و بلبل گلشن هنوز	با صبا از شوق دارد دست در دامن هنوز
نیست یعقوب که یابد از دم با صبا	در نه می آید ز صرلک لبی پیر این هنوز
گشته از باد صبا دست و گریبان در لقا	جیب گل دارد نه بران چاکتاد من هنوز
بزم شادی گرم گشت و صحبت غم شکست	بیم غم دارد مرا در ناله و شیون هنوز
نقد جنس من بغارت رفت از بیرون در	من درون خانه دارم چشم بر در زن هنوز
شعله آه دلم مخفی جهانی را گرفت	
از سیه بختی نشد ویرانه ام روشن هنوز	
رفتی بپیش دیده و من بے خبر هنوز	دارم خیال در دے ترادر نظر هنوز
با آنکه چشم من ز رمت سفید شد	دارم دو دیده بر ره باد سحر هنوز
اے گریه هستی که ز خوننا به جگر	دارم هزار دجله بهر چشم تر هنوز
خاک وجود من غم هجران بباد داد	من در هوا صعل توام در بدر هنوز
مخفی اگر چه خانه خراب از هنر شدم	
دارم هوای صحبت اهل هنر هنوز	
کشادی تازم ترکان ناوک ناز	انگه بر عاشقان شد ناوک انداز
اسیر حسن را نبود در هائی	گمشد زلف دارد چنگل باز
نسیه گر گمشد زلفت پریشان	بدام آرد همه مرغان جان باز
کشد همچون کبوتر مرغ روحم	بر اے دانه خالی تو پیر داز
اگر مخفی ز من پرسد غم یار	میان عاشقان کردم سرفراز

شد بهار از شعله آبی بر گل و میخانه ریز	آب خون آلود غم در ساغر و چایه ریز
بر کشادست جنون حریفان چاک زن	بر سر فرزانگی خاک ره دیوانه ریز
گریه غالب گشت دلی پر خون هم خوا داد	دیده خون ناب لب بر سقنای کاشانه ریز
در گریه شمع بزم بار آتش بعد ازین	بر سر فانوس با خاکستر پروانه ریز
در محیط گفتگو مخفی بغوا صی فکر	
در صدف چون از بر میان گوهر یکدانه ریز	
مردم از ضعف خمار و تشنه کام هنوز	مفر شد در آتخوانم پخته و خام هنوز
شهره آفاق گشته در مصیبت داشتن	همچو طفلان در رحم درد هر گم نامم هنوز
در نور دیدم بیابان عدم را سر بسر	ماند زیر پرده آغاز و انجام هنوز
تا توانی چنانم کرد که ضعف بدن	داد صیادم نجات از مهر درد و احم هنوز
شد تیغ نخله و پیکانه بر شکست	من درین دور مسلسل زهر آشامم هنوز
دل زدتم رفت سودای جنونم در سرست	آلخی کامم بکام و طالب کامم هنوز
آفتاب آید برون مخفی من از چشم حس	
همچو دزدان دل جگر بر گوشه بامم هنوز	
از ان گویم سخن من مستر امروز	که دارم عشق دیگر در سر امروز
سمتد همت خود کرده ام زمین	فلک را می نهم جل بر خرا امروز
چمنان تلخی ایامم ریوده	که زهر است در دانتشم شکر امروز
من داند کس قدرم و گرنه	مستم آکینه اسکندر امروز
ز دم سر پیچیده با طره زلف	ز تو گشتم مسلمان کافر امروز
همه خندان و من گریان درین بزم	مگر زائیده ام از مادر امروز
پس از عمری باز می چهره بخت	برون می آورم از شش در امروز

بیا مجنون که مخفی از نظرها منم در راه وادی رهبر امروز	
ردیف اسین المهمه	
میکشان همگانه که گردش جام است و بس صید هر صیاد گردد و بسبیل از بیطاعتی عشق افروز و چرخ حسن در شام زلفت شاد از آن گویم زغم که غم شود نام بلند که زبوسه پیرین چشم کس روشن شود شکوه از بیکانگان و آشنایان چون کنم مردم را اندرین ره زاده در کاسیت	حاصل می خوردن تا مخفی کام است و بس دانه مرغ محبت حلقه دام است و بس روشنائی کفر را از نور اسلام است و بس مرد را مقصود از مردی چنین نام است و بس روشنی چشم مجبوران ز پیغام است و بس کاشچه آید بشیم از تاشیر ایام است و بس دوری راه دو عالم حد یک گام است و بس
در چون غالب شود از عالم مخفی لب بند لاذول اظهار کردن شیوه عام است و بس	
زاد راه عشق مجنون چشم گریان است و بس گروز دیاد مراد هم نیاید بر کنار می شنیدم حسن را سامان آن دل بردن است سیم دست افشار میخواهی که بهر امتحان که نقاب روی و گاه به دام دلهامی شود عن لبها ز سوز فانیهای گل این شکوه صیت	عاشقان را مسکن ما و ابیابان است و بس کشتی با نام امدان موج طوفان است و بس چون بدیدم طره زلف پریشان است و بس سیم خالص چهره زرد میمان است و بس حسن را جمیع است از زلف پریشان است و بس شاید گل دروفا چاک گریان است و بس
ناله و افغان تو پوشیده مخفی تا بکس ز نیست گل در چمن از عن لبیان است و بس	

اے بیاد و رو تو شمع درخشان نفس گر نمودی این تقید باعث آزادگی پس به کفایت چون بهم یارب کد زبیدی عن لبیان نفس این آه و افغان بهریت	اے ز بجران تو مرغ روح مالان در نفس آشنایان هرگز نکند مرغ زمران در نفس عقل حیران مانده چون طفل در بستان در نفس جیتوان بودن با امید گلستان در نفس
گر نمی بودی امید وصل مخفی یک نفس مشکل از یکدم تو نستی دل جهان در نفس	
از دل غمیده حال دیده پر خون میسر هیچکس در هیچ که از حال کس آگاه نیست هر چه آید پیش من از قوت طالع بود خانام رفت بر باد ستم لے چشم تر ریشک دریای محیط است شک گویند من	در درون خانه از مردم بیرون میسر ناز لیلی بین و از حال دل مجنون میسر زین پریشانی من از گروش گزین میسر چون نمی پرسد کسی از من تو هم اکنون میسر دیده از من قصه افروزی چون میسر
روزگار سے شد که من در دوش میخانه ام مخفی در بزم من از باد گلگون میسر	
در محبت گزینا شد بر مراد دسترس انتظام عالم این باشد که از شاه و گدای ناله تا که در چمن بسبیل بر باد می گل از تهی دستی بروی محشر اندیشه نیست باغبان هم یک صبحی سیر با غم آرزوست از بے محل مروی بوده راه کاروان	از رگ جان کن رفواند دل خود نفیس هیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس ناله اگر میکنی بارے کجا فریاد رس حاصل ایام عمر حسرت دیدار کس با بکام دل نسیم باغ آید یک نفس ناله که تو پریشان نیست پاندر رس
لا ابالی سے روم مخفی و ساغری زغم کا خرم گر باشد اندیشه از غم غم	

ردیف اشین المعجزة

پر شد ز خون دیده مرا تا بسوی خویش	دیدم بکام خویش رخ آرزوی خویش
بحنون و آه و ناله و فریاد و تیش	با و غم فراق و بهین گفتگو و خویش
پنهان ز اهل قافله در سینه چون بکس	دارم هزار ناله گره در گلو و خویش
گشتم چنان ضعیف که من بعد ایام	مخفی بزیربا که منم بجو و خویش
گر نشاط عمر خواهی با همه بزرگ باش	صلح کن با دیگران با خویشتن در جنگ باش
نیست چون نام و نشان را آئینه بکندری	گدنهان آئینه مقصود را در رنگ باش
ناله آفسوده دل را در دلی تاثیر نیست	موجب چون عند لیبا طالب بنگ باش
شیشه کز می تپی باشد هنگام بهار	خواه بر روی گل و خواهی بر زیرنگ باش
در هوا نفس مخفی آبروی خود مریز	گر بسوی آرزو شکسته زیر رنگ باش
اے دل اسیر دام هوا و هوس مباش	غافل زیاد بمنفسان یک نفس مباش
سگشته روز و شب به تمنای این جهان	باناهاست زار ایمان جرس مباش
بر آرزوی باطل خود آستین نشان	در زیر بار منت هر خار و خس مباش
کمش از بان گفت و شنود مولی نفس	چون مرغ نکته سنج اسیر نفس مباش
خواهی که آبروی نه زیری بر رخاک	بر سقره زمانه دون چون کس مباش
مخفی ز نامرادی ایام ناله پیست	اگر بر مراد خویش ترا دسترس مباش
اے ناله بیا بمنفس آه جگر باش	رواق ده خوناب دل و دیده تر باش

تا چند توان غنچه صفت بادل پر خون	یکچند چو گل بمنفس باد سحر باش
خواهی که ترا در نظر آید رخ خوبان	بار و نگو آئینه و ش پاک نظر باش
گر طالب وصلی ز سر شوق چو یعقوب	چشمه بر آغوش بر آواز خبر باش
رد طبل رحیل سمرت قافله عمر	مخفی نشین غافل دور فکر سفر باش
بچشم شد خیالت را نظر دوش	آب زندگی گشتم هم آغوش
کشیدم دوش بر یاد تو جاس	که بر بود از کفم غم و خرد هوش
مرا باید ز غیرت زود میرم	که شد بهر انداز لغت بنا گوش
اگر مخفی کنم از رفتگان یاد	من از شادی کنم خود را فراموش
گر سر آسودگی داری بغم بچخانه باش	از طریق عافیت مجنون صفت بیکانه باش
نشسته دوستی اگر خواهی از سودای جنون	گاه مست گاه هشیار و گاهی یوانه باش
هر کجا بنم مصیبت گرم گردد در جهان	در حکم بلبل و در سوختن پروانه باش
ناله در هنگام محنت عافیت دون متهی است	نیست یلسان کار عالم مخفیانه باش
بر آید گر ترا در گریه ای شمع از جگر آتش	بجای اشک میریزم از چشم تر آتش
بسوزد عند لیبا را بگلشن عجز پروانه	زندگر برق آهیم در دل باد سحر آتش
ز گرمی نسیم خود را تسلی ورنه که میرد	آب افشانان چشم چو سر زار جگر آتش
ز چرخ مصیبت مخفی ز بس آلوده دامم	نگیرد از خجالت دامم را در سحر آتش
نیست دیدن گرمی طالع البی یار باش	یار گریایت نباشد تو بیارت یار باش

تا کی باشد ازین محرم ترا بیگانی ره نظر ناک است منزل دور و طعنه بطریق برمدت گزگز کرد و جرح گردان گونه کرد	یار را در دل بسین محرم اغیار باش نقد ایمان می باید گفت هشیار باش این دور و زنگانی گو ترا دینوار باش
بست اگر مخفی در گلشن برویت باغبان بر امید نشسته بود در پس دیوار باش	
در بزم ادب راه چو یابی با دب باش پروانه گرت خواهش بر خوتنی نیست امشب شب وصل است و بکام دل خوشیم	بکشاب گفتار خود و گوش لب باش چون شمع درین سلسله بیگانه طلب باش اے صبح خدارا نفسی بهم شب باش
تا گرد ملاسه بدلت راه نیاید مخفی بخت خو کن نیز اطلب باش	
عاشق من اگر گریان نباشد گو مباش هر بهای را چو آسیب خرابی در پی است منکه چون پروانه بر کتش زوم خود را چو شمع	درد عاشق را اگر در میان نباشد گو مباش غنیچه دل گرد مرا خندان نباشد گو مباش بر سرم اگر محرمی گریان نباشد گو مباش
منکه دام دل بسودای پرویان همد کشتی عمرم فناست در محیط آرزو دل چو شد صید محبت در ره امید و بیم	راز پنهانم اگر پنهان نباشد گو مباش دیده ام را موی طوفان نباشد گو مباش مرد مسکن بیابان گرد نباشد گو مباش
در فراغت دل ز دم رفت جان هم میرود در دست خون جگر از چشم دل افشاند ام	در تن بجان من گریان نباشد گو مباش گر بخون آغشته ام شرکان نباشد گو مباش
تا که محکوم سنگ تقسیم مخفی این متدر گر سگ را قدرت فرمان نباشد گو مباش	
از آتش غم شد دل آخانه آتش	فانوس سر شمع شمر خانه آتش

هر لحظه زنده شعله بدل آتش دوری بر واقعه ما جگر سامعه سوزد صحن چمن و بادیه گلگون حرفیان	تا چند توان بود چو پروانه آتش افسانه من شد مگر آتشی ما و غم تنهایی و بیامنه آتش
اے دیده خدارا از اثر که مخفی بیگانه آب است نه بیگانه آتش	
اگر عاشق شدی دیوانه میباش اگر در سر ترا سودای عشق هست به بیگانه اگر در آشنائی	گله بیل گله پروانه میباش چو مجنون از خرد بیگانه میباش از بزم آشنای بیگانه میباش
گلستان پر گل و مینا راز می کمش بار می و ساقی و مینا بودی محبت ز آتش عشق	بر غم ببلان مستانه میباش پیر از خون جگر بیامنه میباش سگه غافل گسه دیوانه میباش
کشاید هر که بند در برویت مخور مخفی غم و مردانه میباش	
فکاک آرد از آن تلخ یوسف را بهار اش مهر حسن تو در آفرین اگر چند حسنین باشد نه بنده دیده مجنون بغیر از دیده لیلی	که دارد چون زنجانی ز جان دل خریدارش شود هر روز خورشید و گرا آینه بدارش نباشد غیر لیلی هم کس دیگر طلبش
بیابان زکین ساغر چوستان ساغر می به پیش بر کن زاده گرد و دم دل و دین را طلیب اوقات خود ضائع کن هرگز باز نهم	که در بزم طرب بینش نتوان دید هشیارش که باشد طوق مرغان حرم ز خیر زارش که ذوق عافیت هرگز ندارد هیچ بیارش
نه بندد روزه آزادی ز قیود پستی باشد هر که چون مخفی ز جان دل خریدارش	

پری مرغ تنناز آشیانه خویش	که یافت دانه خال تو نه دانه خویش
بدیده روشنی دیده در من آید	چو در فراق تو گم کرده راه خانه خویش
گذشت فصل بهار و بزم سگ	هنوز بلبل طبعم بی فسانه خویش
رقیب و باده گلنار یار و صحن چین	مین صراحی چشمم بی شبانه خویش
ز بسکه عرصه میدان عافیت تو گشت	زمانه مهر نهد بر در خزان خویش
زمانه دشمن طالع زبون مرم و ن	چیز چنانکه ندیدم درین دانه خویش
به نعت دجان نه فروشم غم محبت را بعالمی نه دهم آه عاشقانه خویش	
بیا بیا و ز حسن نقاب از کش	ز روی لطف بقصه یاقوت در کش
گذر خانه فکر و بگریز پاک نشاط	نشین بسندش شگفتی سحر کش
بعشوه آتش نمرودیان گلستان کن	بنغمه هم نمرودیان برادر کش
بیت هر که دمی باده محبت را	بجام باده بگویم یای احمر کش
ردیف الصاد المهملة	
اگر مردی مستانه می رقص	به پیش محرم و بیگانه می رقص
محبت هر کجا بزم کند گرم	بسان بلبل و پردانه می رقص
مشو از بهر دانه صید صیاد	چو مرغان چمن بیدانه می رقص
لباس عافیت بیرون کن از بر	چو عاقل پیش بطلانه می رقص
چو مجنون از وفادار جذبه عشق	به روی رانه دیوانه می رقص
به بزم مننه بلب لب جام	بیاد شیشه و پیامه می رقص
نه گردد و گر ترا ویرانه معمور	هوا آسارین ویرانه می رقص

مده مخفی ز کف جام محبت	میان عاشقان مستانه می رقص
ردیف الطاء المهملة	
هر که گرم است بازلف پریشان اختلاط	نیست چون بیگانه آنرا بخودشان اختلاط
گردین گلشن سر پر و از داری عند لیب	بایدت با خار و گل پیوسته کیسان اختلاط
ره نور و عشق را دور می نزدیکی میکسیت	نیست مجنون را بودی خبر بجانان اختلاط
هر که در سرقا و اندیشه سودای عشق	نیست آنرا جز آبجوی بیابان اختلاط
کنج کا و زخم دل از بهر درمان تا کجا	زخم تیغ یار را نبود بدرمان اختلاط
ناقه سرگردان کن بلی که مجنون ترا	نیست در وادی بغیر از چشم گریان اختلاط
بیمروت این تغافل چند در درمان وصل	تا کی باشد ملابا در و بجران اختلاط
گر چه درد و آلوده ام درمان نخواهم از کسی	نیست بیمار محبت را بدرمان اختلاط
عمر شد صرف فضولی مخفی آبکشای شتم تا بکس باشد ترا با بوالفضولان اختلاط	
ردیف الغین المعجمة	
بے تو چه کار آیدم سیر گلستان و باغ	زهر بود جام من بے تو مراد یار باغ
دین من ایمان من شمع شبستان من	نیست مرا غیر تو مونس و چشم و چرخ باغ
مشک فشان کنم در ختن و درختا	بوسه سزلت تو گر خورم بر دماغ باغ
دلخ برون درون گشت کی لاله سان چند توان مخفی داغ بیالای داغ	

ردیف الفاء	
اگر چه با بخت سیه دست و گریبانم چو زلف بر رخ از اشک ندامت خط و خالی می نمود	در تلاش خویشین بر خویش بیایم چو زلف چهره آری رخ بخت پریشانم چو زلف
تا مگر در دنگ مه گلگون حسن از آفتاب تا مگر در چشم ایمان و اشارت آشنا	سایبان چهره خورشید تا بانم چو زلف پایان صورت زیبا و خوابم چو زلف
بهر تائید دلم دانائی در کار نیست غم فزاید بدل غم دیگران از صحبت	پای در زنجیر ناز و نوحه و سامنم چو زلف دام دلهای غم آلوده ایسیرانم چو زلف
نیست مخفی خاطر مآزرده از اشتیاق سنبل لب تشنه چاه و زنجیرانم چو زلف	
ردیف القاف	
آمد بهار و داد بگلشن ندای عشق نشود و نماند چو سبزه ز خاشاک بر دم	بلبل بر آینه سازد نوا و عشق یابد اگر ترشح آب و هوا و عشق
بیهوده کاوش تو نبینم طیب صیت خواهی بصیرت کن و خواهی باب چشم	درمان درد مانکنند جز دوا و عشق بجز خون دیده هیچ نباشد دوا و عشق
در بیتون بجزست دیدار جان سپرد چنین از آن ز دیدن لبی ز بوش رفت	فرمان نامراد تو از نا لهای عشق کایه صدمه درد ز بانگ راس عشق
گشتی اگر شکست نداریم بیستم غم محمود و بخت و ناز و نیا نمود و ایاز	بر سر سلامت ست ملنا خدای عشق ماییم و گوشه و بهین بودیای عشق
یا امان و بزم و باد و بنگاه عافیت	مخفی و در محبت بے انتهای عشق

اے درخ زلف تو پریشان دل عاشق آب که بصد خون جگر یافت لب خضر	مے پیش گل روی تو حیران دل عاشق دیدت در آن چاه زنجیران دل عاشق
نماز زلف تو سرشته زار تبار است تا گشت لب لعل تو همراز مکلم	هرگز نشود مآل ایمان دل عاشق خون دل خود کرد بدامان دل عاشق
خواهی بسردار برو خواه بیا و یز	از کرده خود نیست پشیمان دل عاشق
ردیف الکاف	
سرد مرغ چمن را ماتم اشک نبردی ره بودی محبت	که گل خرم شود از شبنم اشک اگر همچون بودی همدم اشک
ز گریه دیده را بزم خیالیست مشو غماز دل ناله کم کن	عجائب عالم است این عالم اشک که نبود غم دیده محرم اشک
بریزای دیده گرداری سرشته اگریم همچو شمع لذت آتش دل	که خند و غنچه گل از غم اشک نعلام همچو بلبل در غم اشک
ز دیده اشک حسرت ز رخسار مخفی که دارم بار دیگر ماتم اشک	
تا ز گریه در درون دیده گذاریم اشک این کسین باغ تنها هرگز آلودن نه شد	روز و شب از دیده همچون آینه ایام اشک خون دل چند لک می زاریم و میکاریم اشک
آتش دل از سرشته دیده تسکینی نیافت روز و شب از گریه بجز تو چون آبر بهار	تا بکے درد دیده گریان گذاریم اشک بر سر ترکان خون دیده بشماریم اشک
بسته مخفی که هنگام تماشا بچمن زادده از دیده خونبار برداریم اشک	

ردیف کاف فارسی

بقتل عاشقان کردی چو آهنگ
جهان از ذوق شد بر عاشقان رنگ
خیالت تادرون سینه جا کرد
برفت از آئینه مقصود دل رنگ
کش چون غمزه تو تیغ بیداد
پزد از رو صیاد اجل رنگ
مستم آن شیشه امید فرهاد
که ریزد بر سرم از آسمان سنگ

بر بستان مرادم بشکفت گل
بود مخفی درین گلشن صبا لنگ

ردیف اللام

ای روزه زیبا تر از شک گلستان نعل
وے قدر غنائے ترا سر و خزان در نعل
هر شمع گریان مرا صد جوی خون در آیین
هزار واک ناز ترا صد تیر خرکان در نعل
نازم چشم عاشقی کو گریه در زندان عشق
دارد از اشک لاله گون رشک گلستان نعل
بلبل بود سیر حسن کو از اشک خوان آموختن
در دیده دارم از صبا صد بیستان نعل
گرویم وقت خودی غافل از خوانت شو
زیر که دارند از حد صد چاه کفان در نعل
هر شعله آه مرا صد گونه شور اندر کسین
هزار واک ناز ترا صد نشیب بیکان در نعل

مخفی نریمان جفا از دست بیداد غمت
چون غنچه دارد حیثیت صد چاک نیران نعل

در خون شسته ام هر شب ز آرزوی دل
دارم آب دیده جهان شست و شوی دل
اویس ز درد و محنت بهجران گریستم
یک قطره خون نماند مرا در سبوی دل
گشتم چنان ضعیف که در تن نشان یافت
چند آنکه کرد و یک غمت جستجو دل

سوزد هزار خرمین غم را بیک نفس
سر بر زند چو شعله آه از گلو دل
بس مرغ جان بگریز بهجر تو خو گرفت
خواهم که روزه دیده گرام بر دل

جانان و بزم باوه و هنگامه با قریب
مخفی در در عشق و جهان گفتگو دل

باوه بیرون میرود از دست چون بنگ گل
نازه کن بر کس بلبل در گلستان کام گل
بلبلان را غنچه دل بشکفتند آرزو یاب
گر بگلشن آورد باد صبا پیغام گل
از تنها در نفس بلبل در حجب و غل
بشنود هر جا که بلبل گفتگو فام گل
تا توانی در گلستان باوه را بر نرکن
چون ندارد فرصت آغاز انجام گل

بشکفت مخفی اگر از داغ دل نبود عجب
باغبان را عید باشد موسم بام گل

گر صبا آرد بگلشن مزده پیغام گل
بشکفت دل عند لیبان اچو گل انام گل
ناله و زاری مئی آید بگوش اندر چین
شد مگر بلبل اسیر حلقه های دام گل
باغبان فرصت غنیمت دان بگلچین چین
کما اعتمادی نیست بر آغاز و بر انجام گل
بشکند گریه را غم را در چین ساقی چه پاک
میتوان نوشیدی را هم شب در جام گل
غنچه بکشاید چو بکشاید لبست در بوستان
در کلمه از بزم تا و حد نهم گل
شیشه بزم آرا و گل خندان بلبل نهمه سنج
نیست هنگام حریفان بهتر از هنگام گل

گل به بلبل با دار زانی و بلبل با چین
ز آنکه مار نیست مخفی طاقت ابرام گل

گیرم بدست خویش از آن در بهار گل
نگاید بیرون بهار ز چوب و ز خار گل
تا که در انتظار نسبی توان نشست
تا که توان مقیم رفو شفا بگل
خواهی ایام پر کن و خواهی سوز اشک
مرغ چین عللج ندارد دخیار گل

هنگام گل گذشته و عالم چو گلشن است	بس داغ یاس کرده درین روزگار گل
بلبل بکام خویش فغان کن که نقد اشک	مخفی ز دیده کرد نهانی نش انگل
اسے پر تو جمالت شمع هزار محفل	دے زلف تابدارت حل هزار مشکل
پروانه دار گرد بر گرد شمع رویت	بیند اگر رخت را ہر آئینہ مقابل
مقصود تویی ز کعبہ ورنہ نکردی محفقی	حاجی ز ہر خانہ قطع اینقدر منادول
در دیکہ بدرمان تو بیرون رود ازل	صد حیف کہ آن درو بانسون رود ازل
ارباب نظر را بیقین قطع حیات است	آندم کہ خیال لب میگون رود ازل
از بسکہ بدل زخم ستم خوردم و رفتم	تا حشر تہ خاک مرا خون رود ازل
گیرم کہ مبرہم بہم آید و ہن زخم	آن لذت پیکان تو ام چون رود ازل
مخفی جگر چرخ شگافت ز سر درد	ہر ناوک آہے کہ بگردون رود ازل
تو ہم جانی و ہم جانانہ دل	خیالت میہمان خانہ دل
ز لیاخوار از تصویر حسنت	منقشی کردہ ام کاشانہ دل
محبت ہر کجا بزمی کند گرم	توئی شمع و ستم پروانہ دل
کن ساقی دلم خون بہر جامی	کہ شد پر خون دل و پیکانہ دل
چو مجنون عاقبت مخفی بہر کو	مراشد بر ملا افسانہ دل
روایت المیم	

کہ چو مجنون ز جنون دامن صحر گیرم	کہ چو لیلی زالم طرہ لیلیا گیرم
کہ زخم پنجہ امید بسر پنجہ یاس	کہ دامن تمنا بہ تمنا گیرم
کہ بناخن جگر عصلہ را بشکا خم	کہ زہیو صعلگی دست اطبا گیرم
کہ از آتش دل نور ظلمت بستم	کہ از بخت سیہ پر تو بیضا گیرم
کہ در بتکہ ز مار حامل سازم	کہ در کعبہ دل دے مصلحا گیرم
بر خلالت اثر معجزہ ناسور کند	مرہم زخم جگر گرز مسیحا گیرم
کہ چو فرما دل سنگ بفرما دلم	کہ چون تیشہ قبل بادل خارا گیرم
کہ چون شمع ز ستر با قدم در گیرم	کہ از خون جگر ساغر صہبا گیرم
کہ از نالہ دل کوہ درام بفغان	کہ از گریہ قرار ازل خارا گیرم
چہ کم بخت ز خون چرخ جفا پیشین	از ضعیفی نتوانم ردہ عقبہ گیرم
آہر و ریختہ ام بس لذت بر خاک	خواہ آتش شوم و در ہمہ اعضا گیرم
پیش ازین نیست مرا اظہار دوری	ہستمہ دہ کہ بہر بہت سر سودا گیرم
از گدایان تو ام شاہ خراسان مدے	کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم
ہستم مخفی چو مرا قدرت گفتار بصبر	پایہ دامن کشم و دامن مولا گیرم
جنونم میزند بر سر وطن ویرانہ می خواہم	ازین ناحق شناسان خویش را بیکانہ می خواہم
بجنون آغشته بال و پر بجاک راہ می غلطم	اداسے غمرہ زان نرگس ستانہ می خواہم
بر آتش میز غم خود را ندارم بال و پروازے	بر پیش شمع رویت بہمت پروانہ می خواہم
گر فتم آنچنان لغت بہ لذتہاے زخم غم	کہ گوش عافیت ما گر ازین افسانہ می خواہم
بر غم عفتل کچھندے سر شفتگی دارم	درین سیمہ چون مجنون دل دیوانہ می خواہم
سر بستہ دارم بہ بہستان این مجلس	پراز خون در صر می صاف و بیلانہ می خواہم

زبانای زمان مخفی چنان آزرده دل گشتم که یک از مردمان دیده خود خانه میخواستم	
ما دل به بحث پیش تمنا نهاده ام مجنون جنونم دی از ادب عشق ما تشنه لبانیم درین بادیه اما ما جرعه کشان من عشقیم که مخمور هر جا که نهادیم قدم خارتم بود	ما سر بهوس در سرودانه نهادیم گشخ قدم دره صحرا نهاده ام بے چشم ترسے رفے بدریانه نهادیم مردیم و بے برب مینا نهاده ام بے آبله یا برمین پا نهاده ام
مخفی بغان کوش درین مرحله کاروز زادے ز بلے ره فردانه نهادیم	
باز میخواستم که ترک یوریهانی کنم تا یک در خانه دل نفس گشت مقیم چند دست یا بگل ناز طفلان کباب بزرگه عبادت باشد از دست نیاز	رو بسوے کعبه و فکر سلطانی کنم در حریم کعبه بنیان چند گهانی کنم خانه آباد را ویران ز نادانی کنم باله گر صبحگاه از پیشیانی کنم
حیف می آید مرا مخفی که در راه امید نقد عمر خویش را صرف پریشانی کنم	
دک امیز جنونم خانه رنگین کرده ام پنجه شانه نهم در پنجه زنجیر زلفت بر نه شایده که با بر دیده بهر مقدمش تا کند قصد کاره گاه گاه در حین	در آتشام غم سبانه رنگین کرده ام دست رنگین نخی رنگین شانه رنگین کرده ام بزم رنگین فرش رنگین خانه رنگین کرده ام باغ رنگین آب رنگین دانه رنگین کرده ام
بهر طفل آرزو مخفی ز غم شباب جگر بر در خانه افسانه رنگین کرده ام	

باز میخواستم تو ماتم سرای خوش کنم تا شن آشفتهی بر رشته جان می زخم باز نفس میخواستم صفت آدانی گشتم گر متاع کاروان مصر را شاید صبا تا حبابندم ز خون دست طلب ز کز لکه بر تن من مویم از سوز دل افکار شد نگاه در دیرم گسده وادی و گدازم	بهر تسکین جنونم خاکپای خوش کنم کز بر سر مرغ دل ساز و نواز خوش کنم بهر آئین شهادت کربلا خوش کنم پیش من بهر فغان بانگ رے خوش کنم چون ز لعل و لب رے یوسف لقا خوش کنم بعد ازین باید مراد را شفای خوش کنم بچو مجنون از جنون هر روز جلای خوش کنم
در ره بیگانه ای آئین دل شد سیاه می روم مخفی که طر ز آشنای خوش کنم	
لب تشنه بمردیم و بے آب نه گردیم ما ببل عشقیم و بے لب نه کشادیم ما گرم روان ره عشقیم چو منصور تا قبله ماطاق دوار و سوسه تو باشد	چون خضر بے آب بهر باب نه گردیم سوزیم چو پروانه و بیتاب نه گردیم از دار نه ترسیم و ز احباب نه گردیم نزدیک به تبخانه محراب نه گردیم
آتشکده سینه ما شعله نشین نیست زان آب بخوشیم که سیراب نه گردیم	
تا اندازه برون بر دل اندوه غمی دارم بمس خون جگر آید اگر به جیش ما غم تا چند تواند وشت جراح نهان زخم در قید کند عشق افتادم و آزادم امروز اگر کردی بر ما ستم بگذشت جان دارم و مرغ دل در پای تو نگذردم	در سینه بهر عضو پنهان المی دارم از هر فرقه خارے جوی غمی دارم بر هر سر مو از غم زخمی ستمی دارم در سایه سروی ام گر پشت خمی دارم اندیشه فردا کن من هم حلقه دارم بر سفره اخلاص ست گریش دکی دارم

از درد کباب دل از اول شب تا صبح افراشته برگردون مخفی علی دام	
ز بس محو گشته فراموش از نفس کردم بیا بان غم و محنت طراوت بخش بتان شد ندارد غواش گلشن دلم در کج تنهائی فشد خضر درین وادی آب ندگی زهر	دو دست جان چو پنهان در غوش ز بس غن دل از دیده بیای خاروش کردم تو و گلزار ای بلبل که من خواب نفس کردم بے لب تشنه و حیران مثل چرس کردم
نبرد چون مقصده ز حسرت و جو اگر مخفی نشستم با تشکیبائی و از رفتار بس کردم	
ز نیم عشق بازیم پروا کس نداریم رو از ستم تا نیم از درد و غم نثاریم ببریز شد ز ناله کانون سینه ما بلبل صفت دل ما با ناله خو گرفته	ستیم و لا ابالی نیم حس نداریم جز جان نیم سپردن درد دل هوس نداریم فریاد بے تا مل مثل چرس نداریم باغ و بوستان بے باز نفس نداریم
مخفی بکاس هستی بے یار و آشنایم جز صاحب حقیقت فریاد رس نداریم	
تا مه محسن ترا خورشید تا مان دیده ام بر رخ آئینه ات چشم نگه کشاده ام آرزو دارم از دل کیس بر و ن افکند ام در محبت دست خود از کفر و ایمان شسته ام گر نگیزد دست ما را نا خدا لے گو گیر بر جگر تا ناوک تا رنگا هست خورده ام مخفی از زلف و لغت ال جان بگذشته ام	در لب لعل لببت لعل بدخشان دیده ام آب حیوان را دران چاه ز خندان دیده ام یوسف مقصود را در چاه کفان دیده ام مرغ دل را صدیان زلف پریشان دیده ام کشتی امید خود را غرق طوفان دیده ام بر بدن هر کسی خود را نمیش پیکان دیده ام محنت باد جهان را جله در بیان دیده ام

شب از درد جدائی تا سحر فریادی کردم گس پر وانه سان برگرد شمع آه س گشتم بجوم غم شد مشبک پنچان بر خاطر غالب بدل نقش خیال دیدن رو س توی بستم بر پیش شمع من شب بیا د شمع زسارش چو مرغان نفس سردم بیا د گلشن رویت اگر در کشور خوابان کس داد کس داد	ز شمع بخودی از روز و صلت یاد میکردم که از درد جدائی ناله چون فریاد میکردم که بر دم مرگ نور خود مبارک یاد میکردم با مید و صالت خاطر خود شاد میکردم ز بس مرغ تننا از نفس آزاد میکردم فغان تازه را در دل ز تو بنیا د میکردم ز میاد ویر و دیان هزاران داد میکردم
نبودی شور گر خوننا چشم از گریه مخفی گلستان بے پروا نه آبادی کردم	
در قافله شوقم چو بیدارم جرس افتم از خون دل و دیده بدامان تننا بس داغ ز بجز تو نهادم بے رگ و پے بے رو س تو گر جانب گلشن گذرافتم	صدم حله عشقم چو پراه هوس افتم صدم رشک چمن دارم اگر دقتش افتم ترسم که شوم آتش و درشت خس افتم چند آنکه قدم پیش نهیم باز بس افتم
مخفی به تننا و هوس چند درین راه دریای خس و خار چو بانگ جرس افتم	
ما از شراب لذت مستی گذشته ایم بر ما غم و نشاط ندارد تفاوتی تا برده خمستیار محبت عنان ما من مخفی از دیر پرستی گذشته ایم	بحون صفت ز عالم هستی گذشته ایم بس یا رازین بلندی و پستی گذشته ایم من مخفی از دیر پرستی گذشته ایم
اگر بل ویرم سوز و بغیر ز بال بگردم نیم آسما بگرد کوس و شب تا سحر کردم	من آن پروانه عشقم که برگرد شرر کردم بجگشت گلستانش چو بلبل گریه کردم

برفتن اینچنان گرم که دای محبت را بهر جا حسن را بنم عشقش آتش افروزم	اگر از پا فرو مانم به پهلویا بسرگردم سپند آسا بهم از جا و برگرد شرگردم
بمقصد چون نبردم ره همان بهتر بود مخفی	کزین دای بی پایان براه رفته برگردم
ما طریق عاشقی از حسن یا از آموختیم	این پریشانی از لطف آن نگار آموختیم
اختیار گریه مادر کف اندیشه میست	نی خودی از گریه ابر بهسار آموختیم
گر رسد صد فوج غم از جانم چندی بیا	پای در گل بودن از لوح مزار آموختیم
بال کشایم بصید زیر دستی همچو باز	از هاس اوج این طرز مشکار آموختیم
اگر خطای رفت از دلبلر معدود دار	رسم داین ادا از روزگار آموختیم
که توان مخفی ز دیده را ز دل پوشیده داشت ما که اول راز پنهان آشکار آموختیم	
از عشق تو در سینه چیه غما که ندیدیم از گریه ز دوری تو چون شیشه بریدیم	در راه تو از گریه چه گله که نچیدیم سترا قدم خون شده از دیده چکیدیم
عم نیست که دل را ز غم سینه خیزیم هر زهر که در غمکه کردند مهیا	هر چند ازین واقعه گفتیم و شنیدیم مستانه و مردانه گرفتیم و کشیدیم
صد زخم زهر خارا چو گل خوردم آخر	چون غنچه به تن سپردن صبر دیدیم
مخفی نه گرفتیم عبت دامن غم را جان داده غم دوست زایم خریدیم	
ما اگر میستیم و گریه هشیار و گریه دوانه ایم	هر کجا غوغای عشقت لبیل پروانه ایم
نیست جز محراب بروی تو دل را قبله	گر امام کعبه و گریه راهب تیغانه ایم
همه و همه غمت بوده به بلطن مادرم	از ازل با این رفیق مهربان بهجانه ایم
این خمار آلود گه ما که برون آید ز سر	ما که در نرم طرب در می کش چانه ایم

نیست گرمور این ویرانه ماگو مباحش مخفی چون گنج پنهان مادرین ویرانه ایم	
میروم تار از دل از چشم پر خون بشنوم	حرفه از راز درون شاید ز بیرون بشنوم
جوسه خون از دیده می آرم بجایه جبه شیر	هر کجا افسانه فریاد و مجنون بشنوم
بس گرفتیم خو محبت مرده آسودگی	باورم ناید که از نجت همایون بشنوم
بسکه بودای پریشانی عشقم در هوس است	می روم مستانه هر جا نام مجنون بشنوم
در درون سینه من غنچه دل بشکفتد	از صبا بوسه اگر زان لطف شگون بشنوم
مکان دارم بر جگر صد داغ بر بالاس داغ	داغ که کردم اگر از داغ گردون بشنوم
میکنم سر دفتر دیوان خود توحید وار	از زبان هر که از عشق تو مضمون بشنوم
دست در آغوش هر دم همچو قمری در چین روز و شب مخفی که وصف تو درون بشنوم	
از هجوم گریه تنگ فغانم گم کرده ام	میخ زیر دام بهرم آشیانم گم کرده ام
گشته ام سرگشته وادی و از لیلای خویش	همچو مجنون از جنون نام نشانم گم کرده ام
بر تنم شد شعله آهیم لباس آتشین	در لباس عافیت گر پریانم گم کرده ام
در ره عشقم محبت ره بروی میروم	حیرتی دارم که این ره را چسانم گم کرده ام
نیست دیوانه مخفی لیکن از سودای عشق خوش را در زیر رنگ کودکانم گم کرده ام	
تا که به راه و ناله ز غم گفت گو کنم	تا چند ز آب دیده لبالب بگویم
آلودگی ز دامن پاکم نمی رود	صدره باب ز غم ز غم گشت شوم
ناید مرا بغیر جمال تو در نظر	آمین را اگر بنظر بر و بر کنم
گریه شامه به غصه من شوق	شاید گفتم ز گلشن وصل تو بگویم

رو بر نیاورد ز خروش فغان من	چند آنکه چاک سینۀ دل را فرو کنم
دستم نمی رسد چو بدان وصل یار	مخفی ز روزگار به بهر تو خود کنم
بے در آرزو با نفس کافر همی کردم	در اقلیم تنگ عمر با شاهنشاهی کردم
چو جام سزگون آخر تهی شد کاسه عمرم	پس نقد حیات خویش صرف گمبهی کردم
بیاد دوستان مشب چو میثاقی درستان	نهادم بر لب ساغر لب قالب تهی کردم
دو دست خویش پروانه حسرت میزند بر سر	بیای شمع افتاده که آخر کو تهی کردم
نشد گرد دست امیدم در آغوش طلب مخفی	بمحمد اسد که جان را نذر آن سروای کردم
ستمی ایدل کزین پستی قدم بالا نهم	یا بکام دل رسم یا سر درین سودا نهم
آتش عشق تو تا در سینه من بر فروخت	شعله می روید بجای سبز هرجا پا نهم
جذبۀ شوق محبت بسکه بر من غالب است	با جنون گروم رفیق و سر درین صحرای نهم
گلشن اشکم ز آب دیده چون سیراب گشت	بعد ازین غلامم کپایت دیده بردیا نهم
دشمن بجای محبت چون شدم در راه عشق	با یدم مخفی درین ره سز بجای پا نهم
ز خون دیده دندان را باز رشک چمن دارم	ز دل غم غصه صد گلشن بر بر پیرین دارم
بسان غنچه گریتم لب ز گفت و شنود اما	بخون دیده آغشته سر پای بدن دارم
چو بیل در غم گلشن ندارم نا تمکینایی	غریب و ناتوانم هر کجا افتم وطن دارم
بسان ابر نیسانی ز اشک دیده همت	کشیده در درگ جان صد جانم در سخن دارم
ز اشعارم دماغ جان مغمی شود مخفی	چو گل چاک گریبان نهان شک خفته دارم

ز سوز سینه دل آه آتشک می خواهم	در آتش آشیانی از خورش خاشاک می خواهم
منی گرد تسلی خاطر از پیغام واز نامه	گریبان صبور می بچو گل صد چاک می خواهم
ز درمان اطباء دفع درو من منی گردد	خمار آلوده بزمم ز آب تاک می خواهم
منی روید گیاه خرمی در باغ امیدم	چو ابر نو بهاران دیده نمناک می خواهم
منی یا بد دلم تسکین آه و ناله مخفی	چو گل حبیب گریبان فغان صد چاک می خواهم
برای دیدن رویت هوس زندگی دارم	و گرنه زمین حیات خویش صد شرمندگی دارم
نگویم گرم اگر سوز جهان را شعله آتش	ز بس از گردش گردون بدل افشگی دارم
چسان آزاد بشنم ز فکر و غم دم دیگر	بپا زنجیر و در گردن چو طوق بندگی دارم
نگردد پاک و اما غم باب کو خوار شویم	بچرخ معصیت مخفی ز بس آلودگی دارم
ما گرفتاران عشقیم از جهان آسوده ایم	پای تا سر لذت در دیم از آن آسوده ایم
بزمگاه ما غمستان ست با ده خون دل	مستی داریم کز کون و مکان آسوده ایم
گلشن با خرم از خونابه چشم دل است	از جفا صحرای باد خزان آسوده ایم
صنطرابی در پریشانی بظلمت هر می کنیم	در نه ز استغناء هست کهمان آسوده ایم
گر چه با زنجیر مخفی روید از آواز غم	شکر شد کز جفا به گمان آسوده ایم
دوش با گل صحبتی بر یاد بلبل داشتم	چون صراحی در گلو تا صبح قفل داشتم
نخت دل میشد مرا بر آتش حیران کباب	غم ایسم بود از خون جگر مل داشتم
بسکه خون دیده افشاندم بر طرافت چمن	هر طرف ز بزم صد خرمین گل داشتم
می در آید به نفس بر من غم از جابسته	بهر محرومی عیش من تغافل داشتم

مخفی راجی بحال من که در اندوه و غم پیش ازین من بیشتر صبر و تحمل داشتم	
در عشق تو بے قرار گشتم	رفتم و بهر دیار گشتم
بس داغ تو بر جگر نهادیم	داغ دل روزگار گشتم
وادی فراق غرق خون شد	بس دیده اشکبار گشتم
تا داغ تو بر جگر نهادیم	از زمره اعتبار گشتم
بردا من وصل یار نه شست	هر چند که چون غبار گشتم
نکشاده در مرا مخفی عمری پیروزگار گشتم	
یاد ایامی که دل در کوسه یارے داشتیم	همچو محنون پیش طفلان اعتبارے داشتیم
جیب بزمی گل زین بیشتر صد چاک بود	در میان ابل تا تم افتخارے داشتیم
آرزو را دیده اعلی بود بزم امید	بر رخ آئینه مقصد غبارے داشتیم
قشقه لب بودیم و آتش بود مار در مذاق	چون سمندر درین هر موش راے داشتیم
نقش می بستیم مخفی گلشن امید وصل در درون دیده از خون لاله زارے داشتیم	
گو بهر دے که نفهمد و دل و دس کر کنیم	آه دے بهر دے با دس کر کنیم
شبنم را بر دیده فشانیم بر چین	لبه های غنچه سرخ به خون جگر کنیم
از آه سر و خویش نه دیدیم چون اثر	آتش شویم در دل شمع اثر کنیم
صد روز بجز شب شد یک شب که وصل بود	نگذاشت روزگار که شامی سحر کنیم
مخفی قطار هفت رایام بگسلد در کوسه عافیت چو نسیم ارگرد کنیم	

هر جفاے را بجای زان شکر میخرم	می دهم کاسد تماشای را و گوهر میخرم
بسکه لذت یافتیم از گریه شام و سحر	میفروشم نقد جان و دیده تر میخرم
نیست تجارے چو من در کاروان درگا	صد جهان اندوه دارم بار دیگر میخرم
بر دل غمیده من خواه نوش خواه نوش	در محبت درد و راحت را برابر میخرم
می نهم از آتش غم داغ بر بالای داغ هنشینان خوش چنین سامان محشر میخرم	
چند از خون جگرے درایاغ دل کنم	سر زانو تا بکس فکر داغ دل کنم
عمر شد صرف جنون نیست از تحمل نشان	چند سرگردانین وادی سرخ دل کنم
خون دل میریزم و ترتیب گلشن میدهم	بر امید آنکه روزے سیر داغ دل کنم
بسکه دار و تیرگی از غم نه گردد روشنی	پر تو خورشید را گرد در چراغ دل کنم
سوخت سزایا دل و دمع جنون باشد بعد ازین خواهیم که مخفی ترک داغ دل کنم	
تا که حدیث با ده و جام و سبو کنم	تا که زبزم با ده کسان گفتگو کنم
مستی گذشت از حد و دیوانگی بیا	اے دل ز آب تو به من دسبو کنم
آلودگی زد من عصمت غنی رود	صد ره باب دیده اگر شست و شو کنم
بکشاد بان شیشه دے درایاغ کن	تا از داغ دل گل وصل تو بگو کنم
مخفی بغیر با ده جودل را داغ نیست بر خسیز تا بگوشت میخانه رو کنم	
اگر سد فوج غمت بر سرم از جانم	جز در مسیکه جانے به تمنایم
اگر شود هر سر موے بدغم شتر غم	عافیت جو نه شوم پیش میخانم
گوشه محنت و غم را بگشتان ندهم	همچو محنون ز جنون جانب صحرانم

در قیامت اگر جانب ضوان خواند	به تمنای دل از بهر تماشا نروم
لوسف طالع اگر جلوه نماید مخفی	به تماشا که حسنش چیز لایجا نروم
تا نام ز حسن یار بردیم	ز آئینه دل غبار بردیم
از بسکه ز دیده خون فشانیم	رونق ز گل بهار بردیم
از آتش عشق چون سمن در	سرتا بقدم شرار بردیم
نادیده رخت چو لاله فتم	داغ تو بهر دیار بردیم
مخفی بره و فاجو سیما	از آتش دل قرار بردیم
تا بکس بر در امید چو سائل باشم	که غبار نظر و گبه الم دل باشم
التجا بر در مخلوق ز کوه نظر سیت	چند چون اهل صنم برده باطل باشم
منکه صد حاتم طی در نظرم مثل گداست	حیف باشد که گدا طبع و گدا دل باشم
بهر نفس صدره گراش عشقم سوزد	باز پروانه صفت در پی قاتل باشم
می رود کشتی عمرم چو موج او مخفی	شرط انصاف نباشد که بیاحل باشم
بسکه در هجر تو خون دل بمانان کرده ام	پرزگل دامان خود را تا گریبان کرده ام
مدعی طعن پریشانی مزین بر من که من	همچو ابراز گریه کار خود بسانان کرده ام
بر جگر ز بس نهادم ز آتش هجر تو داغ	خانه دل را به زرشک گلستان کرده ام
میکنم لبیل صفت فریاد از ان شب که باز	همچو مستان بنجودانه یاد یاران کرده ام
مخفی چندین معال از نادان بیدارم	کین دل افسرده را من قف پیکان کرده ام

من آن پروانه عشقم که در آتش وطن دارم	چو فانوس آتش دل را بر زیر پیرین دارم
دل لبیل صفت از عشق تا گفت و شنود آرد	نهان در زیر هر حرفی گلستان سخن دارم
نه بنداری که در هجرت مرا صبرست آرامی	ز افغان اغیار بر جان مرغان چمن دارم
بخشگر بر سپندم چه آوردی بهین گویم	شهید خنجر عشقم گواه خود کفن دارم
اگر در گلشن عشرت ندارم راه ای مخفی	بمحمد الله که بارے گوشه بیت سخن دارم
ز بس افسردگی دارم هوا سوز دارم	چنان کاییده ام از غم که کاه زرد را مانم
گه در دام غم خستم گه صید بلا گردم	نه بنیم روزه آزادی اسیر در دامانم
نشان پای محل را ندیدم تا نهم چشمی	من آن سرگشته مجنون بیابان گرد مانم
مرا هر کس که می بیند ز سویم چشم می پوشد	بچشم مردم از خواری غبار و گرد مانم
گه از درد دل سوزم که از درد جگر نامم	نیم یک ساعت آسوده دل پرورد مانم
برویم تخته هستی در آئین پریشانی	ز نفسی پریشان مهره های نرود مانم
به یزنی و بی بونی درین بیتا سر مخفی	گل پرده گلها سب باد آور در دامانم
وست در دامن آن سرو خزان زده ام	چنگ در حلقه آن زلف پریشان زده ام
تشنه خون دل و آبله پائے شده ام	تکلیه بر پیش سرخار مغیلا ن زده ام
عزم تسخیر اقلیم جنون کرده دلم	خیمه لشکر غم را به بیابان زده ام
می توانم که کشم پائے بدمان شکیب	منکه صد چاک بیکتار گریبان زده ام
از نو آتشکده عشق برافروخته ام	آتش عشق تبان در سوسان زده ام
ز ورق دیده بغرقاب فنا افکنم	دیده برابر جگر موج طوفان زده ام
کرده ام دیر شنو گوش مسلمان را	بسکه ناقوس بمبید که گبران زده ام

در سر کوچه گبران ز تنگ نظری عقل	سنگ بے وصلگی بر سر پان زده ام
آفرین بر جگر م باد که در کشور هند	سکه لفت سخن راجح ایران زده ام
چشم گریانم پیای از بهار آورده ام	نافه ام بوئے خوشی از لطف یار آورده ام
نشسته بوئے گل داغم پریشانی بود	تخم این گل را ز باغ روزگار آورده ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است	در دلدل چند آنکه خواهی زان یار آورده ام
داده ام دل را بدست کافر بدیش زلف	قطره خون جگر را یادگار آورده ام
اعتماد عشق را نازم که بر درگاه او	برده ام بے اعتباری اعتبار آورده ام
قطره خون جگر جلای دلم در سینه بود	وان هم از راه نظر بهر شار آورده ام
بعد عمر کزده قصد جان جهان من است	مرغ دل را صید آن میر شکار آورده ام
سایه خون خورده ام کز موج طوفان غم	کشتی بی طاقی را بر کنار آورده ام
هر طرف هنگامه گرم است از غوغای من	
فتنه مخفی عجب بر روی کار آورده ام	
من آن چشم غماز را می شناسم	من آن محرم را ز را می شناسم
غمّت دوش با من هر جنگ در	من انداز آواز را می شناسم
زبانیده هوش و فرزند تلکیت	من آن جنگ این ساز را می شناسم
حزن از قافل برابر و گره	که من چنگل باز را می شناسم
بقیّت کمر بسته از دوش تاب	که من تیغ اعجاز را می شناسم
مده پیش چشم فریب نیازم	که من شیوه ناز را می شناسم
تواضع مرا بهر اعزاز باشد	من آیین اعزاز را می شناسم
برادرج دگر می پرد مرغ امید	من این طرز پرواز را می شناسم

گویش من از وجود و عدم پس	که انجام و آغاز را می شناسم
زیر نگین خویش مخفی چه لانی	
که من یار و مساز را می شناسم	
همه ارباب بهمت کز پئے غم میروم	اگیسوس آه پریشان بهرام میروم
روزگارم گزند زخمی بهر تار رسد	کافرم گریک قدم و دنبال مزهم میروم
بر سر راه اجل بنشسته بهم مرگ صیبت	خلق و عالم رفته اند این راه من هم میروم
گرچه دنبالم ز بهر بان درین راه بکن صیبت	میروم گر چند گامه پیش یا کم میروم
در غم و اندوه محنت صیبت این بی طاقی	
مخفی ام روز و فردا چون ز عالم میروم	
دوش بر خاک درت پهلوی بستر داشتم	در طواف کعبه بودم حج اکبر داشتم
شعله میزد آتش سودای عشق از دماغ	خانه را در آتش دل چون سمندر داشتم
ساقی درد کشانم داد شب ساغر می	کز خمارش طعنه بر خضر و سکن داشتم
نیست پروانه ترا گر قدرت پرواز عشق	دل بر آتش نه که من هم پیش ازین داشتم
مخفی استب دماغ جان معطر داشتم	
در سر زلفت سخن بچیده عنبه داشتم	
می روم تا بهر خود ویرانه پیداکنم	واندران ویرانه از غم خانه پیداکنم
دانه دانه اشک زان ریزم که به مرغ دل	از سترشک دیده آب و دانه پیداکنم
در میان جنون از بهر صحبت و دشمن	نیست اگر فرزند دیوانه پیداکنم
شیشه می گرد و تهی و بزم آخر میشود	گر من از بهر طرب میخانه پیداکنم
تا زخم سر نخیزد در زلف پر زردان عشق	از ستر گشت محنت شانه پیداکنم
شد بهار عمر و باغ آرزو و غرم نه شد	سے روم تا گریه مستانه پیداکنم

ره نیام پیش شمع از براس سوختن اگر ز نو بال و پر پروانه پیدا کنم	
برغم بلبلان آتش بازی بستم ز گرمی میروم آبی بر آتش خانه بجران چو مر جان شد شمع در آتش دل شب بیاد روی تو آتش بگوشه می گشتم پنهانی گرفته خنجران در کج تنهائی ز یکدیگر جدا شد عقد دل تسبیح می کردم	ز خون دیده در دل نقش صد گلزاری بستم بهر سامری آتش بت بیمار می بستم گل از باغ هوس می چیدم و بر خاری بستم نظر چون عن لبیان بر گل رخساری بستم که در بر دس عکس سایه دیواری بستم کمر گیره اگر در خدمت ز نار می بستم
رخ امید را مخفی اگر اول چنین دیدی ز راه آینه دل را گل زنگار می بستم	
سبک رویستم چون بو که دنبال صبا فتم سفر کردم که بکشاید دل از سیر جهان کردن نهادم رو باین وادی زنا کامی نمیدانم	اگر نبارم چنان از غم که گریزم ز جا فتم چه دانستم که در غربت بکام از دلم فتم ز ضعف قوت طالع کجا خیزم کجا فتم
نجات از غم چنان یابم که هر روز میروم مخفی چو مرغ بے پروا بال بدم صد بلا فتم	
شب بیاد تو گل آتش بلبلان کردم جیب دل چاک زدم بیکه ز سودا جنون برگرفتم دل امید ز بیکانه و خویش خون دل بیکه بر خسار نگه افشادم کاوش داغ کن بیکه بناخن کردم جذب عشق رساندی لبم محل دوست	بچو مرغ غان چمن ناله پریشان کردم دست قدرت رنگی صرف گریان کردم مشکلات دل خود را همه سان کردم سیرگاه نظر از دیده گاستان کردم پنجه دست چو سرخچه مر جان کردم من ز بهیسی خود رو به بیابان کردم

جان گر انما به متاعی ست ولیکن مخفی نخ این جنس بازار خود از ان کردم	
باز میخوانم که غوغای دگر پیدا کنم رو بودی منم باشد که از عجز عشق میگذارد دیده را سوز در غم تابک نقد دانش میفرستم میفرم جنس جنون سپیل اشک دیده از بطن قتی سر میدهم دیده ام ظلم و ستم چند آنکه از ظلمات هند	از جنون در دل تمنای دگر پیدا کنم بچو خود مجنون در سوا دگر پیدا کنم بهر لب چشم بینای دگر پیدا کنم تا بهر بازار سودای دگر پیدا کنم تا بملک هند دریای دگر پیدا کنم میروم کز بهر خود جاس دگر پیدا کنم
میتوانم چند گاه رفت مخفی بعد ازین در ره امید اگر پای دگر پیدا کنم	
دروفا چون شمع با غم جا نگذاری میکنم صد دام محنت و ستیاری با غم میکنم در حریم کعبه باشد تا نماز من درست میکنم دیران بدست خود بنای عمر خود	در دیران خود را چاره سازی میکنم با وجود بے پریا شاه بازی میکنم جامه خود را بخون دل نمازی میکنم مثل طفلان بر سره خاک بازی میکنم
می خرم دل غ فراق میفرستم نقد جان مخفیا وقت سفر شد کار سازی میکنم	
فصل گل رفت حرفان و شرابی نه زدم شد تهی شیشه عمر از تهی هستی و هنوز حیف صد حیف که در ضعف زنی سامانی کشتی عمر تابا شد و در بحر وجود	بر لب تشنه دل قطره آبی نه زدم بزم ما گرم نشد سحر کباب نه زدم بر دماغ دل خود مشت کباب نه زدم دست در دامن خاشاک جباب نه زدم
عمر شد صرف می مویکه مخفی بهیات	
بهر مراد دل خود داده تاب نه زدم	

تا کے بگرفتاری دام ہوس افتم	تا چند چو مرغان چین در نفس افتم
تنگ ست ز بس بدول من عرصہ ایام	خواہم کہ شوم شعلہ درشت خس افتم
برکندن بنیاد من لے چرخ چہ کارست	من کاہ ضعیفم کہ ز باد نفس افتم
من محتسب و بادہ کشان دشمن جانم	این طرفہ کہ بکاس بقید سس افتم
مخفی نہ اگر خواہش بودے جنویمست در مجلس عشاق چرا چون گس افتم	
نہ تنہا سوز دل را من شمع آہن بدم	فغان تازہ من بہر مرغان چین بدم
بفرکان کردہ ام جوئے کبہ بیتون غم	بواشن پیشگی زاد طلب از کون بدم
ز ناسازی بخت آخر نہاد منے در غربت	دل پر داغ بجران یاد گاری طن بدم
بزیخاک گر بینی دل آدم پر داغ است	بدل داغ جدائی را ہمین تنہا من بدم
علیقت دان تولے مخفی کہ ہنگام سفر کردن پراز اشک ندامت دیدہ بانوشین بدم	
نہ امید و یاس را پیچیدہ باہم دیدہ ایم	صبح شادی را طلوع از شام باہم دیدہ ایم
نیست دل آزرده گردش طالع ہشتاد	نقش ہر دو بے را در چہرہ ہم دیدہ ایم
غور در دو غم کن ایل زاکہ در آئین عشق	خویش را محرم بہ نرم عافیت کم دیدہ ایم
سنہ ما کے شود سیر بس کہ گرد بلند	ما کہ در بلوغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم
در بروے خندہ مثل غنچہ گل بستہ ایم	اشک حسرت تاروان بر کدوم دیدہ ایم
دست و پایا پیودہ ایل بہر سائیش فلن	اکیں مطالب ابروون از دور عالم دیدہ ایم
کے در آید در نظر مخفی لباس عافیت ما کہ نفس پوریا را مسند جم دیدہ ایم	
ما کہ چون مجنون ز سودا جنون دیوانہ ایم	دوست با اہل جنون دشمن فرزندانہ ایم

شیشہ با خواہ پر باشد ز من خواہی تہی	ما خارا آردہ جام سے جانانہ ایم
بسکہ دل آزرده ایم از صحبت اہل جہان	روز و شب در فکر ترک این کون پرانہ ایم
ما خارا مستی شہائے مستان دیدہ ایم	از صمیم قلب بد خواہ سے و میخانہ ایم
قدر گو نہریت غواصی کہ در آرد برون	ورنہ ما ہم اندرین دریا در کیدانہ ایم
شعلہ ہر جابر فرزد از محبت در جہان	از برائے سوختن ہم شمع ہم پروانہ ایم
صرف لہو و لعب شد عمر گرامایہ ہنوز روز و شب مخفی چو طفلان گوش ابرنایہ ایم	
بسکہ دارم سوز دل خود را بر آذر میزنم	سینہ را بر شعلہ دل چون سمندر میزنم
شد بہار عمرم و دفع خمار مان شد	دوستان موزور گریستانہ ساغر میزنم
بہر کب زندگانی کے روم دنبال خضر	منکہ استغنا بر آب حوض کوثر میزنم
آفتاب آسمان ہمتم زید سبحاب	بر غلط از مشرق افلاس خود سر میزنم
در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر	تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم
نقد صلفان معنی را در وایج دیگر است	تا در قلم سخن من سکہ بزدل میزنم
نیست گریال و پر پروانہ در کنج نفس	دست حسرت چون گس پیوستہ بر سر میزنم
پیش فانوس خیال حسن تو پروانہ وار	بر امید شعلہ شب تا سحر بر سر میزنم
بر نیاید از درون خانہ آوازے برون	عمر با شدن برین در حلقہ بر سر میزنم
دوستی با دشمن آل پیر کے کس نہ	منکہ لاف دوستی با آل حیدر میزنم
بگدازی یکسر اگر مخفی ازین دون ہمستی در گدائی طعنہ بر شاہی قیصر میزنم	
ز جور اہل ستم دوستان چہ چارہ کنم	بغیر آنکہ گریبان صبر پارہ کنم
کجاست حد بے دیوانگی و مد ہوشی	کہ از میان جفا پیشگان کنارہ کنم

خمار باده مستی و چشم خواب آلود ز توبه چون غرض تانها نپایان نیست میان مردم بیگانه راز نهان را شب فراق تو از بس خجاک زیرم شک	به بزم باده کشان تاب کی نظاره کنم بغرم توبه چه حاجت که استخاره کنم چونمیت محرم رازے چه آشکاره کنم تمام دوسه زمین را پر از ستاره کنم
آتش که بدل سوز دگر تازه کنم منکه سودا زده عشق جنونم چه عجب هر شب از ناله بگلزار چو مرغان چمن باعث گریه شام و سحر اینست مرا چند بر یاد سوز زلف تو از شبنم اشک ترسم از گریه من قیمت گوهر شکند	این کس داغ جنون را بجگر تازه کنم بر سر داغ اگر داغ دگر تازه کنم مژده آمدن باد سحر تازه کنم که ز خوناب جگر داغ نظر تازه کنم بر لب جوئے نظر سنبیل تر تازه کنم در نه از خون جگر رنگ گهر تازه کنم
مخفیا چند ز جور فلک شعبده باز همچو یعقوب بدل داغ بستر تازه کنم	
در داکه ز قید ستم آزاد نه گشتیم تا بود شگافنده خارا مرزه ما تا خوسه بویرانه گرفتیم درین هر تا با طلب دره عشاق نهاده هر جا که در آمد سخن از درس محبت تا شقیقه سلسله حسن تو گشتیم تا بلبل عشقیم که بے واسطه مخفی	ایک خطه ز غمها س جهان گشتیم محتاج دم تیشه فرما دهنه گشتیم نزدیک نیز دیک آباد نه گشتیم سرگشته درین بادی چون باغ گشتیم شمرنده ز شاگردی استاد نه گشتیم پایند سوز زلف پر ز یاد نه گشتیم صید قفس و حیل صیاد نه گشتیم

تا چند غش شستن بهر دماغ هر دم صندوق سینه من شک گل سرکشش بهوده چند مجنون سرشته بیا بان افسردگی خزا بد ساغر بغیر دلبر	نما که توان گذشتن بر طرف باغ هر دم دارم بے نهفته در سینه داغ هر دم لب تشنه و پریشان بهر سرخ هر دم از هرست نزد دانا س درایغ هر دم
بر طبع اهل مجلس مخفی گران نماید پروانه جان فشانگر بر چراغ هر دم	
رو بادی جنون با دل پر خون فرستم دیدم از اشک همتی گشت بول پاؤنشد ناخن سخی چونکشا دگره از کارم ناله زار دلم چون به اترکار ساخت که نیا مد پس پرده ز رخ فال مراد بر نیایم من از اندیشه این زار بزم	با امید از در امید چه مجنون رفتم تشنه لب خراک راز لب جیون رفتم صد گره در دل ازین سلسله بفر رفتم همچو فرهاد دل آندده و مخزون رفتم سالمها بر اثر بخت جهایون رفتم کادم بهر چه و باز چنین چون رفتم
باش مخفی تو درین خانه که از آتش دل من چو فانوس دم صبح نه بیرون رفتم	
منم کز خم غم خوردن و خروشدن نمیدانم من آن بردانه عشقم که کوزدم و مرغم زمانه جامه محنت و دزدانم که میداند گور از دولت با من که من از ساده گویم	بخر خوناب دل جالبی نوشیدن نمیدانم ز استیلا عشق او خروشدن نمیدانم لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم چو طفلان را ز دل از غیر پوشیدن نمیدانم
نبرد مرده بقصود درین دیوان مخفی که در راه طلب آیین کوشیدن مخفی دانم	
اسه دیده بیا تا بطرب نام بر آیم سامان نشاط از قهوج و جام بر آیم	

بر زخم دل از غم نمک تازه فتانیم مردانه در آیم بمسیران محبت با ایم که از جذب محبت به تماشا اگر شیشه را گشت تھی از سئو گلگون	در دے بدل سینہ خود کام بر آیم نامے بجنون در صفت ایام بر آیم خوبان جهان را بدرو بام بر آیم خوناب ل از دیدہ با برام بر آیم
تا با عاشق پیشگی ما نام بیرون کرده ایم بسکه خوناب جگر برخاک افشانده ایم قامت سرو چین دیگر نیاید در نظر انجن آری عالم گشته حسن آفتاب	رو فقی در کار و بار عشق بجنون کرده ایم دشت و صحرا خون را دجله خون کرده ایم تا نظر بر قامت آن سرو موزون کرده ایم تا لباس چرخ را از آه گلگون کرده ایم
تا با غم بهرم شدیم از محنت و غم فارغیم پیش صبر را گرفتاری دادادی مسیت تا ز نشتر لذت درد جراح است یا فیتیم با پریشانی و ناداری قناعت کرده ایم بیش و کم گزیده چون قناعت بدیون انزل	با مصیبت تا گرفتیم خورما تم فارغیم همچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغیم با جرات خود گرفتیم وز مرهم فارغیم از چین و برسم کشید نهام فارغیم با توکل پیشگان از پیش از کم فارغیم
کریم و زاری مظلومان ندارد چون اثر مخفیا صد شکر کز اشک مادم فارغیم	
دوش اندیشه ز تبحر چنین میگردم با اثر از دل اغیار نیاید خیرے از پئے باد صبا به سرو پای رفتم گفتگو سخن عشق من امر دنیاست	خون دل تا بسحر نقش جبین میگردم چون لبیل شدگان ناله حزین میگردم هر نفس یاد دم باز پسین میگردم مشق سودا بجنون وقت چنین میگردم

شد بیکسوز خرد هر که مرا مخفی دید کاش سوداے ترا پرده نشین میگردم	
بیا اے دل که بر حال خراب خوشیتن گیرم بزم سے ز بدستی نمیکریم من ای ساقی باشک افشاندن چشم نه گود سوز دل کمتر گه خود را چو پروانه زخم بر شعله آتش	بسان ابراز چشم بر آب خوشیتن گیرم بر انجام شب وصل شرب خوشیتن گیرم مگر هم خود برین جان کباب خوشیتن گیرم گه چون شمع در زیر نقاب خوشیتن گیرم
نزد صبح مرادم دم که آمد شام نو میدی بیا مخفی که بر عمر شباب خوشیتن گیرم	
می نویسم نامه و از غم تکایت میکنم می دهم بر باد هر دم دفترے از عمر خود بسکه چون مجنون خون عشق بر من غالب است رو با بادی منے آرد دل ویرانه من اے سلامت رو من سنگ سلامت بر سرم رو بخاک آلود گیهایم ز گرد راه نیست	راز خود با عکسار خود حکایت میکنم خانه خود را بدست خویش غارت میکنم در حریم کعبه لبی از زیارت میکنم عمر باشد عمر صرف این عمارت میکنم کز سلامت خویش را من خود ملامت میکنم تا جد امان از تو بر سر خاک حسرت میکنم
از دامت اشک حسرت میکنم در دیده جمع مخفیا سامان صحراے قیامت می کنم	
پیر کفایم ز گریه چشم تر گم کرده ام سوسه کفایم میبزم از مصروفی پیرین قطره خون داشتیم در سینه و دل نام بود مرد میدان بلا ام از زبونهای محبت که کنم پرواز بهر طعمه مانده باز	روشنی چشم از بهر پیر گم کرده ام از هجوم شوق پیغام و خبر گم کرده ام دانم اندر موج طوفان نظر گم کرده ام همچو نامردان درین میدان جگر گم کرده ام منکه در اوج قناعت بل و پر گم کرده ام

گر می هنگامه غور شنید را بشیم چه قدر	منکه از بخت سیه شام و سحر کم کرده ام
جستجو بی حاصل مست مخفی برین خواب بند	گوهر مقصود را جاسی دیگر کم کرده ام
ردیف النون	
بهار آمد حریفان شمشیر پسته میتوان کردن امید وصل اگر باشد اسیران محبت را چو در دشت غالب شد بهر نغمه رنای چو جام جم نمی بر لب در صدق دل نریه ترا آه دل مجنون چو دامن گیر شد لیلی	بر غم بلبلان جام پیای میتوان کردن بیک انداز گامی سر بر می میتوان کردن بواوی تار قانون از رگ می میتوان کردن دعای بر روان خسرو که میتوان کردن درین ره محل خود را بنی می میتوان کردن
از حد بگذشت لای مخفی بے شهامی بدستی	
خمار آلوده هم یک صبح هستی میتوان کردن	
عاشق باید بکوسه یار بیمار آمدن در طریقی عاشقی بسیار دوست از ادب نیست آسان پیچ بزر زلفی زبان زدن عاشقی یعنی که کنج محنت اندوه و غم	داغها چون لاله بر دل دیده خوبا آمدن عند لیبان بے اجازت سو گلزار آمدن در درون کعبه می باید به زنا آمدن نه بسیر باغ رفتن بیا زار آمدن
در محبت ترک جان و ترک دین شرط است مشروط	
نیست مخفی کار هر کس بر سر دار آمدن	
دوش چون ماه جمالت بچو آب مدبرون بوسه روح افزا نمی آید مر از آب گل هر دم از در جدائی بسکه چون ایر بهار	والد و شنید از هر سو آفتاب آمد برون بوسه خون بلبلان مست کز گلاب آمد برون جاسی اشک ز دیده من خون ناب آمد برون

بسکه کردم گریه در وادی سحران بعد ازین	جاسی آب ز دیده من خون ناب آمد برون
تا بکس ز راه بخت مخفی درون خلافت اه	نشسته از دست پستی از شراب آمد برون
تا گل زخارا آن ملاز حجاب آمد برون ماه من کیش بر آمد تا به بیند ماه عید با وجود گریه ز مشبک تش دل تا سحر	غنی در گلشن ز حسرت از نقاب آمد برون که آنرا دید گفته آفتاب آمد برون لخت لخت دل ز دیده چون کباب آمد برون
بهر صید مرغ دلهای گرفتاران حسن طره زلف بتان با بیچ و تاب آمد برون	
می دهد هر دم رواج کفر تنفاس من عکس میناکه من خانه روشن میکند چشم من در خواب غفلت هم نه بیند رو خوا حسن آنرا دل و جان را نقد جان خرم پیش شمع حسن مهر دیان من آن چراغ ام مرغ روح چون سمندر بس با تشو گرفت دیده ام آسودگی بس در تیر اندر دگر	می منت زاید رونق تسبیح راز ناز من طعن بر غور شنید دارد سایه دیوار من دشمن خواب غرور دست دیده بیدار من شادی گرد دل دشمن چو از آزار من کز خجالت آب گرد شمع از دیدار من از حرارت شعله گرد دانه در منقار من دار و صحت سخا اید این دل بیا ر من
بر حسین زین پیش مخفی داغ روانی منه	
داغ دل چند آنکه خواهی هست در باز من	
بے گل رویت نخلی ام زنده جان خوشین نیست باد صبح را گلشن حسن تو راه گر بر آید جان ز تن مهرت نمی آید برون برده ام گوسه اجابت را با امید دعا	غیر گل بلبل نخواهد آشیان خوشین کرده تا زلفین مشکین پاسبان خوشین داده ام چون مغر جاد در استخوان خوشین ساخته تا نام تو در زبان خوشین

اشک چون ریزد چشم در کنار آرزو	اگر برون آرم ز دل راز نهان خویش
همچو مخفی بچکس در عاشقی نردی نبات	باخت اندر نرد بازی خان مان خویش
کار مشوقان نمک زخم نهان رخسار	کار عاشق خون خود در پای جانان رخسار
نیرست کسان نیمه بزل زل بر رویان زدن	خون دل میاید ز دیده بدمان رخسار
گر نهادم داغ عشقت بر جگر معذور دار	باغبان را میرسد گل در گریبان رخسار
صحبت بیگانه زان دارم توبه آفتاب	اگر بود شوار باشد پیش خویشان رخسار
دیدم خود بر کش مخفی در گریه که توان	نقد عمر خویش را بر سو پریشان رخسار
اگر میل سخن داری دم از دم سستی زن	در دم زده یاری از باده پرستی زن
در صحبت بدستان چون مست شدی بچرخ	بر شدیدی غافل مستی شده دستی زن
مردیم ز مخموری تا که می انگوری	یا تو به کین از می یا جام السی زن
داری سر بر دازم انداز بلند کن	هر جا که فرومانی هر کجای پستی زن
اندیشه لمن مخفی بر تنیز سحر گاه	بر لشکر اعدایت مردانه شکستی زن
بسکه شد خون جگر در زندگانی قوت من	بر خیزد بعد مردن از زمین تابوت من
اعتباس نور از شمع کند کسب آفتاب	طعن بر خورشید دارد پرتو یا قوت من
بعد مردن غم مخور مخفی که در آیین عشق	بلبل در روانه گیر دایه تابوت من
نه سوسه گلشن حسنت نظر توان کردن	نه در حریم خیالت گذر توان کردن
نه بار قیام توان بخت ببردن	نه از دیار محبت مفر توان کردن

نه برو فاس تو بستان توان دل امید	نه از جفا تو قطع نظر توان کردن
نه راز عشق تو بتوان نهفتن اندر دل	نه سر خویش کس را خبر توان کردن
از گریه سوزش دل کم نمی شود مخفی	مگر بصبر علاج شر توان کردن
گرم شعله آس ز دل آید بیرون	نخت نخت جگر من متصل آید بیرون
بسکه آغشته بخون مست دلم تادم صدور	ترجم گریه گشت گل آید بیرون
در و چون گشت فرون شدل غم از برون	نال و آه بهم متصل آید بیرون
هنر یاب چنان گشته که از غایت یاس	اشک از چشم تیان خجل آید بیرون
خواه در انجمن شاه بود خواه گدا	بے طلب هر که رود منفصل آید بیرون
مخفی در چمن از گریه بلبل ترسم	جای گل بر سر هر شاخ دل آید بیرون
در بهاران همچو گل در خیمه در گلزار زن	با پر رویان نشین و ساغر شرار زن
دفتر دانی خود بر سر بر بادده	آتش نادانی در خرمن پندار زن
مخفی تا میتوانی بر خلاف باغبان	گل بچمن زمین گلشن و برگوشه دستار زن
چو گل خندان گلشن سیر گلشن میتوان کردن	چو بلبل بر سر هر شاخ شیون میتوان کردن
بهار آمد شستن تا بک در خانه ایستان	بیا به گلشنی کمره نشین میتوان کردن
روان شد گلشن گل در آیین قایل	گل خون جگر را هم بدامن میتوان کردن
مکن عیب اگر گشت بیابان گرد چون مجنون	وطن در میوایها به گلشن میتوان کردن
چو عقیق از غم بجران در بیت سخن بستم	برش خود که تنها مشق مردن میتوان کردن
ز خاک من بش دهن که از هر خدا کیش	چراغی بر سر هر خاک و شن میتوان کردن

بامید نگاہے رفت مخفی دل دست من نگاہے از ترحم جانب من میتوان کردن	
بلبل برفغان چمن ز دیدار گلستان اے دل بجفا ساز که در دیده بلبل بستند حریفان چو بر ویم در گلشن پرواز کند مرغ دلم در نفس تن گل چهره نماید بر نظاره بلبل شد فصل بهار از چمن فصل خزان شد	تا که بود این رونق بازار گلستان فرقے بود در گل و در خار گلستان چون سایه نشینم پس دیوار گلستان دائم بهوای گل و رخسار گلستان خارے که بود بر سر دیوار گلستان تا چند توان مرغ گرفت از گلستان
مخفی من اسرار نهان فاش کردن بیگانه کند محرم اسرار گلستان	
چند خوناب دل از دیده بلیان کردن نیست اندر شام از کوتهی عمر وے کاوش دیده کن گریم که در راه طلب خون بدوانه ز هم ریخته بر سر هم	سما کنی ناله ز بیدار پریشان کردن بایدم زاد ره هجر تو سامان کردن نامبارک بود آزار رفیقان کردن باید اے شمع ترا شمع شهیدان کردن
کار مخفی شده وسیع جفایت در کار بیگانه چند توان قصدا سیران کردن	
بیای اے دل فیه یاد وطن کن خدا را پرده از رخسار بردار چو گل اے عنایب از دیدن گل گرفته چون ز خسرو کام شیرین چو گم شد یوسف عمر تو مخفی	چو قمری ناله بر سر و چین کن ز شمع حسن روشن انجم کن هنران چاک در حجب بدن کن دعای بروان کو کین کن وطن ز گوشه بیت الحزن کن

از نگانی چسبیت دریای گلستان زین دعوی حسن بر وے خوش فگندن نقاب نیت کار کسی این شیوه موزنی ماست از گلستان دشمن صحبت بنا چندان بے تو بهار عمر گذشت و خزان شد این چمن بسکه آب دیده من ریخت در زندان بهر	با پریرے بکام خویش مستان زین آب حیوان خوردن و چون خضر نهان زین خون دل نوشیدن همواره خندان زین نزد دانا بهتر است نهان زندان زین همچو گل تا چند با چاک گریبان زین باید چون لوح اندر موج طوفان زین
مخفی رسم ست ارباب خرد را از تو دیدم با دل پر داغ چون زلف پریشان زین	
ردیف الواو	
اے ضیا خورشید تابان راز ماه روے تو دیدم معنی و صورت کرد روشن همچو شمع دشت صحرائے قیامت کرد مثل تو بهار صبح عیش عاشقان چون شام باقم شد سایه از غم عشق تو یکدل در جهان آزاد نیست	وے مہ عید اسیران گوشه ابروے تو تو تیرے دیدے کس گرد خاک کوے تو ریخت از لب خون مردم نرس جان دوے تو تا نهاد زلف مشکین بے خود بروے تو یک جهان سرگشته مانند سر هر موے تو
با شهیدان نعمت کار سیحامی کنند من دزد هر که نیم صبح دم در کوے تو	
دارم سرے و لیک به پیش بسو گرد تا که آب دیده کم شست شوی رو در سر هوای باده و دل در خیال زهر مایم دشمنه ز متاع جهان و بس	مستانه گرسنه بسرا بر و گرد تا چند ابرو سرد در آب جو گرد دارم دل ضعیف بصد آرزو گرد وان هم برے باد صبا بهر تو گرد

بکش از بان ناطقه مخفی که یک جهان معنی بود نهسان بسر گفتگو گرد	
ز د شعله آتش بل آلوده آب کو	اے دیدہ سیل اشک ترا صطراب کو
گر نیست عهد کیف جوانی چو کیمیا	آن نشئه ہائے مستی عہد شباب کو
خلق ز ظلم بید گردون خراب شد	انصاف در سوال و زبان جواب کو
گفتم شبے بخواب بہ بینم رخ مراد	لے چشم رویاہ ترا بخت خواب کو
ہر دم علامتے و نشان قیامت است	مہرے و طبع صادق او آفتاب کو
شد نسخہ حساب مفتح بہ بحساب مخفی کجاست اہل تمیز و حساب کو	
فصل بہار میرسد بادہ خوشگوار کو	ہر سر رہ نشئه کل ز مژمہ ہزار کو
گلن بچمن کشادہ دست چادر چرخ نیلگون	ساغر عیش کرد پر غنچہ ز سہ شمار کو
گشتہ ہوائے بوستان تو شہ کن ز شبنم	ساز نوای بلبل و ساقی گلزار کو
گلن بچمن کشادہ وعدہ وصل میدہد	سہل بود نشستم دیدہ انتظار کو
بواہوسان عاشقی بستہ خوابے بدست	دستہ خانگاہ نیست دست بخون نگار کو
گوشہ نشین دل کنم دیدہ دہل زمانہ را	بہر نمودن رخت قول کجا قرار کو
وعدہ بعشقم دہی فصل بہار زندگی	گردش دور دون پرست اینچہ اعتبار کو
آنکہ نوشتہ میدہی فتوے باختیار من	دست نیست و دہنت زشتہ اختیار کو
کشتی چشم عافیت بر سر موج فتنہ است	باد مراد و رکاب روستنی کنار کو
مخفی اگر چشیدہ بچاشنی شہادت دانی روشنی چراغ کو لوح سر سزار کو	
بسکہ نہادم بدل داغ تمنائے تو	شعلہ ز د سینہ ام آتش سودائے تو

گشت چمن غرق خون بہکے ز تیغ نگہ	خون اسیران بر خیت ز گس شہلاے تو
جام صبو سحر بیار و وعدہ بفر دامن	نیست مرا پیش ازین وعدہ بفر دامن
در چمن انتظار داغ محبت بدل	صفت زدہ لالہ بہر تماشاے تو
از نظرت می رود عمر گرامی بہ باد آہ چہ شد مخفیادیدہ بینائے تو	
روایت الہام	
دائم از گریہ بود دیدہ باب آلودہ	ترک مستی نہ کند لب بشراب آلودہ
شیشہ من ز سہ خون جگر لبر نیست	من از ان مے کنم لب بشراب آلودہ
میرسد بوسے دل از نالہ زارم بدماغ	بوسے خونناہ دہد سبب کباب آلودہ
سرگرائی نرود از سر او تا دم صور	دیدہ بخت چو گردید خواب آلودہ
مخفی ہر خطہ من از بخت سوائے دامن تا بیکبار کند لب بجواب آلودہ	
فروغ جلوہ حسنت چنان دیدہ بچیدہ	کزان آتش درون سینہ عکیدہ بچیدہ
شود یا قوت اگر نیم بچشم تربیت در سنگ	مگر خورشید از حسن خود ز دیدہ بچیدہ
گشتہ واقف از مضمون از ان غولش منیالم	کہ مکتوب محبت را بے سنجیدہ بچیدہ
نہ بایکا لنگان دارم نہ باغوشان سرالفت	ز بس بودے عشقم در سر ز دیدہ بچیدہ
بہر سچ و تاب نو میدی ز پائشیں کہ درشن	گیاہے میر و در برکمان بچیدہ بچیدہ
بہین دست ز بچار کہ ہر سوار غم یوسف	ہزاران دست خود در خودی بہریدہ بچیدہ
از ان بر غولش می بچم ز سوز سینہ ام مخفی کہ در آتش چو چوب تر خود بچیدہ بچیدہ	

کے بے سبب مارا چنین از خاک پیدا کرد	تو بر شناسائی خود این فتنه بر پا کرد
هم دین و هم دل پرده هم قصد جا کرد	کین با کسے هرگز نکرد تو انچه با ما کرد
با آنکه در نموده از یک فریب و عده	در دیده هر دیده خود را تماشا کرد
با آنکه از کون و مکان امکان ملاز جله تو	در چشم هر صاحب دلی چون مردک جا کرد
نه طاقت بستن نه قوت بر خاستن	با این ضعیفهاے ما را شکیب کرد
دیوانگان را ز ابلهی در قید عقل افکند	فرز انگان را از جنون سرگرم سودا کرد
از بهر یک بیگانه بر آستانه در بسته	بابت پرستی کا فری چندان مارا کرد
گاهم پریشان میکنی که مشق طوفان میکنی	اے اشک روز افزون مگر اینک صحران کرد
فیض کرامت میکند مہیار بہ دیوانہ را مخفی در اعجاز سخن کار سیجا کرد	
سنبل زلف ترا نسبت موعنی چه	گل امید مرا نشہ بو یعنی چه
من کجا دہوس بزم سرت ز کجا	شیشہ بخت مرا راہ گلو یعنی چه
دفع سوز جگر از گریہ مستانہ نشد	آتش عشق ترا آب سو یعنی چه
نیست اگر قصد مہم ہر طرف تو	افتن شام و صحر کوے بگو یعنی چه
کرده تقلید خط حسن تو مخفی در نہ روز و شب ہر دو ہم رشتے برو یعنی چه	
تا اگر دروے تو از خط نشان برخاست	دو دو میدی ز جان عاشقان برخاست
نکست گلزار حسنت تا احبا آلودہ است	عنایبان را ز جان کہ و فغان برخاست
چشم نیکی مرا را بدل ازین دل بہتان	کاشنای و مروت از میان برخاست
این خبر پیدا است کہ دست چلے روزگار	ہر طرف چون روز بخشد الا مان برخاست
زندگانی را بجلالت ز کرد و دل زینار	مخفیا کین شتر از کون مکان برخاست

زیر یہ کا سہ چشم لبالب پر ز خون گشته	ز بس اندر دہجانت غم و درد من فروں گشته
بر کعبہ سو گندی کہ درد من فروں گشته	نہ پنداری کہ در ہجرت بہ پیغامی ختم نہ شد
کہ قلب سزلت تو زنجیر جنون گشته	چو مجنون اندرین دای از ان دیوانہ می گردم
کہ گاہ غم مل بر دل چو کوہ بیستون گشت	چنان اندر در مجوری ضعیف و ناتوان گشت
ردیف الیاء و تحتانیہ	
من و باداے گلگون لالہ نشہ ہستی	چو چین شگفتہ گرد ز نوے عنایبان
کہ ہزار چند دار و شب ہاے ہستی	سے ازان بروز ہرگز نکشند سے فروشان
شب و بادہ حریفان ہر دو بخش مخفی تو و بادہ خمارت من و گریہ ہاے سستی	
لے بواہوس چہ شیوہ مجنون ہوس کنی	باید براہ عشق فغان چون جرس کنی
لے مرغ دل ز شبنم اشک ہمار شد	ساکے فغان و نالہ بکنج قفس کنی
از جو راہل جو رہے فریاد سے کنی	بارے یہ پیش عادل فریاد رس کنی
سر بر خط اطاعت و فرمانبری نہد	ساقی پیالہ را چو بکام عس کنی
مخفی چو گفتگو سے بجائے نہیں رہد بہتر کزین حکایت بہودہ بس کنی	
دل من بہر دشواری بنگاہ دل غریبی	نہ بدیدہ ماندا شکستہ نہ بدل مرا شکیبی
بر چمن ز رستہ ہرگز چو قد تو بیج رسی	نہ کشیدہ دست قدرت چو تو بیج جانتی
شب سستی و صالت ز خوار بہر ترسی مخفی قرین فراز سے بچان بود شبی	
بہرمانہ عشق مشبہ پرواز سے داری	با شمع مقابل شوگر و مستی داری

ایکه از زلف سیه بر رخ نقاب انداختی
 بقرارت موج سیاه خت برابروان
 از نگارمت آب منی خاصیت کش گرفت
 تا چراغ گل ز عکس شمع رخ افروختی
 در دل ویران من تخم محبت کاشتی
 راه خواهم زد خیالت در لباس شب روی
 پر تو رخساره خورشید عالم گیر شد
 معصیت ادوی غفلت طاعت بباد

گشت مخفی عاقبت یل شرک از موها
 کشتی امید را در موج آب انداختی

مخ غل دار و سر پرواز یاران هستی
 عند لب گلشن عشقم در بازار عشق
 بلبل و گلزار با هم صحبت یاران اهل
 در حقیقت تربت عاشق کم از معشوق نیست
 خنده کافیت بلبل غنچه مقصود را
 دل که شد سرگشته وادی ز تنهایی چه غم
 دلربایی پیشه عشقت تعجب هیچ نیست
 جستجو آرزو دل نشان ابلهیت
 پیش ماطر زرقاری و آزادی کیست
 دوست خواهی که باشد پادشاه و برقرار
 بهر شادانی گلزار محبت باغبان

صفت شد عمر گرامی و کردم حاصلی
 غیر افسوس و پشیمانی و اشک حسرتی
 نالدا که رانیست گزینا تر مخفی غم مخور
 عاقبت پیدا کن این چیز از ان قیمتی

آغاز قطعات و رباعیات

من ز دل تنگ دل ز من تنگ است
 صحبت ما چو شیشه و سنگ است
 مخفیا که رسم بمنزل دوست
 راه تاریک و مرکبم لنگ است

ایضا

بلبل از گل بگذرد گر در چین بلبل مرا
 بت پرستی که کند گر بر چین بلبل مرا
 در سخن پنهان شدم مانند بود برگ گل
 هر که دیدن یل دارد در سخن بلبل مرا

ایضا

دل بصورت ندیم تها شده سیرت معلوم
 بنده عشقم و هفتاد و دو ملت معلوم
 واعظا هول قیامت بدل ناممکن
 هول هجران گذراندم قیامت معلوم

فرد

پروانه میتم که بسیکدم عدم شوم
 سمع که جان گذارم و دم بر نیارم

آغاز مضامین

ز اب و گل این چین ماهمه بستان او
 قوت دل میداد بوسه گلستان او
 برق درخشندگی پر تو خورشید یافت
 گشت چو بام فلک عرصه میدان او
 معجزه غیر بی مشعل دین بر فروخت
 ظلمت کفر از جهان رفت بچولان او
 طره بنامه ازل در دل من کرده بود
 شکر که برباد رفت این سفر سامان او

عمر تلف کردنت خوردن آب حیات تیر کمان های ما چون خورد بر بدون در ره هر از دصد خطر افزون بود هر که بدیای عفود و سنجالت نهاد هر که بنای عمل بر سر همت نهاد عهد جوانی گذشت آتش احم گداخت طفل صفت تا بک در پنهان زلال بید چشم مردت ز جریخ دشتن از ابلهست بوسه کباب جگر می خورد دم برداغ گرنه چشده قطره آب ز تیغش اجل دم زدن از حسن و عقل خطای کند رنگ خزان و بهار عقل بهای کند	عمر ابد یافت ست خضر بیابان او گشته بخون جگر سرخ چو پیکان او قصد دل و جان کند شیر نیتان او سر بفلک می کشد رفعت ایوان او موج طوفان ندید کشتی عصیان او مغز دماغ و دلم در غم هجران او نیست بخون دل شیر بهستان او قصد دل و جان کند ناوک شرکان او آه که دل را گرفت آتش هجران او قص کفان جان دهد بر سر میدان او دام دل و جان بود زلف پریشان او رونق باغ و گلست فصل زمستان او
مخفی ظلمت سرت در پی نفعت تو رفت مطلع خورشید شد مقطع دیوان او	
مطلع دیگر	
مزمده خورشید وار مژ گریبان او از خطر آذر برون کشتی امید نوح هست نهان هر قدم چشمه آب حیات فتنه بیه کرده بود کفر بهر گوشه شیوه آشفتنی از گل و سبیل برد	رنجسته چون آفتاب نور بدامان او معجز پیغمبر است موج طوفان او در ره اندیشه خضر بیابان او داد به باد فتنه رونق ایمان او سر چو بر آرد ز خواب نرگسستان او

روز قیامت چه غم عاصی شرمنده را روشنی دیده یافت کشور بهشت آسمان اگر چه به نیروی دین هر دو جهان را گرفت آه که در جستجو حوصله را باختسم	هست شفع گنه شرم گناهان او ساز نبوت نهاد پای در ایوان او اگر و تعلق نیافت راه بدامان او از سر نومی شوم باز پریشان او
بر دل مخفی گمزنم دگر خورده است خون زدل می چکد باز ز افغان او	
مطلع ثالث	
شعر بود همچو تن معنی او جان او دایه من شسته بود سینه بخوناب دل فیض سخن گوهر بیت ریخته ابر کرم رنج بیه دیده ام تا که به نیروی عقل اگر چه سخن گوهر بیت از صدف بحر دل احب عشق مرا اگر بهر ایداد بید گل که چه سخن چمن غطر فروشی کند نیست عجب اگر شود چهره گل سرخ رنگ اهل سخن ناخن بیهوده بردل زند ظلم و ستم پیشگان زد بدلم آتش و سوسه خاطر مفرقه دارد سخن دت چل ساله عقل در پی اندیشه بود هست هنر پروری ورنه برون آورم	گرمی بازار و رونق دکان او شیر ز خون خورده ام از سرستان او صیقل دل می کند جوهر نهان او پای سخن برده اند قافیه سنان او بسکه نه دریا بود یا فتن امکان او رو به بصیر اند طفل دستان او سوده بحبیب سخن گوشه دامان او خون جگر خورده است غنچه زندان او مرهم زخم دل ست گرد نمکدان او مغز سخن با سوخت شعله سوزان او آه که تاریک شد آئینه رخشان او تا که بر آورد دل گوهر از کان او از جگر خون چکان لعل بدخشان او

دل که در قلم تن نوبت شاهی نواخت
گر چه ستم کرد چاک جیب شکیم بزور
گر چه مجنون صنم محض ستم کرده است
چرخ که از روی کین بسته بخونم کمر
نیمت از تقصیر او دوست اگر دشمن نیست
شب همه شب تا سحر از سر مردانی
نیمت اگر تشنه لب باغ مروت چرا
دیده خونریز شد مرد گرفتار را
چشمه آب حیات چشمه چشم است بس
آهمت بهیوده چند بردگران بهر دل
خضر عیث می رود در پله آب حیات
پای طلب باز کش از در احسان بهر
خرمن عمر را جز پر کاسه نماند
رونق گلزار فکر باد ستم برده بود
ده که ز چشم امید نور تن برفت
تخم محبت فکند در دل من ذوق تن
جذبه اخلاق مادره دین غالب است
دم ز سخن میزند فکر ز نو و خشم

مطلع رابع

راه مد این کجاست که ز حرمان او
تا بر سر گل کند خار مغیلات او

مغز سخن آب شد در کف اندیشه ام
دم زدن از منج او دور بود از ادب
قیض عطایش گرفت باغ خراب دلم
ضامن ایر بهار دیده گریان من
ریشه فرو می برد در جنش چوب خشک
از شجر دشمنی بار محبت دهد
بله مدد آب تیغ معرکه رستخیز
گلشن امید را یاس خزان کرده بود
حسن و ملاححت بهم عریه جوی کند
روح نکو اختیار همدی مشت خاک
سر ز گریبان شب بر نزد این آفتاب
بر ورق سرنوشت هر چه رقم یافت ست
پایه فرو تر نهاد از سر عرش برین
خواست که در بر کند جامه لوح دقلم
نا نشود غیر او محسوم راز نهان
کعبه جو تیغانه بود معجزه او شکست
پشت فلک شد و تا تا نشد
مشرده احسان او باد بر در گریه
موجبه دریای نیل راه طفیل تو داد
علم لدنی تو گوهر دریای علم
باغ جهان را اگر فکر مرمت کند
شعله آتش بود رنگ بیابان او
که خطا کرده ام موج من دشان او
نخل نشان من ز من ثمره دهی زان او
نائب باد صبا فیض گلستان او
فیض بهاران دهد شبنم احسان او
تازه کند کام جان میوه بهستان او
رنگ گلستان کند خون شهیدان او
باز تو تازه ساخت شبنم احسان او
گر زده صلح شان زلف پریشان او
بر گل مانتا تفاوت پر تو ایسان او
نور باد تا انداد شمع شبستان او
لوح و قلم انتخاب کرده ز دیوان او
جای نشستن ندید عالم ارکان او
بهر شرافت نهاد پایه گریان او
از عقبش باز گشت سایه دامان او
رویت تیغانه را بر سر بهبان او
از سر کبر و منی راست در دیوان او
رو بدین نهد یوسف داخوان او
تا ز خطر گذرند موسی و اعوان او
کشتی شرع تو شد موج طوفان او
چون درق زار شود برگ درختان او

نیست اگر اتفاق اهل نفاق از بهر او	کشور دین را گرفت مفت باذان او
مغلسی از حد گذشت اهل بهر رادریغ	مانده آستین دست زرافشان او
پس بحقیقت نبرد و نجات نهاد	هر که هدایت نیافت در ره ایمان او
هر که بتدبیر عقل دم ز جنون می زند	صد و چهل طون بود بنده فرمان او

مخفی ز بی طاقی ناله کند مرغ دل
چند چو طوفان نهی گوش بدستان او

عزم سفر می کند این دل دیوانه ام	آه که جز ناله نیست یار بیابان او
چشم مردوت دارد از نظر در زگار	خون جگر می چکد از سرمه زگان او
حوصله که بدنه تنگ بین دل غمیده ام	عرض تحمل کند بر سرمه دیدان او
در جگر بی جگر قطره خوسنه نماید	خنجر مزگان او طالب مرجان او
بر در سلطان عصر حریف ندارم دگر	تا که رساند بعرض مقصد ارکان او
ثانی صا جعفران باد شده انس و جان	آنکه فلک سر نهد بر خط فرمان او
برده اقلیم او حادثه راه نیست	لطف خدا فدایان هست گه بان او
قوت بازو و ظلم رفته بملک عدم	یافته عمر ابد عدل بدوران او
زهره شیر فلک آب شود در هر اس	تیز کند گر نگه جانب ایوان او
فتح ز اقبال آن بر سر هر کس بود	پیکر نصرت زند دست پادمان او

ایضا در نعت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم

دل من بسبب عشق مست و داغ گلستانش	خدا و یاران باغ و بقا حد خیا با نش
دلی کرد در نهانی چشمه سیل خون گریه	بیابان را کند در تنگ گلستان چشم گریانیش
اگر دیوانه عشقه گلوان روی زمین وادی	کاین دای عشق است ناپسید پایش

بیابانی که در وحشت جگر از شیرستاند	نه آن اوی که گل باشد خشم غار غیلانش
اگر دیوانه عشقت کشد یاری دین وادی	دم گشتگی هم درد باشد ماه کفانش
نهال باغ عاشق پیشگان یارب چه بار آورد	که جوی خون دل می آید از دیوار بتانش
بدل پوشیده ام گر جامه عشق بتان اما	ز چاک دامن غم کرده ام طوق گریبانیش
کلاه قیصری نازم که دست جیم نشان او	نهد از روی آفتاب بفرق تاج خاقانش

دل غم پر و مخفی هواست گلشنش دارد
که خط استوا باشد مقابل با خیا با نش

من و عشق گرفتاری دل و اندیشه حسنی	که زنجیر خون باشد سر لطف پریشانیش
با نون بر بنی آید ز سر سودای عشق او	بیدار هی مشکند در راه دین مسلمانیش
مؤدب میکشد بهوده رنج از سبق دادن	فلاطون زمان خود بود طفل دبستانیش
دوطاقی هست عالم چه در صوت چه در مینی	ای طاق خم برود و دیگر طاق ایوانیش
تعجب نیست گر روشن شود زان چشم نابینا	که مرهم می نهد بر زخم از گرد نکدانش
عبث باشد بنرم عشق گر کجبر برافروزی	که فیض صد گلستان است پنهان در یلانیش
شود عاصی کس که جامه نام سید دارد	حیات جاودان او شهید تیغ برانیش
اگر و چشمه معنی میسر نیست بی فکر می	بجای در بودتش نهان در قعر عمانیش
ازان در پرده ظلمت نهان شد چشمه حیوان	که آب از چشمه کوثر خود خضر بیابانش
نبود آثار کفر و دین که هفت اقلیم عالم را	بزند قوت بازو گرفت از کفر ایمانش
عبث این طرز ایمانست بر کفر می خندد	رواج دین اسلام است کفر کافرانیش
محبت بر دل غمیده هر کس که غالب شد	گهی بهیند خندانش گهی بایند گریانیش
مدیس درس ازان گوید که فیض صحبتش باید	ندارد احتیاج گریه زاری ذوق وجدانش
شرافت نیست گر لوح مزارم فرشت مسجد شد	زیارت خانه قدس است بر قبر شهیدانش

نباشد اگر چاشنی بعد مردن بر سر قبرم
ز درد نا توانیها چو شد کار دولت از دست
محبت من بگوید خرد سرگرم استاد دست
ملاست از آسمان باز دست از زمین رویه
چه شد آن بر تو خود شد عالم تاب و یارب
بر غم شادمانی غم وطن در سینه من کن
کس را میرسد لاف محبت با غم جانان
نهانی گریه دارم ز دل در دیده در دیده
پریشان ناله دارد دل غم دیده در سینه
با وج ممت محبت روان شد ناله دارم
سمت محبت اندیشه زین کرد دست میخوانم

مطلع ثانی

دلم مرغ سحر خیزست و داغ پذیرد تابش
بنازم عند لبی را که در راه وفاداری
دو دو بوی جوین بسین همواره در جنگ است

دل غم دیده مخفی چو بیل زار می نالد
ز درد داغ تنهایی کجا افتد رفیقانش

چونایا بخت در عالم هر جا دامن شوقی
دل من سخت می نالد لبس سوز جگر دارد
غم تنهایی و درد جدایی برد آراهم

به تهمت کرد در زندان مراد شمن بجهاد الله
سرواحی دارم دل اندیشه من رفتم
بود اندیشه دل را اگر در استیمن دستی
شدم ملک نصاب و از بلا آسمان رستم
حیات جهادان بخش خدنگ از ستغنا
قبول افتد اگر از من دل غم پرور خود را
بگو نوح نبی الص که کشتی تاسکبه پشتی
لکن آشفتگی کن یاد ایام گرفتاری
متاع قیمتی و عمر قیمتی را نمیدانی
درین دریای بی پایان پی عفو گنگارن
شهنشاهی سر بر ملک هستی احمد و رسل
شهنشاهی که در لوح و قلم از غایت شفقت
شهنشاهی که در زبان درگاهش بصیرت
شهنشاهی که بنویسد بر لب عاصیا نرا عفو
شهنشاهی که پیش از کمالات عالم و آدم
شهنشاهی که از دست قضا مهر نبوت را
کمال قربان باشد که از معراج جهانی
بهارستان عالم را بود از فیض او رونق
کس کاغذ در آتش بریزد قطره اشک
عتابا بود و با بے زهر جانب که بر خیزد
بود حسان او ایامی که در صحرای ناکامی

بند و رصبر شکستم کلید قفل زندانش
که تا صیقل کند آئینه غوغای تابانش
برون آرم من از کان سخن لعل پخشانش
ز دم از جان و دل دست توکل تابانش
که باشد خیمه حیوان درون خم پیکانش
نهم بر سفره بهمت لبان مرغ برانش
درین دریای بی پایان که پید نیست پایش
که از زمان دگریری رونق آرد فغانش
نمیدانی چو قیمت را مه اندوختنش
جبابک سا بر آرد سز در یاد دست جهانش
که در دنیا و فیما بوا داشت حکم فرانش
غم دنیا فراموشش غم عقبه فرادانش
ملکانشستن مید بر فراخک ایوانش
دران ساعت که نویسد بر لب عفو دیوانش
فلک دیده قرص آفتاب سفره تابانش
بوقت آفرینش بر سر طغری فرانش
فرماند چو جبریل امین در پیش جلالش
ز جنت باج میگیرد و نیم بوسه ریحانش
شود خورشید صحرای قیامت ابرارانش
بقا مثل غنا باشد روان در پیش جلالش
برون آرد گل مقصود را از خار بارانش

لسان آفتاب رو بدون از مشرق گردون شهنشاهی که ز بهر شفاعت روز رستاخیز از ان ظاهرنشد اعجاز او بر فرقه اول نعمت در ملک تن دارد من طرز سیلانی	فتدگر عطار و سایه خورشید تابانش بود خیل ملائک و انظر بر خوان احسانش که در زیر نقاب لطف این زد و دشت پیمانش شد قلم بدین ملکش و دم تحت سیلانش
---	--

شهاب مخفی بچاره رمی کن که میخواهد
ز بیتان عطا سه خود بدیده کمره گل افشانش

مطلع ثالث

دلم دیوانه عشق مست و حیرانی بیابانش من آن دریای غمخوارم که یابی اندر آن دریا شهیخ عشقم دارم ز تیغ ناز او زخمی اساس گردش گردون بایش کت که مینی عنان خامه را فغم بگردانم ازین وادی به برزان در نمی آید نهان تخم امیدم	معلم جذب عشق مست خاموشی زبانش بود زخمی در گردون بردی موج طوفانش که در محشر بود شاید مرا زخم نمایانش بنیاد از غمی نبود متاع خاص و کانش که جاس وانه آتش میخورد کبک بیابانش که در وادی نو میدی ز راحت کرد و تماش
--	--

دل آشفته مخفی بفرغ خود را سطویست
بهند افتاده است اما خرامانست و تماش

دین کشور ز بونهای طالع ناقصم دارد تعالی اسد چه بستانی که خون یوه برودم ر بود از دیده غلام را بفرارم و صبر از دل بیامو دیده صبر کن که از حسین نادانان سخن نیست به قیمت که از منی آن دانا	و گرنه در من مندی نباش هیچ نقصانش که بیکرکت فرود ز کگل شکم بدانش مسلمانان سلطانان فغان از دور و جانش متاع قیمتی داری ده از دست ازانش شکست قیمتش باشد بیا زار و پشیمانش
---	--

زبان خامه شکستم لب از گفت و شنو بستم
که این ره بس خطرناک است پید نیست پایش

قصیده در بیان تصوف و حال عشق نگین

ز مستی گردون آبی مراد جسم و جان مینی مرا از تو کایفیات لے دل حیف می آید ز ناقص عیارت را درین بازار نفوشتی چو مردان بر سر مردان ناکامی تحمل کن چو کام دل شود حاصل شو غافل ناکامی زبان در کام محبت کش پیله صبر در من نجات و شنی در دیده مینا لے دل گردد ترا اگر صبر جگر باشد ز خود بند جگر خوارت برای خاطر این نفس کافر بچو پروانه چنان مشتاق عصیان که تا سر حد نو میدی تو گردون همی در اوج محنت بال کنشانی سخن آلوده و امان عصمت را و میخوایی ز غفلت و گردانی دیانی لذت طاقت بدایوی پشیمانی علاج چشم کج بین کن ز حال خود شو غافل که مردان سربازان زدنش گزشتان داری مکن پشیمان ز دل بزنان غولانت ز بهر محبت بهر کن کاخا	همان کز در پیش صد غل دل از منی مان مینی که من لکیم یادانی سخن را از مغان مینی که ز در را با محکم دست برد و امتحان مینی که تقدیر آتی را چو جور آسمان مینی از تو غم بیاد آور چو خود را شادمان مینی که فتح ملک ل در جوهر تیغ زبان مینی سر زوی ز خود مینی خود گرد بتان مینی سجالت است ای کیه میخوایی از ان کفران مینی بر آتش میزنی خود را در آتش گران مینی گریزی از سعادت گرسدات را زبان مینی همای هیچ راحت را کجا در آشیان مینی باین آلودگی از آتش و زرخ امان مینی سر خلاص خود را ز دست آشیان مینی که شاید بچاپ ست روی را ستان مینی بقار او بدین یابی فنا را ترک جان مینی که چون منصور سر را بر سر درازان مینی فضای کلبه محنت به از باغ جنان مینی
---	--

بغیر نمی کیم گراز هستی بدون آبی
 بدون آبی اگر از خود چونور چشم نابینا
 خرابی جهان بی وفا از آتش نفس است
 وجود مرا عدم داری ز نادانی خطا کردی
 بدون کن منبیه از گوش و گوش دل سخن شنو
 غزل گفتی و در رفتی دله با من بگو تا که
 هوس و میل تو دارند دامن دوستان تو
 دلم دیوانه میگردد و جوی منیم ترغیب کن
 توئی سلطان بیداد و منم مظلوم سرگردان
 غرض این است چشم را ز غوغا بگریزد
 در شیون مزمن هرگز تو از خونریزی گزیدن
 خرد را خاک بر سر کن که رسوای خون گردد
 بدرد مفلسی سخن مشو خرمندۀ همت
 هوس را احتیاجی از روی برون از دور عالم شو
 بر غم دوست با دشمن گفتن هیچ کس نشین
 عیب سرگشته وادی شد آن همچون سحابه
 من از دل داغ میخواهم تو دل از داغ بخواهی
 نه واقف تو از راز نهان عالم بالا نیست
 در دو گوهر غم خوشنیت بر یکدیگر باشد
 تو از ملک خراسانی با صطوخ او وطن داری
 هوس عافیت داری قدم در راه محنت نه

دلت را در طواف کعبه روحانیان بینی
 برای تخته هستی مکان در لامکان بینی
 ازین آتش جهان اند جهان بی خانمان بینی
 وجود پیشه را کمتر از فیصل دمان بینی
 به مجلس واعظان تنقاسی در میان بینی
 طلوع عمر را بر فرقدان فرقدان بینی
 توری دشمنانت را بر غم دوستان بینی
 چه خواهد شد ترا اگر جانب نامهربان بینی
 تو خورشید جهان باشی مرا خاشاکان بینی
 که در هر قطره اشکی بهار را غوان بینی
 بچشم امتحان گرسوی گلزار جهان بینی
 جنون را ساج بر سر نه که کام دل از آن بینی
 ملائک را اگر بر خوان حاتم میمان بینی
 محاسن آنکه در عالم تو راحت که چنان بینی
 غبار خاطری هرگز ز اینا زبانه زبان بینی
 طلبگار محبت را مکان در لامکان بینی
 من آتش در دستان منم تو آتش در دستان بینی
 از آن این پر تو خورشید را در آسمان بینی
 بچشم تربیت روزی اگر در بحر دکان بینی
 بخواب شب بگرد و غم هندوستان بینی
 که هر خاک کف پا را درفش کاویان بینی

ز فردیده ای چشم طلب بگذر اگر خواهی
 مرود کشور ظلمت که بس امر محال است این
 نهان در موجه دریا ترا جوی در غلطان
 پرید از آشیان زندگانی طائر عمرت
 ندارد طاقت دیدار حسن یار هر دیده
 زحمت گریز بانی کشائی در چنین بلبل
 برو آئینه دل را باب دیده صیقل کن
 ز تیر غمزه جادو گردان گوشه ابرو
 مکیدن چند چون طفلان رستگان کلفت را

سخن آئینه مقصود اسرار نهان بینی
 که حسن و میان را در نقاب رنگین بینی
 تو میخوایی که بی ملاح خود را بگردان بینی
 تو چون صیاد نابینا بر زیر آشیان بینی
 همان بهتر که این آئینه را در کس آن بینی
 بهار صد گلستان را نهان یک فغان بینی
 که احوال و عالم را در آن یک عیان بینی
 که عمر جادو دانی در خندنگ این کمان بینی
 تو شیر عافیت در سینه دوشیزگان بینی

مطلع شانی

چه دیدی نفع در شادی که خوش بستان بینی
 چراغ دیده روشن کن بین بستان سوزی دل
 جوی را بهر او گردان چو از ناله اثر یابی
 نفرت آتشا گوی معیب خود شوی بینا
 کشی در دیده همت اگر داری بینائی
 نه بینی غیر رسوائی نه یانی حرف دانائی

چه نقصان دیده از غم که بتافش خزان بینی
 که خون چشم بلبل را بهار مهرگان بینی
 شتر آهسته ترمیزان که چون محل گران بینی
 بچشم دل اگر در روزگار مردمان بینی
 درون پرده وحدت به نقش جهان بینی
 اگر در صفحه جزوی کتاب عالمان بینی

چو مجنون در دیوانی کن ز در دیوان مخفی
 که باد لبر درین وادی عنایت بهمنان بینی

برواز پرده دانش در آور صورت پیش
 اگر چشم تماشا را نقاب ز چهر برداری

که در هر گوشه خلوت صد سر نهان بینی
 متاع دینی و دنیا مهیا پیش از آن بینی

اگر دانی چه بگویم بود وقت گفتارش
لباس فقر و شین تراستی سوار است
برویت گردش گردون در اندوه کشاید
سر صافی داری به از ارجمان باید
بسا غلغله بر چرخ بر کن مسافر عشرت
بر روی پیداکن درین راه کام ناکامی
ندیده موجب طوفان غم خورده لطمه دریا
بیا از دیده عبرت تماشا گستان کن
شب تاریک به موج شبانه شوق بقوت
گذشت ایام شبنم بگرد آفتاب جنگ
بهم بر زن خلق را و چون مجنون بکوشد
چه خواهی یدان از بچه غلغله ایست چنان
جوانی رفت دیر پی رفت خود هم میری آخر
هواس دودمان تا که درین منزل سر سیمه
سرت گدوم چه خواهد شد اگر در طرز استغنا
جوی دانش اگر داری زبان کام غیرت کش
بخلو تخته جانان تو بمنت شوی محرم
اگر از پرده غفلت بر آئی همچو مغر از پوست
بیاد نگان کرده بگورستان نکاسه کن
هواس نفس سگ را خود حیات بخیز دارد
شود اشد از مخفی زدمرگ دشمنان خود

زبانش را سر سوز دل او زبان مینی
که دلش کهنه پوشان را نقابستان مینی
اگر نشوری باید که بهود اندران مینی
روح این دکان را محض نقد جان مینی
اگر خواهی که پیران را درین عیش جان مینی
که چون دشمن شوی با خود عدو هر جان مینی
اگر شکی نشین باشی تو شان ابدان مینی
که دست هر بهای را در آغوش نران مینی
باین قمار خواجهی که از مقصد نشان مینی
درین نادای بسے پایان توره کاوان مینی
ز شور و شر اگر خواهی که خود را دران مینی
که باز حسن او را حسن ناز تر جان مینی
هنوز بس دیده حسرت بسوی این آن مینی
درانی چون درین منزل چراغ دودمان مینی
ز برود گوشه چشمی بسوی مخلصان مینی
ز دست این بان که زبان مال جان مینی
دران مجلس اگر خود را تو از انجان مینی
گلستان حقیقت را جان اندر جان مینی
که تا از چشم ایشان آب حسرت راوان مینی
که خط مغر از عکس رفس استخوان مینی
بیا و آواز از آن روزی که خود را در میان مینی

ایضا قصیده

نهاد خاک عمرم چو روبروی رانی
دیرین دود که آنکه حیات را کردم
تباہ کرده عمر مرا بجای کفن
فغان که دست مرا قدرت خیریت
کنون که چهره مقصود دیده ام شاید
تبارک بعد ازین یزدخون دل بریم
خوار ظلم چنانم گرفت در آغوش
رسید کار بجای که سر ز بر خود
بر دوسه آتش دل می کنم کباب بگر
ز بس فسمه و پشیمده ام فروریم
و لم گردش چرخ آنجنان جبراحت شد
گرفت ز آتش دل در دسرها هم
گرفت لرزه و افسردگی مرا چه کنم
تمام محنت و دردم چو ناله بیمار
رسید کار بجای مرا گردش چرخ
نماند ناله را ز دل مراد نه
گرفت موجب طوفان غم مراد یاب
چو ناله دلت از روی در و بر نشود
زهر و شفقت اسلامیان اند نشان

و گر چه سود و ناله پیشانی
تمام حرف جلالیت ناله نادانی
بس است جامه حیرانی و پشیمانی
که حبیب عمر کنم پاره از پیشانی
کشم چشم حیا سر که صفایانی
که کرد گوهر اشک مراد غشانی
که نیست در نظرم آفتاب نورانی
بسان ناله ز دل را ز ناله پنهانی
ز بهر گریه کنم ساز و برگ پنهانی
بسان برگ خزان گر مر جعبانی
که حرف پند کن با دلم نمک دانی
ز خون دیده غم صندلی بنیشانی
که نیست در بر من جامه پرستانی
تمام شعله آهم چو زار زندانی
که چاک دامن با هم کند گریانی
ز تیر ناله کنم زخمهای پیکانی
و گر نه کشتی امید گشت طوفانی
خراش ناله کند دلدل تو سولانی
کجاست ترس خدا و چه شد مسلمانانی

خند ز ناوک آسم شگرمی تا سکه
 بشوق آنکه شوم جبهه سای و در که تو
 تو شهنشوار جهانی تر از یانی نیست
 ببین بسوی غریبان و یکس مظلوم
 بگو بظالم بیرحم اینقدر تا سکه
 شکستن دل اندر دکان بقائی نیست
 بهر منزله تان صاحبان داد آفود
 ز رو طاعت تقصیر من قلم در کش
 نوید عده عدل تو دارم زنده
 کجاست شوه عید که همچو یک خیال
 دلم نبود توکل بت هوس شکست
 کشید محبت من سر سر حیا در شیم
 ز رفتن سرو سامان از ان ملائم نیست
 مشو فسرده دل از مشکله که پیش آید
 مشو ملول که افلاس بر تو غالب شد
 چو کامرانی ایام را بقائی نیست
 به پیش محبت دانا گدائی محض است
 محال عقل بود در نش بجانب شهر
 بصرد هر ثمان دست مشتری در نه
 به بارغ فکر چو آیم بک مرانگ است
 گرفت ملک سخن را از مدعی آخر

عنان من زره آرزو نمودانی
 بر آستانه صبرم نهاده پیشانی
 بسوی غمزدگان گر عنان بگردانی
 ز بسوی عدل و بشکانه جهانمانی
 بدست دیو بود خاتم سلیمانی
 که موی را دل انسان کند سلیمانی
 شکوه دولت فیروزه خان درانی
 که با تو هست مرا نسبت خراسانی
 و گرنه نیست مرا قدرت خند زانی
 به پیش جلوه آن جان هم بقربانی
 مقیم کعبه کجا و طریق رهبانی
 که بگرم بسوس دیگران به جیرانی
 که کار دست چپ دست میرامانی
 که مشکلات جهان بگذرد با سانی
 که هست از پی هر قطعه سال از زانی
 که روزگار مروائی بدشمن از زانی
 شکایت سرو سامان از پریشانی
 کسیکه از غم ایام شد بیانی
 منم بحسن معانی چو یوسف ثانی
 که عند لیب کند بر سرم گل انشانی
 بعون تیغ زبان به هم به آسانی

خراب اسم عمل گشته ام ولی چه کنم
 برید دست قضا و بدخت طالع من
 که هیچ چاره ندارم ز حکم سلطانی
 بر غم چو بهر دایم لب اس دیوانی
 که نیست طرز ادب گفتگو سطلانی

بساط خویش چو مخفی ازین دکان بچین
 که رفت رونق بازار گوهر افشانی

قصیده

از شیوه ناصواب توبه
 بر عکس فرود قوت دل
 چون چهره زرد میکند سرخ
 هر چند که غم ز دل رباید
 پایم بر کباب فکر بدست
 چون خواب بر ابرست باموت
 در حالت نزع توبه کردم
 چون رشته ز غصه تا غم دوم
 چون باعث قوت گناه است
 صد گونه خطا کشد در آغوش
 بر درد فراق می فرزاید
 در سینه کوه خون کند دل
 خون خود و خلق را بریزد
 ناخورده بکیف می درآید

از خوردن این شراب توبه
 از بوس گل و گلاب توبه
 این خشک لبی ز آب توبه
 از بوس بد شراب توبه
 از تنگی این رکاب توبه
 از کثرت خورد و خواب توبه
 زین توبه بے حساب توبه
 از شدت بیج و تاب توبه
 از خوردن این کباب توبه
 از رخ چو کشت نقاب توبه
 ز آواز ناله و رباب توبه
 از گرمی آفتاب توبه
 از مردم بے حساب توبه
 از خوردن خون ناب توبه

از خود نماند فراموش	با هر که کند خطاب توبه
گر خانه فتنه سنگ خار است	در محظه کند خراب توبه
زین پس من و گوشت فزانت	از همت شیخ و شاب توبه
دیوانه صحبت کتابم	از صحبت این کتاب توبه
در صحبت غیر نیست فیض	از صحبت ناصواب توبه
از بیم عتاب جان ز تن رفت	از سلطنت عتاب توبه
ز بهار مشوبه توبه مغرور	شاید که شود خراب توبه
از شکمش سوال اسود	تا کرد دل از جواب توبه
گر توبه تو نباشد از دل	بے مزد تو از حساب توبه
هر کس که ز توبه باز گردد	هم توبه شود عذاب توبه
شرمندگی گناه باقیست	گیرم که شود ثواب توبه
هر کس که توبه بست عهد	آخر کند اجتناب توبه
شد موی سیه سفیدت ابلق	از کردن این خضاب توبه
بر عمر خویش اعتماد	باید که کنی مشتاب توبه
مغرور طبیعت تو مخفی	کردیم ازین جواب توبه
ترجیع بند	
السنان نگه یار قسم	بسر طره دلدار قسم
ایمان خانه ابرو سوگند	بسر ترس جادو سوگند
که خدایم کشته چشم گهست خاک ره گشته طرز نیست	

بصفا گل موی تو قسم	بباده شب موی تو قسم
بکمر گیری زلفت سوگند	ببل آویزی زلفت سوگند
خاک ره کرد مرا حیرانم	غیر مردن نه بود در مانم
بسر چشم سیاه تو قسم	بغضب گیر نگاه تو قسم
بسر بند و خالت سوگند	بلب لعل مثالت سوگند
سوخته سوخته از بیداد	چند فریاد کنم از داد
بصفا در گوش تو قسم	بادل فمی هوش تو قسم
بسر نادک مژگان سوگند	بخم زلف پریشان سوگند
که چو من نیست دگر بنده تو	بنده لعل شکر خنده تو
بشکر ریزی گفتار قسم	بخرام قد دلدار قسم
بعقیق لب شکر سوگند	بزالل سر کوثر سوگند
شب هجران خبر از خویش نیست	خبر خیال تو که پیشم نیست
باز گفتم بدیان تو قسم	بسر موی میان تو قسم
به بردوش تو زیبا سوگند	به بنا گوش مصفا سوگند
هر دم مرا بنود پیش تو در	پیش تو جگر لال اند تو بدر
بصفا بدن یار قسم	بسر حبه ذوق یار قسم

لباس گل سوری سوگند	بفرق غم دوری سوگند
عاجزم عاجزم از هجرانت	لطف فرما که شوم قربانت
بسر عریه دوست قسم	دیگر نیست به دوست قسم
به نکمهای تکلم سوگند	بادا های تبسم سوگند
سکته بر سر دامنم بفشان	بوسه گل بر سر باغم بفشان
بسر زگرش مخمور قسم	بدل عاشق رنجور قسم
بسر و گردن و غنچه سوگند	بسر و سنبل و شهب سوگند
که دل از دوست شده بیمارم	برده ای دوست دگر آزارم
بخوانای کف پای تو قسم	باز گفتم بادای تو قسم
بگل عارض رعنا سوگند	بخم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار تو ام	عاشق قامت در رفتار تو ام
بدم تیغ سیه تاب قسم	بصفای دل متاب قسم
بصفت خنجر مرغان سوگند	بدل خون شهیدان سوگند
بنده ام بنده دیرین تو	محو مهر و غضب و کین تو
به رخ عارض کفایم قسم	به بنا گوش دل آرام قسم
بسر جگر مظهر سوگند	بجفا ای تو دلبر سوگند

نیست غیر از تو مرا غمازی	تند خوشگلدی شهبازی
بسر گونه رخسار قسم	بسر آن مه دلدار قسم
بشهیدان محبت سوگند	بایران مودت سوگند
رنجه فرما قدم و شاد مکن	از همه رنج و غم آزاد مکن
بصفای برودش تو قسم	بجهان گیری هوش تو قسم
بصفای گل نسرین سوگند	بسر ساق بلورین سوگند
نکته جانب ما باز مکن	شاه بازی سر پر دار مکن
به اسیر نظر یار قسم	به ادا ای نگه یار قسم
به ادا ای قد و بگو سوگند	به نسیم سر گیسو سوگند
گو ای لطف که من یار تو ام	بخدا خسته و بیمار تو ام
به شکر شکر یار قسم	بسر نافه ستار قسم
بدل آویزی گیسو سوگند	به کج اندازی ابرو سوگند
هر دم از شوق وصال مردم	به تمنای دو لعلت مردم
به صفای ملک العرش قسم	از سماتای سر عرش قسم
بخدا و بحقیقت سوگند	بسر شمع نبوت سوگند
به خاک و جانان است	نظر لطف پی دروان است

ایضا	
لے حسن که در پرده بخود از نهان داشت در لے صدق داد که از گریه ابرست	بر داشت ز رخ پرده چو از ی بلزان داشت رنگه بگر رنجیت که در سینه کان داشت
زان پس که بگلزار جهان غنچه کشاید این آتش شوق ست که در سینه نگنجد	اندیشه بهار ز غم آیدب خزان داشت وین جذبہ عشق ست که نهان نشان داشت
بے پرده ازان بر سر بازار بر آید مستانه بر آورد سر از پرده وحدت	کین فتنه عیان در دل اسرار نهان داشت از بسکه سر گرمی بازار نهان داشت
چاروب کش صحن چمن ساخت صبارا امروز بر پشیمان ترده گل بر سر دستار	زان مش که گل را چمن اشک نشان داشت آن غنچه که دی بر سر خود تاج خزان داشت
ما هست جهان گردش در قمری هست	دل بسته این طرز مکرر بتوان داشت
وقتست که آه از دل پر در بر آید دو داند دل خورشید جهان گرد بر آید	
فریاد که این ناله من پرده در آمد عشق ست که شادی و غم با کف است	غماز دل غمرده خون جگر آمد در دیده هر دیده برنگ دگر آمد
تا چند توان بود مقیم در دیوار روزے که عطا کرد بار و شنی چشم	از خانه بیرون آمی که وقت سفر آمد خود بود که در دیده ما جلوه گر آمد
تا چند توان بود را مید شستن تا آفت چشمی نشود باعث هجران	بر خیز که این عمر گرامی بسر آمد در دیده خیالت بدل از دیده بر آمد
سودا زده عشق ترا حوصله تنگ ست هر کس نفیست محرم اسرار نهان شد	دیوانه شد و بر سر بازار بر آمد شد تشنه خون خود و بردار بر آمد
از عشق تبار آتش غیرت بدلم زن	کز آتش غیرت شود این عکله روشن

نو شیم که نوشیم از ساغرستان نو شیم ز میخانه وحدت سے گلگون	گر دیم بر سوئی آشوب پرستان اسرار سے و میکده گویم پرستان
قفل در میخانه باندیشه کشایم چون موسم گل دست در آغوش نخل است	راز دل پیمانہ گویم پرستان کافیت مرادیدن دیدار گلستان
افسردگی بود ازان هم اثری نیست تا یک شد از ظلمت غم خانه عشرت	بگذشت مگر گرمی بازار زمستان روشن کنم از آتش سے شمع شبستان
هنگامه سے و مجلس فرزانہ نشین است	دیوانه بود هر که شود هدمستان
مغور گردی که در توبه فراز است هشیار که این راه بے دور و دراز است	
آن روز که از روز ازل در دل با بود از گل نه اثر بود نه از ناله نبیل	راز دل گنجینه اسرار خدا بود کین ز فرم عشق پئے باد صبا بود
زان پیش که فرهاد تنگ آمد سر خار آن روز که بر خون جگر شد دل مینا	از تیشه او در جگر کوه صدا بود زین نشه جهان در اثر ساز و نوا بود
رفد که بنا سے حرم کعبه نهادند آن روز که در پرده بخود جلوه گرمی بود	این گرمی هنگامه بتخانه کجا بود نظارگی جلوه او دیده ما بود
بے نشه مستی سر مینا بشکستند	توفنه آن باده که بی بوی دریا بود
این جلوه جانانست که در پرده نهان شد نوری شد و در قالب خورشید جهان شد	
در کعبه چمن رکم طواف حرمه هست بر زخم جگر مرهم پیوده نه بندم	نازم بخرابات که آنجا صحنی هست ما حوصله را طاقت در دولتی هست

غم نیست اگر چرخ نگرود بمرادم آن نیست که پوشیده شکایت نکند ای سحر این مستی هستی تو تا که آشفته گیم باعث خوشحالی من شد مخمور کن عشق ترا از منم هست خیر جام محبت که پاز نشسته ذوق است	پیشانی امید مرا هم رقی هست تا دست مرا نیزه ز تار قلمی هست هشیار که در نهان جودی عدی هست بر دوش دلم باد بهر جا که غمی هست کافیت اگر در قبح و جام نمی هست بیانه خون است اگر جام غمی هست
باشنده لبان ز مرز دگر نشناخیم در راه طلب یاس خود از سر نشناخیم	وابسته این سلسله چون دگر نشناخیم باشد که از این پرده بیکبار بر نشناخیم از شبنم احسان تو در نشو و نما نشناخیم در شعله نشینم و ندانیم کجاییم قفل در گنجینه مقصود کجاییم در اوج بهما سایه اقبال کجاییم گر باد هوا کنیم که در قید بلا نشناخیم غم نیست جو در باغ طلب نغمه نشناخیم
چون فصل خزان دست در خوش بهار است مارا به پریشانی ایام چه کار است	
نشگفت بجز داغ گلے گلبن باغم این آب شرب پیشه من نشسته ندارد در خانه تاریک دلم نور نه بخشد	خون در جگر لاله کند پیشه داغم لبز کن از خون دلم جام ایام غم گر پر تو خورشید شود شمع و چراغ غم

هنگامه غوغای جنون گرم کند باز در کوچه مقصود ز من نام نشان نیست شد نبیه صفت عاقبت این موی سیاهم آتش مجین زد شرر فصل تموزم خورشید فرو رفت ز تاریکی روزم	آشفته گلی تازه سودای داغم این به که درین کوچه نگیزند سر غم خاصیت بهیض است مگر در پوز غم
این درد غم عشق تو خون در جگر کرد چون حسن ملاحه دهم را نکیند باخت روز که محبت بسرم داغ خون خست بیجوشگی باعث بیماری من شد عشق تو بر آرد ز خلوتکده محرم یکشب بمرادم نرسانید باختر آخر بشیر لاری جگر تشنه لبی رفت را به بمراد دل تدبیر نه رفتم اقتاد مراد از دل آخرب زبانهها	وین آتش شوق چو صبا در بدم کرد چون بال صاحب نفسان با اثرم کرد سودای غم عشق تو خاکه بسرم کرد وین دار و بیفاده بیمار سرم کرد در کوچه و بازار جهان جلوه گرم کرد این خواب که شرمند ز فیض محرم کرد این گرمی که صد دجله نیاز نظرم کرد زان روز که تقدیر مرا هم سفرم کرد تا شیر مناجات چنین در بدم کرد
فریاد گزین پرده مرا عشق برآورد خوناب جگر از دل ز شیم بر آورد	
صد شکر که زخم سیر بهبود ندارد عمر نیست که این پای محبت بلیان خواهی بجرم باشی دخیلی بخرافات یک کس بدرمیکده منظور به شست بے نور بود دیده آن چشم که ازل	درمان کس دردم را سود ندارد این بام فلک کوکب مسعود ندارد بے خواهرش دل بودن تو سود ندارد نازم بسر عشق که مردود ندارد پنهان نظری جانب مقصود ندارد

در خانه ما بوسه کباب جگری هست
 گنجایش بوسه شکر و عود ندارد
 ستر با بقدیم سوخته و غیره نیست
 این آتش اندیشه من دود ندارد
 در ذائقه باده کشان تلخ نمی بود
 هر که کباب نمک آلود ندارد
 گر گوش دلت طالب تاثیر نباشد
 خط و دلت از نغمه داود ندارد

امشب شب عید است و من من مجاق است
 مخفی نظم سوسه خراسان عراق است

زان روز که دل با تو گرفتار ساز است
 رسوائی عشق تو با و بر سر ساز است
 تا هست درین مدرسه عشق کتابی
 مضمون حطش قصه محمود و یاز است
 سرگوشی حسن تو زلفت نشد آخر
 در پرده این کار ندانم که چه راز است
 بر خیز بر آورید عادت مناجات
 بر دایره اجابت بده ای تو باز است
 گرفتار خطای زخالت نه گریزم
 چون عفو خداوند جهان بند تو باز است
 تا چند توان دید درین خانه تاریک
 شمع است حیات تو که در روز و گداز است
 بر مرکب دلت نتوان رفت به تندی
 این راه سر سرخ و شیب است فلز است
 به خصیت لیل نروم جانب گلشن
 هر چند به گلشن مقصود دراز است

روز س که غم وصل تو ما را نگران کرد
 شرمند بنیای صاحب نظران کرد

چون داغ نهم بر سرم محنت و غم را
 بر باد هم محنت و احسان و کرم را
 و قیامت که از سعله آه جگر خوش
 آتش ز غم این خیل نغمه را و چشم را
 ابتر کنم این دفتر مجموعه دانش
 بر آب ز غم نقش سیه کار قلم را
 دارم سر دیوانی و بر سر بازار
 زین باده کتم مست عرب را و عجم را
 حسن از پی محبوبی و دل گرم محبت
 تا چند توان کرد که زلف دژم را

همست مدد کن به کار غفلت
 بر دیده حساسه ز غم این نشتر غم را
 روزیکه قصه قسمت اشیا به جهان کرد
 بر در دل اخرو و فلک بارانم را
 مخفی مشوا زده که از صیقیل تدبیر
 از خاطر آشفته برم داغ ستم را

اعجاز سحر است در اسرار نهانم
 گویا شده آب حیات است ز باقم

بنیانی چشم دلم از روی یقین است
 آتش که سینه من کیسه دین است
 در راز پس پرده چو خورشید بر آمد
 امروز اگر طالع من پرده نشین است
 در دیده ایام شود نور تجسلی
 گردی که مرا ز ره همت تجبین است
 بے قوت طالع نتوان دید به حسن
 این باده تصویر نگارنده چین است
 اے خاک بلبل هر که از روی فانیست
 اے دل بزم کس که دل آلوده کین است
 مغرور گردی تو درین دور مسلسل
 هر نوش که بینی بدم میش قرین است
 ایمن نتوان بود براسه که هر گاه
 دشمن بی تاراج متاعت کین است
 گوفته ایام دلت را به بقا باش
 بشین مبرام دل و در حفظ خدا باش

ایضا در آرزو طوف کعبه نعت رسول صلی الله علیه و سلم

روزگار است که من جرعه کش عصیانم
 بر در توبه ز دل منتظر عفو انعام
 گر بزمم نغمه پاک نگر و دهر گز
 غیر آب کرم آلودگی و اما نم
 روز و شب در نظر فطرت من کیان است
 بسکه در کار فرو بسته خود حیرانم
 خانه دین من از ظلم عمل تاریک است
 در خجالت زمین روشنی ایامم
 لگ مرا بهی چشم نتوان پاک برید
 تا بر اہمت نرو و خون دل از شر گانم
 بسته ام اندل و جان میت طوف حرم است
 گرد و پیکار جل فرصت ازین طوفانم

خود تا شیر غم عشق تو بر سینه و دل یا رسول عربی جذبه شوقی که چو ابر نیست ممکن که بقصورم بی کشت	مویور قص کنان در طلب پیکانم سالم باشد تنهای درت گریانم مفلس عاجز و درمانده بے سامانم
نیمت گرزاد در ہے صبر و تحمل دارم تکیه بر طفت تو از فیض تو کل دارم	
ہمتے کعبہ کہ زمین راہ بجای برسم گر منزل برسم آبلہ گردم ہمہ تن آنچنان زار و ضعیفم کہ چو کام نہ بود طالب عشق شوم از پی دروے بروم از غم مفلسیم بخش خاطر نبود کوشش و سعی گمراہے شتابی برار دست در دامن صبرم بتوکل ہمہ زاد را ہم شدہ آخر شہ لطفا مددے	مینوایم بطوائف بنوائے برسم تا درین رہ بنشین بوسی پائے برسم گر بہ پیش نظر کاہ رہائے برسم سر بسر درد شوم گردوائے برسم بکشم جام فنا تا بہ بقائے برسم شاید از سنگی رہ من بقضائے برسم تا درین راہ با دازد رائے برسم کہ ز الطاف تو بر خوان صلائے برسم
مدد اے چشم ز فرم کہ بے حیرانم در رہ شوق تو لب تشنه و سرگردانم	
کو حریفے کہ باندازد دل از ما برد حسن را جلوه دہی مے زلفے چند در دیدہ ز دل ناله محبت زدہ جان دہم در عرض تحفہ ہمراہ صبا چند گردی بہ بیابان ندامت مخفی تیر گہی اے دل سیخبران رہ عشق	مایہ دولت جاوید بہ بیغما برد کعبہ ز پیش حرم خانہ تر سا برد از سر شعلہ آہم بہ شریا برد نشہ درد مرا گر بہ مسیحا برد تشنگیہاے دل از آبلہ پا برد روشنائی دل از پر تو بیضا برد

رنج و غم باد محنت طلبان از رانی اے خدا شعلہ برق جگر آہ مرا آتش عشق مرا ہمت فراد کجاست گر شود کشتی این نالہ زارم سفرے	من و عشقی کہ ز من دل ہارا برد کز دل غمزدہ ام ذوق تمنا برد کہ باندازمکہ رنگ زخارا برد صبر و آرام و قرار از دل شیدا برد
تا دل از رفتن این راہ بیابان زدہ ام آتش شوق بجان سوسان زدہ ام	
بازم از سوسے حرم را ہرے می آید مرغ دل در نفس سینه ندارد آرام بندہ ہمت پر داند دل سوختہ لم غنجہ از کار فرو بستہ دل آردہ مبارک خانہ صبر مرا کرد بیک بار خراب گر نہان شد بپس پردہ مرآت عجیب خانہ زادان حرم کعبہ مقصود کجاست یا رسول اللہ ز عجاہر سلفا کن خواجہ شیرب و بطحا بتوجہ بکشا اے قیام حرم بہر خدا یک نظرے	راہ ہرے از بر صاحب نظرے می آید مگر از زلف پریشان خبرے می آید کہ بامید نگاہے شررے می آید تا بگلزار نسیم حرے سے آید ای نقد را آب کہ از چشم ترے می آید از پس پردہ بر من پردہ درے می آید کہ بے عفو گنہ در بدرے می آید کز رہ دور خدا بے خبرے می آید در مفتوح کہ بے پاوسرے می آید خانہ نالان شدہ از سفرے می آید
مفلس و عاجز و از تو بیضاعت خواہم عاصی و منفعل از تو شفاعت خواہم	
ایک از معجزہ گشت تو شوق گشت تیر کشت مقصود ز باران عطای شاداب بسیجا بانہ نہادہ بسر کرسی پایے	اگر فعلین تو بتراج کیا فی مغفر باغ امید را بر کرمیت تازہ و تر برگذشتہ ز فلک کردہ ملک را بہر

دور اول به نهانخانه وحدت رفت
خواجگ کون و مکان احمد مرسل که به علم
وقت جلای سبق خواندن دانش کاغذ
ماهر در شرف یافته از زادن تو
اگر نبودی غرض از خطبه نامست دیگر
اگر تو قسام نبودی و نه شتی مقسوم
اودر حجره تو تا بدر و وضعه خلد
مخفی عاصی دعا جز بتو دار امید

این سیه رو که بامید عطا آمده است
بامیدت ز کجاست تا کجا آمده است

وقت آنست سز خواب بقا برداری
دهر را فتنه آشوب فدا کرد خراب
یا دهری رونق ایام و فاداری را
عالم از روی ریا کینه رابطی شده است
از سمک تابما که ده تصرف بیداد
ظلم را عدل نهاده چو کله بر سر ما
سرکه لطف گشتی دیده مینائی را
هر چه یعقوب نبی بر سر را بیم گران

مخفی با ادب باش که این نعت رسول است
حدیثیم و خطره در ره امید و قبول است

الحمد لله رب العالمین است و در نه این شعر و بحر دیگر است فقط

ایضا نعت رسول خدا صلی الله علیه و سلم و اظهار حال خود

چشم روحم را ز نور کعبه بینا کرده اند
بر امید سجده کافیه قبول در گمش
تا دهم کعبه گل اعجاز ابراهیم را
در گلو کس سجده دارد و نشسته زمار را
سائمان مارگاه بادشاه کعبه است
هوشان از طرز ناز حسن فزونی گفته اند
عاشق و معشوق با هم بولفضول انداخته
یوسف مقصود را از چهره بر دل آورده اند
خلق و عالم را بحجاب دعا آورده اند
زاهد و فاسق به پیش رحمت ازیرد گیت
من ز خون دل سبوع دیده بر می کرده ام
عقل سرگردان این راه است من طلی کرده ام

من میدانم که این نور تجلی از کجاست
شکر علی و سید جبرئیل وجودم آفتاب
سیل شکم آمده کشتی چشمم را بر بود
نیمت گزاف کشیده ام نرمی دل صبیح مقون
سالمه اشد پیر کفغان برد در بیت محزون
یا ز راه کعبه را گم کرده ام بے نور چشم
در عشق مست ای که نادانی بود و شور
انقد و اتم که چشم با خیالش آشناست
کیمیا باشد وجودم اگر با کیمیا است
روشنی دیده ام بر مویچه جبر فناست
از شرک دیده ام این سنگ نشسته فناست
سر زانو نشسته فکر چشم بر راه حساب است
از صبا گردی از آن آدی که رشک قتیاست
ترک گفت گو کن کانی با سخن محض خطاست

محرری پیوسته باشد در کین محرمی
از سر اخلاص بابر دار و دست خود کار
اکثری از بهرام و تنگ حاجی میشوند
هر که شد بیگانه در مجلسین بزم نشناست
کانه برین ره هر که را بهی تو مقصودش
حج گزار از نظر فی بزم در جفاست

پند غفلت نهادم باز داغ کعبه را

خیر را دی گفتم این چشم و چراغ قبله را

باز گفتم چون درین راهم سر سامان نبود
فطرت دون محبت من قوت خشن نبود
جنس از دو کان هر باز را رسیدم بسی
مدتی سرگشته بودم در پی آب حیات
پیش ازین هم اهل عرفان صحبتی نداشتم
در جدا نمایی یوسف دیده یعقوب را
با وجود آنکه دارم جان بد داغ عشق
خون مادر گردن این دیده غماز ما
باعث این فتنه طالع شد و گرنه انقضاء
ابرا حاشی همان خشک را سر سبز است
آخر از بی طاعتی این صبر دران خواه شد

احمد مرسل که عالم از طفیل ذات اوست

کل موجودات عالم جز و کلیات اوست

تا که آید خواجه دنیا و عقبی بزمین
این جهان در علم او چون کعبی بر زمین
طور موسی رانه سوز از اشارت اوست او
صد شرف دارد زمین از شرفش برین
و ان همان در نطق او گردید و در نگین
بد تو نور تجلی دارد و اندر آستین

هستی او با وجود نیستی در جلوه بود
زلف را مشاطه بود و حسن را آئینه دار
صورت او را ز معنی روز اول نقش بست
گر نبود ذات پاکش پرده پوش عاصیان
پیش از ان روز که کرد در از پنهان آشکار
معجز شوق اقم از بهر آن کافرنه بود
دید در خواب عدم یکبار روز زلف او
گر چه پیش خلقت آدم کس دیگر نبود

دیده آنرا بنور ذات روشن کرده اند
منزلش در دیده وحدت معین کرده اند

بوعلی روزگارم از خراسان آمده
بسکه در یاد وطن نادیده ماتم داشتم
حیرتی دارم که یارب چون در نطفات بند
گر چه از ظلمات می آیم همانم ذوق نیست
در فشان می کنند دامن من برخاک راه
تا در ایام خرابات مناجاتی شدم
بعد ازین دیگر نیامم بر در و در حرم
وادی اندیشه را از یک قدم طرد کرده ام
کوشش من بی اصل است سعی من بی فایده
طبع من خوارست در بعیت شگفته همچو گل
گاه از گرمی بنام گاه از سردی چو آب

از بی اغراض در درگاه سلطان آمده
تا بدامان دلم چاک گریبان آمده
طوطی حکرم بی شکر از رضوان آمده
طبع من بر آب تراز آب حیوان آمده
بسکه اشک از دیده ام غلطان مان آمده
خانه ما قبله گبر و مسلمان آمده
مقصد من بر طواف کعبه جان آمده
با وجود آنکه حکرم لنگ لنگان آمده
ساعت صبح و صالت شام بجران آمده
نظم من غصه است رخک صد گلستان آمده
طالع من در سایه و غورشید تایان آمده

در سر سوزن من از آسمان افتاده ام
خضر و اسکندر اگر چه خورده اند کج حیات
بهر یک زخم دل من صد نکران آمده
عمر جاویدان من فهم سخندان آمده

نکته سنجیده من مخفی ز نیم روزگار
همچو گنج شایگان از خلق پنهان آمده

بلبل عشقم نواے بقیه آردده ام
روزگارے شده که دامن از جهان افتاده ام
تا گلستان محبت را تماشا کرده ام
خون دل از دیده گریان خود و دیده ام
این سریشور عشقت را بدوش آورده ام
از تغافل که کشم باطله کوی دوست
در مقام دار و دوسه پیوده و لذت دهم
بر سپهر لاجوردی کو کب خشنده هست
من جهان ساقی بدستم که در تنگامها
تا چه گلهای بشکفته آخر دین بستانها
زنگ دلبسته گلشن مقصود در شمع چه قدر
گرچه با مشق جنون کوه عنانی کرده ام
همتی در کار دیار شعله دل کرده ام
با وجود ناتوانیها ز صعب دوستی

بهر که در راه محبت با جنون همراه هست
خضر این ره گر بود از دیربازی گاه نیست

ایضا متضمن حال عشق انگیز و مدح

خواجہ آخر سپر بیا رگذاشت
پایم اندیشه از میان برداشت
چون قلم فکر من بصفحه دهر
من معنی ز فکر در خیم کرد
دل ز آشوب این جهان بگریخت
چشم گریان من مرا هر دم
در دوری و داغ مجوری
آتش یاس روزگار مرا
اسے در لیا که دست بردار
ابر باران بر غم باد خزان

یاس آخر بکام دل بشت
شب امید را بر روز شکست

ابر بر روفق چمن گرید
دل ز دست فراق ناله کند
وصل شیرین نصیب خسرو شد
رفت حسن گل و چین بر باد
سوخست پروانه بر بلوی صبا
روز این عمر کوه آخر شد
بسکه غفلت را بود مردم را
چرخ بر حال مردوزن گرید

گل بر ایام زمینی گرید
دیده بر حال خوشین گرید
غم هجران کو کهن گرید
سر و بر یاد یاسمن گرید
شمع بر صبح آئین گرید
شب ز تاریکی وطن گرید
چرخ بر حال مردوزن گرید

بیوفانی عمر اے مخفی بر شگاف دل کفن گرید	آوخ آوخ که کار شد از دست نقش ناخوب در جهان ثبت
عشق هر جا که کار بکشاید رگ امید را بهشت غم از جگر خون دل برون آرد جهان تبارش کنم اگر خشم حسن هر جا که چهره بنماید قوت طالع اگر باشد پایه ساقی گراز میان بر بود در بیابان چو عشق جلوه کند چند در باغ فیض بهر حجاب گره از زلف یار بکشاید فتنه روزگار بکشاید گریه هر جا که یار بکشاید دیده بر روی یار بکشاید عشق دندان یار بکشاید در برویم نگار بکشاید سر خم را خمار بکشاید رگ اندیشه خار بکشاید پنجه خود چنار بکشاید	بعد ازین فکر کار چون باشد که دل روزگار چون باشد
خواجہ چتر مراد بر سرکش از درون حرم برون آئی گرم کن بر مگاہ افسرده سنگ از بام چرخ می بارد پایه اندوه از میان بردار براد اے نگه گمان بزار پایه خود در رکاب محبت نه نوع و وس زمانه در برکش رخت این کنده از برت درکش بر اوت نشین و ساغرکش رخت از این خانه بجای دیگرکش علم شادمانی بر سرکش تیر بر شکار لاغرکش از سر روزگار افسرکش	

عمر این زندگی چو کوتاه است آتش غم گرفت عالم را باد جادو دانه را درکش سیل در چشم این ستمگرکش	تر بیت چند این نظم را تازه سازد سپهر و انجم را
گریه را در دلم اگر اثر است چند در خواب بخودی مرود چشم بکشا که بر تو خورشید از غم و شادی جهان خراب عقل سرگشته آخر این تا که سست این باده زبان تا چند خم تهنی گشت و دور آخر شد خرمن عمر باد غفلت برد بید را تر بیت ندارد سود چون دل از حال دیده بنمیرد کا دل شام آخر سحر است بر دل دیده تو بیشتر است مهر قاصد ماه نوحه گریست دشمن دین دل بهمن برست این زبان را زمانه دگر گریست لے دریغ که عمر بخت برست کشت امید ما هنوز ترست بر درختی دهن که بار و ترست	غم بکنج نشین که نوبت ماست اینقدر صبر از مروت ماست
هست تا آسمان بقای تو باد دور چرخ که آسمان دارد تا بود با قلم سر گفتار تا که چنگامه را سماعی هست اگر ترا مشکله به پیش آید تا بود از حیات من معنی چرخ در بان کبریاے تو باد حلقه بر در سلسله تو باد معنی لفظ از برای تو باد ذکر تسبیح در شناس تو باد دست قدرت گوشت تو باد در دین زو شنب علی تو باد	

انترخس بهر دشمن تو	طالع سعد از برای تو باد
ایضا	
لے مرہم زخم ہرگز ندے	وے بند کشائے ہرگز ندے
مردم ز تغافل و ندیدم	یک بقلب تو نہ ہرگز ندے
از گریہ و دیدہ گشت لبریز	بردار ز پائے اشک بندے
باشد کہ ز رشتہ محبت	در گردن دل کنم کندے
تو مست غور و ناز سرکش	چون در قورسہ دنیا ز مندے
بے لطف تو چاشنی ندارد	در کشور ہندی بیچ قندے
از حال سیاہ چشم حاسد	بر آتش سینہ نہ پندے
روشن بکند چرخ دولت	جز کوکب بخت از بوندے
اقلیم مرا دکس نہ گیرد	بے یاری طالع بلندے
تا دفع غبار دیدہ سازم	گرد و جلوه سمندے
از گردش چرخ سفلہ پرور	تنگ آمدہ ام نہفتہ چندے
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
از من رخ روزگار برگشت	برگشت ز من چو یار برگشت
بس گریہ کہ در گوگرد شد	خوناب دل از کنار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بیستم	آئینہ اختیار برگشت
صدرہ بنصیحت غم دل	باز آمد و شرمسار برگشت
از دیدہ خیال دوکت امشب	تا دیدہ مرا ز عار برگشت
از آتش دیدہ دانہ اشک	از دیدہ اشکبار برگشت

پندار کہ خون دل بریزد	صیاد کہ از تمسک برگشت
کے غنجہ دل شگفتہ گردد	ہر گہ کہ ز ما بہار برگشت
در کوچہ عشق خار سے زد	آنکس کہ ز کوسہ یار برگشت
صد شکر کہ در دمن عشقم	اگر از دل من قرار برگشت
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
اے حسن ترانیا ز نالم	بر ریش بغیریش مرہم
سودا ز دہ غمت نخواہد	از ناز تو کار عقل درہم
مارا چہ خبر ز ظلمت و نور	صبح ست مرا چو شام مام
با گردش چرخ در ستیزم	بر من شدہ جاہلی مسلم
اے بلبل شوق یک فغانی	بر زن ز بہار ہر دو عالم
آئینہ عبرت ز ما نہ	بردار بین تو حال آدم
زنجیر جنون عقل لشکر	این سلسلہ را بریز از ہم
چون رسد کند دست در دل	کو جام جہان نما و کو جم
مستانہ بدیدہ می نہی پائے	اے سیل سرشک غیر مقدم
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
از جیب نمونہ ایست بامن	دان ہم شدہ چاک تا بامن
زان پیش کہ چہہ بر فروزی	بودم بقیم تو آشنایم
دار شکیم محال عقل است	از عشق کجا شوم جدا من
میزفت غم و محبت از پیش	چون بادہ و آتش از فغان

صد تیر غمت بامتحان زد تا گفت دعا اثر ندارد از جذبه عشق گشتم آخر در راه عدم چو آنها نیست من قوت طالعه ندارم	ز آنها همه بود دعا من شمر منده نه گشتم از دعا من سگرشته و زار و مینوا من برگشته زدم بابتدا من بیهوده زدم ره وفا من
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
آورد صبا از دوست پیغام می رفت غم بلند می گفت از گریه من جهان بگیرد پر کن قدح و بدست من ده جانم بلب آمده ندیدم ابلیس بفغان کند بگلشن آگل گل دل من شگفته گردد بے حوصلگی اگر من کرد سے دید بیک نگاه کردن یک ناله درو مند مخفی بے فائده جستجوچه داری مقصود حیات نیکنا نیست	کاسبان نشاط کن سرانجام این درد ترا نباشد انجام دین ناله من بر آورد نام بدست نمی شوم بیک جام کام دل خویش از لب جام اندیشه کند ز حلقه دام اگر یاد کنی مرا بدشنام دل در ره عشق بے سرانجام صد پر تو صبح در دل شام از هم گسله قطار ایام چون در ره عشق نیست انجام مرگست حیات مرد بدنام
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	

بخیر عشق مرا غم دگر گزنی اے مایه ناز چون نگه را بر شجره بوستان عشقت بیاگری چنین ندیدم حیرت زده ام که از لب و دست در سیکده دوش بر سر خم از آتش دل بسینه دارم این طرز محبت مست دارم رفتم ز میان خلق و مارا	مردم ز غم و مرا خبر گزنی هر سو نظر و بمن نظر گزنی صد گونه گلست و یک لثرت صد لحنی کام و یک شکر گزنی ریزد و گهر و مرا گهر گزنی صد شیشه شکست و شیشه گزنی آتشکده و ز چشم تر گزنی با هم گریه و ز یک دگر گزنی غیر از غم دل کس دگر گزنی
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
درد که غم ز حد برون شد دیوانه عشق رفته رفته در خرمن عمر من ز دانش در سینه دلی نبود جز نام از گم شدگان عشق بودم سودا سچو چون عقل پوشید از کوشش و سعی حاصلی نیست بگرفت غم تو مرغ دل را روای من بودی عشق مردم ز غم و گفت از حال	فریاد که در دمن فرون شد در کتب عشق ز دهنون شد هر آه که از دلم برون شد دان هم ز خفا سچو رخ دهنون شد آمد غم عشق و در سیمون شد این کاسه سرکه سزگون شد چون کوکب طالعبت ز برون شد دل برون من برت شگون شد قانون ضوابط جنون شد در محنت انتظار چون شد

بشتم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار
از نخی باده جوانی	بلخست زنان تا دهاغم
در ناله زار من اثر نیست	برگشته بخت را چه مانم
راز دل من بمن نگوید	بگرفت مگر سر ز بانم
می گردم و گریه میکنم زار	گمراه نموده کار و انم
من بعد کس مرا نه بیند	گر یک اجل دهد امانم
بشتم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار
ایضا	
باز که مرا زشتی اوقات	بگذر آخته آتش فراق
رنجیده آنچنان که ترسم	میرم به واس آفاق
بندار که نخی زمانه	شیرین نه کند لب فراق
بنشین نفس که مرغ روم	مرد از غم چشم پر فراق
باشد که شب بخدمت تو	اظهار کنم غم فراق
با بخت سیاه من بگوئید	گو آن همه نشان طلاق
از اختر نحس چرخ گم شد	صد اختر سعد در محاق
بیموده بلال صد شب عید	از هر غم ابروان طاق
سلسله که جگر مرا جود دهند	کو چند به معجز عراقت
بر عمر خویش اعتماد	تا چند در آتش حراقت
بشتم و خون دل کنم نوش	غما بجهان کنم فراموش

گر چه غم خویش با تو گفتم	از دست مرا بده که مفتم
در راه امید گوهر اشک	از شعله نگاه شستم
گوش من در ونگار کرد شد	افسانه خویش بسکه گفتم
مستحسن تو فدا دم	از گفته خود جوگل شکفتم
مردم ز غم منسراق اما	راز دل خود به کس نگفتم
فریاد که یک شب غریبه	بر بستر عافیت نه خفتم
عمر بامید حال پیری	خاک ره تو بدیده رفتم
شاید که نگرود آتش کارا	راز دل خویش را نهفتم
در گفت و شنود من اثر نیست	از گفته خویش در شکفتم
بشتم و خون دل کنم نوش	غما بجهان کنم فراموش
ای در ره تو سر سران خاک	در معرفت تو عاجز ادراک
در شان تو جبرئیل آورد	لولا که لما خلقت الافلاک
بیدادی کفر ظلم از دهر	بے تیغ نبوت نشد پاک
کو دست جنون که حبیب انش	تا دامن آرزو زنده چاک
از شب وی رهت نه ترسم	هر چند که هست ره خطرناک
بنا حال نه بستانج معشوق	چندین عشقان فتر اک
بگذار غبار کینه از دل	حیف است بر آفتاب غناک
از حاصل زندگانی خویش	ما نمیمون چشم مناک
یاران چه کنم که ظلم و بیداد	از مکررت نقد افلاک
بشتم و خون دل کنم نوش	غما بجهان کنم فراموش

فریاد که یار یار یار نیست	آنرا سر و برگ کار نیست
آن نشه که غم زد دل را باید	در باده روزگار نیست
در حقه سینه خفتان او	هر دل که امیدوار نیست
ما بیگانه و گناه کاریم	انصاف درین جایار نیست
تا هست زمانه خونچکان باد	آن دلخ جون که یار نیست
سرشته کار باطل بید	چون کار باختیار نیست
یک قطره نمائند از اشک فریاد	زین گریه که شمر سار نیست
با مردم بے ادب شستن	این لایق اعتبار نیست
ما رستم وقت روزگاریم	در پیشه هند کار نیست
بشینم و خون دل کنم نوش غمهای جهان کنم فراموش	
هر چه که بشت آبرو نیست	کس را بتوجه گفتگو نیست
با دوا بتو آرزو مسلم	ما را سر و برگ آرزو نیست
عاشق نبود که در کنارش	از خون جگر بسو بسو نیست
مرغ دل ازین قفس تنگ است	فریاد که ناله را گلو نیست
بیکرکن از شراب ارغوانی	این کاسه سر با زکدو نیست
زخمی که ز تیغ یار باشد	در مذہب ما کم از زانو نیست
در کعبه عشق چون در آئی	خوش باش که حاجت و ضو نیست
رفتیم بگوئے بے نوائی	کا بخار هجوم غم خلو نیست
بشینم و خون دل کنم نوش غمهای جهان کنم فراموش	

از محنت و دهر غمیش و پیوند	بیزار شده ز خویش پیوند
دل از بد و نیک میتوان کند	اما ز غمت نمی توان کند
جزو این همه محنت فرقت	هستم با مید و صل خرسند
گفتار بند مهب محبت	با شریع بود براسه سوگند
پست است به پیش بهت من	از جند به عشق کوه الوند
من بنده بنده تو معلوم	قدرم چه بود و قیمتم چند
بست است میان بغم خدمت	پیش شکر بست نئے قند
در دل بفسون نمی رود غم	کشتی به خسه نمی شود بند
دیوانه عشق کلر خان را	نئے خویش بود بگویند پیوند
دست من دامن جنونس	گر گریه بر آورد شکر خند
در کوچه غم ز مینوائی	خواهم که شوم هفته یک چند
بشینم و خون دل کنم نوش غمهای جهان کنم فراموش	
ایضا	
تا نیم دلی زیاده مدبوش	با صبح خارشب در آغوش
تا چند بقهر و غصه هدم	تا که بغم زمانه بهدوش
تا که دل پر ز زخم کاری	در سینه بود مرا فراموش
از بسکه حدیث عشق گفتم	خون جگرم ز دیده زد و جوش
دو شینه من بطعنه می گفت	دیوانه کسی ست رفته از بهوش
در خواب نه بینی عافیت را	تا با بار سر تو هست بر دوش

تا یار جدا شدم بنا کام دشوار بود همیشه بودن همت نه بود بغل کشادن تا هست رنق ز تو درین راه ازین راه محبت ست مخفی آب از رخ زرد رنگ مارا ز دستم که بگوشه نشینم	با تفرقه گشته ام هم آغوش بر خاطر دوستان فراموش دقتیکه نباشدش بغل دوش میزن قدم و لبی می کوش خاموش ز گفتگو می فروش ز بهار آب جو می فروش از گفت و شنود عیش خاموش
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
شد عمر عزیز در تک و دو خورشید ز ماه نور گیرد مغروب حسن خویش بگر چون مرغ که دفس قنک است از ظلمت ظلم و گردش چرخ بر کشور حسن ماه و خورشید حیف است ز غفلت این عمر نا دیده بهار عمر بگذشت از نادری پیر این زمانه از گردش روزگار مخفی	تا چند توان فتاد در کو ابرو می تو دید تا مه نو شیرین چه شد و کجاست خسرو تنگ من ازین جهان کج رو بر بام فلک نماند یک جو افتاد ز سایه تو پر تو چون هست حساب عمر جو جو فریاد ز دست این سبزو انسانه روزگار بشنو می بین و مترس تند میر
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	

چون مایه خرمی غم دوست طاق در کعبه کجاست هر مرغ دس که در بدن هست هر شور و شر که در جهان است افتاده بیایه سرقصدت اول به نگاه بایدت ساخت تا حسن ملاحظت تو خجسته پشمرده شود در آفتاب چون دل مایه کنسیت با هر بد و نیک صلح کردم ز دستم که بگوشه نشینم	هزینک بدی که هست نیکوست قائم به بنای طاق اربوست در حلقه دام زلف بدخوست از فتنه گری و زور بازوست هر سر و کلاه تازه بر لب جوست در عشق که فتنه آخر دوست ابرو می تو در میان تر دوست گلزار مهوس گیاه خود دوست هم دشمن با ما چون خود دوست مارا به کس نه زور بازوست با دیده چو گریه کاریک دوست
بشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
رقیم و تو یاد ما نکردی بر فرق تواره گر نهد پای فریاد که نیست ایچو بخون یک نقش مراد کس ندیدست شاید که درست بر نیارد باشد که ز رویه هر باقی گلدسته آخر بهارم از مطلب خود نشان ندیدی	بارفته هنوز پی نبردی ز بهار زیار بر نگر دی در وادی عشق ره نوردی بر تخته نرد لا جور دی بر سنگ مزین عیار مردی طوباه فراق در نوردی گلزار نهاده رو نوردی هر چند که جستجو کردی

چون کام دلم نشد سیر	نا کام روم بیای مردی
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
بایوسف و میت کس خریدار	سرست ز بار داج بازار
از مصر زبانه مشتری رفت	بر مالک چرخ تنگ شد کار
در گلشن آرزو زلیخا	نشگفته گل مراد جز خار
جاییکه قلم بر رفتن آمد	شمشیر نخل شود زده قتاد
نخلت بشکست سر قلم را	بر صنفه آرزو بے گفتار
جاییکه سخن اثر ندارد	خاموش نشین چو نقش دیوار
دل طاقت رنگ و بو ندارد	زرنه دهمش هزار گلزار
بوی سرفراز دل آشوب	دل بر دزد دست مشتاک تار
در باغ مراد دل رسم نیست	چون سایه فتم بیای دیوار
آوخ که بکوی نیکنامی	بدنام شدیم آخر کار
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
آنجا که حکایت از تناس است	انظار ز شکر و شکوه بیجا است
بیماری دل علاج دارد	گر کار بدار و سیجا است
پروانه بیا که هیچ غم نیست	تا بر تو شمع مجلس آید است
خوش باش بر غم دشمن دوست	امروز که کار وقت فردا است
معشوق بربندی قتادن	از قوت طالع زلیخا است
آئینه خلق هر نکور و س	از رنگ نفاق دل مبر است

لائی نبود نکایت از دوست	سر پای مفلسی چه هر جا است
از دهر بر غنیم تلخ کاس	طوطی طبیعت شکر خاست
تا شیر نه کرد ناله من	گویا که دلت از تنگ خاست
از کشور عمر مشتری رفت	حرص تو هنوز گرم بود است
رفتم که بگو شنه قناعت	از حوصله خانه کتم راست
بنشینم و صبر را کنم یار تا یار مرا شود خریدار	
مجنس	
ظاهر نشد که مطلب این گیر و دار است	و عنانی گل و چمن لاله زار است
پر کن ز قدح می که ندانیم کار است	خوشر ز غیش صحبت باغ و بار است
ساقی کجاست که سبب انتظار است	انتظار چیست
ساقی چهار فصل جهان ست روزگار	فصل می و دمنوز و خزان ست نو بهار
با هر چهار فصل بود باده خوشگوار	هر وقت خوش که دست دهنم شمار
کس را وقت نیست که انجام کار است	
باشد چه ابتدا ازل و انتها عدم	موجود در میان کرم است ذوالکرم
ساقی بیار باده گلگون جام جم	این موسم بهار و گل رودخانه ارم
جز طرب جو سبب روی خوشگوار است	
بے اختیار کار نه صبر است و اختیار	زاهد حوسه بر لب خدا چیت کار دیار
ترک شراب و عشق خطا هست و دربار	سهر و خطای بنده گرت نیت اختیار
معنی عفو و رحمت پرمورد و کار چیت	

آبادی و خرابی و مارا و سید اند	دنیاد آخرت خود دیگر جمیلہ اند
مشہور دست ہر دوا از یک قبیلہ اند	گرئی درین میان ہمہ در مکر جمیلہ اند
بادل بکشوہ کہ دھسم اختیار حلیت	اور کہ جام سے نتواند کسے خوش
حرے اذین ترانہ نخواند کسے خوش	صوفی باین نوایر ساند کسے خوش
زاهد در دین یردہ نماند کسے خوش	اسے مدعی نزاع تو با یردہ دار حلیت
مغور نشہ از سہ صاف پیالہ خواست	عاشق نشان داز خود از دلغ لالہ خواست
راہ شراب کو تر جفا فقط پیالہ خواست	مغفی مراد خویشین از آہ و نالہ خواست
تا در میانہ خواستہ کردگار حلیت	
خاتمہ الطبع	
پس از شکر آفریدگار سخن آفرین بر سخن سخنان دقیقہ آئین و زبان آدران لطافت	
گزین کہ صیر فیان بازار معانی اند جو ہر بیان رستہ بازار غنڈانی بسان	
خندہ بہار ہویدا باد کہ درین ایام خجستہ آغاد ہمایون انجام کلام بلاغت نظام	
شاعرہ عالی مقام و سخن گوے فلک احتشام سر آمد شر اسے نامی صاحب زبان	
تخلص او مغفی معروف بہ دیوان مغفی کہ بہ بہر مرغوبے کلام تاہنگام ہزاران	
خواتنگاری بار یازدہم در مطبع مشی نو لکھنؤ واقع لکھنؤ بکسر رستی عالیجناب	
مطبع القاب مشی لشن نرائین صاحب بھار گو۔ مالک مطبع دام اقتبالہ پاتہام	
کیسری داس سٹمپر پرنٹنٹ بہاولپور ۱۹۲۰ء بکسر و خونی طبع گردید۔	

سایح ادب دو

یہ ہی نایاب و نادر کتاب ہے جسے مشہور بابو سکینہ نے انگریزی میں تصنیف کیا۔ اور جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ مطبع ذائقہ فرمائش سے مرزا محمد عسکری صاحب بی۔ اے نے نہایت محنت اور جاں کا ہی سے بہت سے فوائد اضافہ کر کے اردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں اردو زبان کی تدریجی ترقیوں کی مکمل بحث کے بعد ہندوستان کے تمام شاہیر شعرا کے مفصل حالات اور انتخاب بھی پیش کئے گئے ہیں۔ اور تمام مشہور شعرا قدیم و جدید کی تصاویر بھی قریب سو کے دی گئی ہیں ایک مفصل بہت اور جامع انڈکس بھی شامل ہے یہ کتاب دو حصوں پر تقسیم ہے۔ پہلے میں شعرا کا تذکرہ ہے۔ دوسرے میں شاروں کا ذکر ہے دونوں کی فروخت یکجائی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب کاغذ سفید عمدہ ۲۴ پونڈ تقطیع پنچ تعداد صفحات قریب ۹۰۰ کے جو اس فن میں اس سے بہتر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی

تھ

المشا

مینجر نو لکھنؤ بک پرنٹنٹ

بحر الفصاحت

علم معنی بیان میں ایسی مکمل اتنی مبطل اس قدر جامع اتنی
 سہل زبان میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی مصنف نے معنی بیان پر
 بحث کر کے عروض بحر انکے ایجاد ہونے کے اسباب اس کے زخافات وغیرہ کا نہایت
 مفصل تذکرہ کیا ہوا اور ہر ایک کی مثالیں اساتذہ قدیم و جدید کے بیان پیش کی
 ہیں شعر کے ایجاد ہونے پر ایک مکمل بحث ہے شعر کے عیوب اور شعر کے محاسن
 پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور کوئی چیز اس علم میں ایسی باقی نہیں
 رکھی جسکی ضرورت ہو بشر کی تعریف اس کے اقسام اس کی مثالیں بھی مفصل
 بیان کی ہیں قیمت کا قدر سمی صنف مولوی حکیم محمد امجد علی صاحب
 اللہ

منیچر نو کشور بکڈ پو لکھنؤ

اطلاع۔ اس دیوان مخفی کے جملہ حقوق طبع و نشر منسوب بہ مولوی محمد امجد علی صاحب